"HAWĀDIS-UL-FATĀWĀ"

رسالہ مفیدہ

حوادث الفتاوی

از

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہ

حوادث الفتاوی رسالہ ضیاء الاسلام مین باقساط شایع کرنیکے بعد
معہ ٹائٹل کتابی صورت مین بغرض فائدہ برادران دین
شایع کیا جاتا ہے

خاکسار

ابوالافضال محمد فضل حسین مالک و اڈیٹر ضیاء الاسلام مرادآبادی

اپنے

مطبع افضل المطابع مرادآباد مین چھپا اور شایع کیا

قیمت فیجلد ۸/

التماس شایع کنندہ

مسلمانان ہند واقف ہین کہ اونکی اصلاح اخلاق و درستیٔ اعمال کے مسایل
حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تہانوی مدظلہ العالی کے کسقدر رہین منت
ہین - مولانا نے یون تو عموماً مگر عقاید - اخلاق اور اعمال کی اصلاح مین خصوصیت
سے جو توجہ فرمائی ہی اوسکے سپاس گذار نہ صرف ہم بلکہ ہماری آنے والی نسلین
رہینگی - میری دلی خواہش ہمیشہ یہ رہی ہی کہ مولینا کی تصانیف متعلقہ اخلاق
و اعمال کی اشاعت بکثرت ہو اور مین اس شعبہ مین جسقدر خدمت کرسکون اوسکو
اپنے واسطے باعث سعادت و فلاح تصور کرتا ہون - مگر مالی موانعات اس شعبہ مین
مجہے میرے حسب خواہ خدمات انجام نہین دینے دیتے - اس لئے مین مولینا کی
اکثر تصانیف کو ضیاء الاسلام کے ہمراہ طبع کرنے مین کوشان رہا ہون -
جس کے ذریعہ سے اشاعت مین سہولت ہوتی ہے - اوسیکی ساتہہ مولینا کی ہر
تصنیف کچہہ زاید طبع کرالینا بہی ضروری سمجہتا ہون - تاکہ بعد مین جو شایقین طلب
فرمائین اون سے انکار نہ کرنا پڑے اسی ضمن مین رسالہ **حوادث الفتاوی**
بہی ضیاء الاسلام مین شایع کیا گیا اور اسیوقت کچہہ کاغذ زاید طبع کرالئے گئے تہے
جنکو اب ماہ اپریل ۱۹۱۵ء مین یکجا کرکے اور ٹائیٹل طبع کراکر پیش کش شایقین کرتا ہون
مجہے اعتراف ہی کہ اسکی چہپائی مین شایقین بہت کچہہ کمیان پائینگے - لیکن
اگر شایقین کی فرمایشات نے مجہے اسکے دوبارہ طبع کرنیکا موقع دیا تو انشاء اللہ تعالی
یہ تمام کمیان پوری کرکے عمدہ کاغذ اچہی لکہائی و چہپائی اور تصحیح کتابت کیساتھ
پیش کش ناظرین کرونگا -

العـــــــارض

خاکسار محمد فضل حسین اڈیٹر ضیاء الاسلام والمشیر مرادآباد -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حوادث الفتاوی

الحمد للہ الذی اذن لنا فی کسب الحلال بقولہ ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ وردعنا عن الحرام بقولہ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی رغبنا فی طلب الحلال بقولہ طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ ونفرنا عن الحرام بقولہ ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا الحدیث وعلی آلہ الابرار المتقین واصحابہ الاخیار المتورعین

بعد اس کے ضروری عرض یہ ہی کہ مدت سے میرا یہ خیال تھا کہ ہندوستان مین جتنی صورتین آمدنی اور کسب معاش کی ہین خواہ ادنی سے لیکر اعلی تک وہ کسی قبیل سے ہون اُنکے احکام جواز وعدم جواز کے قلمبند کیے جاوین اور اُس مین چند مصلحتین معلوم ہوئین اول سب سے بڑھکر یہ کہ احکام کے نہ جاننے سے اکثر حرام معاملات کو بہت لوگ حلال سمجھ رہے ہین اور ممکن ہی کہ بعضے معاملات مین اس کا عکس بھی ہو تو یہ عقیدہ کا فساد ہوا کہین قطعی کا کہین ظنی ثابت بالدلیل المعتبر کا تو احکام کے جاننے سے عقیدہ کی تصحیح ہوجاوے گی جو اہم المقاصد ہی دوسرے بہت سے نیکدل لوگ حرام سے بچنا چاہتے ہین مگر بوجہ بیخبری کے مبتلا ہو جاتے ہین ایسے لوگون کو اگر احکام معلوم ہو جاوینگے تو وہ حرام سے بچ سکینگے۔ تیسرے اس وقت بعضے حرام سے بچنے کا اسلیے قصد

نہین کرتے کہ وہ سمجھتے ہین کہ حلال معاملات مفقود ہی ہین جب اُن کو ان
ابواب کا علم ہوگا اور اُن مین گنجایش دیکھین گے تو ممکن ہی کہ حرام سے بچنے
کی کوشش کرین تو یہ عملی فائدہ ہوا۔ چوتھے جب بحث سے معاملات کا جواز
معلوم ہوگا تو بہت لوگون کا یہ گمان بھی غلط ہو جاوے گا کہ علماء کے پاس بجز لایجوز
کے فتوے کے اور کوئی مضمون نہین اور اسی وجہ سے یہ لوگ علماء سے کسی
معاملہ کے متعلق سوال نہین کرتے بلا دلیل سوچ لیتے ہین کہ جو فتوے ملے گا وہ
پہلے سے معلوم ہی یعنی لایجوز پھر پوچھنے سے کیا فائدہ۔
اور اس خیال کی بناء پر بعضے خود شریعت غرا پر گمان کر لیتے ہین کہ بہت تنگ
قانون ہی۔ حالانکہ یہ شبہہ محض لغو ہی کیونکہ اگر اسکا یہ مطلب ہی کہ شریعت یا
علمائے شریعت نے اصل قانون ہی مین اسباب معیشت مین تنگی رکھی ہی تب تو
یہ بداہۃً غلط ہی جس کے خلاف ہی فقہ کا کوئی متن یا شرح یا فتاوی اُٹھا کر اُسکی
کتاب المعاملات کو ایک طرف سے دیکھنا شروع کیجیے معلوم ہو جاویگا کہ جائز
طرق بتلانے مین کسقدر توسع کیا گیا ہی۔ بیع مرابحہ۔ تولیہ۔ مضاربت۔ سلم۔ اجارہ
مزارعۃ وغیرہا اصول کے ہیشیار فصول کیا کچھ کم ابواب ہین۔
اور اگر یہ مطلب ہی کہ موجودہ و مروّجہ معاملات مین سے جب کسی کی نسبت استفتاء
کیا گیا تو لایجوز ہی جواب ملا تو اسکے متعلق یہ امر قابل غور ہی کہ منشاء اس ضیق کا آیا
شریعت ہی یا خود معاملات مروجہ سو اوپر ابھی شریعت کا توسع تو معلوم ہو چکا ہی
اسلیے احتمال اول تو یقیناً باطل و منفی ہی پس احتمال ثانی ہی متعین ہو گیا تفصیل اس
حقیقت اسکی ایک مثال سے سمجھ مین آسکتی ہی ایک مریض نے کسی طبیب سے
رجوع کیا اُس نے تشخیص مرض کے بعد اُسکو ادویہ و اغذیہ نافعہ و مضرہ سے
آگاہ کر کے نافعات کا استعمال اور مضرات سے تحرز تجویز کیا مگر اتفاق سے وہ
مریض ایک ایسے گاؤں مین رہتا ہی جہان کوئی دوائی نافع اور کوئی غذائے
مناسب میسر نہین ہوتی اور جو کچھ وہان ملتا ہی وہ سب مضرات ہین اب جس

چیز کو طبیب بتلاتا ہی وہ تو وہان میسر نہین اور جس چیز کو مریض پوچھتا ہی ادھر سے لایجوز کا جواب ملتا ہی سو اس صورت مین مریض کا یہ کہنا کہ فن طب یا تجویز طبیب مین تنگی ہی کیا کسی درجہ مین صحیح کہا جا سکتا ہی۔ ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ منشا اس تنگی کا اُسکی بستی کا عرف و عادت غیر معتدلہ ہی کہ نافع اشیاء کی تجارت کو متروک کرکے مضرات کی تجارت اختیار رکھی ہے۔

فن اور تجویز مین ہرگز ضیق نہین بس اسی طرح معاملات مروّجہ مین سمجھیے کہ لوگون نے خود بے احتیاطی کرکے کثرت سے اُن معاملات کو رواج دیا جو ممنوع و ناجائز ہین تو جب اُن کو شریعت پر پیش کیا جاویگا لامحالہ لایجوز جواب ملے گا سو منشا اس ضیق کا انہی لوگون کا رسم و رواج ہوا نہ کہ شریعت اور فتوے سو اگر بالفرض علماء کے جواب مین کہین بھی یجوز نہ ہوتا تب بھی علم یا علماء پر کوئی شبہہ وارد نہین ہو سکتا تھا لیکن چونکہ اتفاق سے بعض صورتین مروّج معاملات مین جائز بھی ہین اسلیے ہر سوال کے جواب مین لایجوز آنا ایک غلط واقعہ بھی ہی پس ان احکام کے جمع کرنے مین یہ مصلحت بھی حاصل ہو جاوے گی کہ اس گمان کو بھی غلط سمجھین گے اور علماء سے رجوع بھی کرین گے اس مین ایک عقیدہ کی اصلاح ہوئی اور ایک عمل کی پانچوین مصلحت خاص اس زمانہ کے رنگ کے اعتبار سے جو تعلیم جدید کے اثر سے غالب ہو گیا ہی یہ ہی کہ بعضے اس مذاق کے لوگ یہ سمجھ گئے ہین اور کہہ بھی اُٹھتے ہین کہ پرانا فقہ اس زمانے کے واقعات جدیدہ کے حکم بتلانے کے لیے کافی نہین ایک نیا فقہ علماء کو اجتہاد کرکے بنانا چاہیے اور یہ ایسی ہی رائے فاسد ہی جس طرح علم کلام جدید بنانیکی ضرورت کے متعلق بھی ایسی ہی رائے دیجاتی ہی جسکی تحقیق الانتباہات[۱] المفیدہ کے خطبہ مین کی جا چکی ہی سو جب ان معاملات جدیدہ کے احکام کا اُنہی قواعد فقہ منقول کی طرف مستند ہونا دکھلا دیا جاوے گا تو وہ خیال عدم کفایت فقہ منقول

[۱] یہ رسالہ کانپور مین مولوی انعام اللہ صاحب کے اہتمام سے زیر طبع ہے ۱۲ منہ

وضرورت اجتہاد کا مندفع ہو جاوے گا۔ غرض ان مصالح پر نظر کر کے ان احکام کے جمع کرنے کا قصد مرکوز خاطر رہا مگر چونکہ اسکے لیے اول اُن واقعات کا منضبط ہونا ضروری تھا جنکے متعلق یہ احکام ہونگے اور ظاہر ہو کہ ان واقعات کے علم اور تعیین مین احکام کے لکھنے والے کو اہل تجربہ و اہل خبرت کی طرف ضرور احتیاج ہوگی اسلیے مین نے ایسے صاحبون سے درخواست کی کہ معاملات کی صورتین قلمبند کر کے مجھکو دیدین مگر بجز معدودے چند حضرات کے جنکا مین خصوصیت کے ساتھ شکر گذار ہون کسی نے باوجود وعدہ کے اس طرف توجہ نہین فرمائی ایک مدت اسی انتظار مین گذر گئی پھر یہ خیال آیا کہ نقدر ا بنسیہ گذاشتن کار خردمندان نیست ٭ جتنا کچھ معلوم ہو چکا ہو اُسکے متعلق لکھدیا جاوے پھر وقتاً فوقتاً اور جو معلوم ہوتا رہیگا اُس کو اس مجموعہ کا دوسرا تیسرا حصہ کردیا جاویگا یا کم از کم جو سوالات نئی صورتون کے متعلق آتے رہین گے اُنکے جواب کو اس مجموعہ کا جزو بنانے کا سلسلہ جاری رہیگا اسلیے بنام خدا معاملات معلومہ الی الآن کے احکام اس ترتیب سے کہ اول صورت واقعہ کی پھر اُسپر حکم شرعی بعنوان جواب لکھنا شروع کرتا ہون[1] واللہ الموفق۔

اس مجموعہ مین یہ بھی رعایت کی گئی ہو کہ اگر کسی ایسی صورت کا (جس مین عام لوگ مبتلا ہون اور جس سے تحرز کسیقدر دشوار ہو) جواز روایت ضعیفہ یا دوسرے مجتہد کے قول سے بھی ثابت معلوم ہوا تو اُسی کو اختیار کرلیا جاویگا اور احتیاط کے لیے وہان اسکی تصریح بھی کردی جاوے گی تاکہ غلط نہ ہونے پاوے اور ابتلاء عام کا ضرورت شدیدہ مین داخل ہونا جس مین دوسرے امام کے مذاہب پر عمل کرنے کی اجازت کلام فقہاء مین مصرح ہی ظاہر ہوا اور احقر نے اپنے بعض حضرات[2] اکابر سے بالخصوص اس بارہ مین اسکی اجازت بھی لیلی تھی

[1] ایسے معاملات کے متعلق امداد الفتاوی مین بھی بعضے ایسے سوال وجواب مذکور مین اُنکو بھی یہان مکرر نقل کردیا جاویگا تاکہ یکجا جمع مل سکین ۱۲ منہ [2] المراد بہ مولانا الگنگوہی رحمۃ اللہ تعالی ۱۲ منہ

اور ظاہر ہی کہ اپنے مجتہد کے اصول پر منطبق ہونے والی ضعیف روایت بھی دوسرے مجتہد کے قول کی نسبت اقرب الی المذہب احق بجواز العمل علیہ ہوسکتی ہی اور مقصود اس رعایت سے توسع ہی احکام معاملات مین جس مین میرے نزدیک علاوہ سہولت کے ایک شرعی مصلحت بھی ہی وہ یہ کہ بجائے توسع کے اگر تنگی کی جاوے تو اکثر اوقات اُسپر عمل دشوار ہوتا ہی اور عمل نہ ہوسکنے کے وقت نفس کہتا ہی کہ جب حرام مین مبتلا ہوئے تو حرام حرام سب برابر پس اس سے مطلق العنان ہوجاتا ہی اور توسع مین جب گنجایش پاتا ہی گو اختلافی ہی ہو اور گو ضعیف ہی ہو تو ہمت بڑھتی ہی اور اس محذور سے محفوظ رہتا ہی اور ظاہر ہی کہ اختلافی اور مشتبہ کو اختیار کرنا حرام بیّن اور خالص مین واقع ہونے سے ہزار درجہ اہون و اسہل ہی البتہ اجماع کے خلاف فتوی یا عمل کی جرأت کرنا بلا کلام خلاف دین ہی۔ اور دیانات محضہ مین ایسے توسع کا استعمال کرنا تدین سے اسلیے بعید ہی کہ اُس کا تعلق صرف اپنی ذات سے ہی وہان عزیمت اور قول قوی پر عمل کرنے مین صرف نفس ہی کی مخالفت ہے جو کہ تدین کا سر اعظم ہی بخلاف معاملات کے کہ بوجہ اُسکے دوسرون کے ساتھ متعلق ہونے کے بعض اوقات اُس کا باب مسدود ہونے سے معاشی مین حرج ہوتا ہی۔ پس ایک کا قیاس دوسرے پر مع الفارق ہی۔ اور اصل مقصود جمع کرنے سے معاملات کے احکام ہین لیکن تبعًا و استطرادًا بعضے احکام مطلق اشیاء جدیدہ کے بھی گو وہ غیر معاملات ہون لکھدیے گئے ہین بنا بر مصلحت پنجم۔
اب تمہید کے بعد مقاصد کے بیان کا وقت ہی۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

نقل تحریر قاضی جنید احمد صاحب[۱]

السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ۔ جسقدر انگریزی گورنمنٹ کی ملازمتون کی خدمات اس ناچیز کو معلوم ہوئین عرض کرتا ہے۔

محکمۂ چونگی

اس محکمہ مین افسر سکرٹری و ماتحت افسران سپرنٹنڈنٹ و محرران و چپراسیان ہوتے ہین کام اس محکمہ کا یہ ہی کہ جو مال باہر سے تجارت پیشہ لوگ یا اور لوگ لائین اُن پر وہ محصول جو گورنمنٹ کی طرف سے لگایا گیا ہی لگا کر وصول کیا جاوے محرر تخمینہ کرکے محصول لگا کر وصول کرتے ہین سپرنٹنڈنٹ جانچتا ہی سکرٹری لینے وقت جانچتا ہی اور احکامات جاری کرتا ہی چپراسیان تجار وغیرہ کو محصول کے لیے روکتے ہین وہ اسباب تولتے ہین جس پر محصول لگایا جائیگا محصول کا روپیہ صدر کو لیجاتے ہین غرض اس محکمہ کے سب اہلکار محصول سے متعلق کوئی نہ کوئی کام کرتے ہین۔ آیا اس محکمہ مین کسی قسم کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہین۔

الجواب

جو قواعد شریعت نے اموال پر محصول لینے کے مقرر فرمائے ہین جن کو فقہاء نے باب العاشر مین ضبط کیا ہی چونکہ محکمہ مذکور کے قواعد اُن پر منطبق نہین ہین اسلیے بوجہ خلاف ما انزل اللہ ہونے کے غیر مشروع ہوئے اور حسب ارشاد الٰہی

---

۱ یہ تحریر بہت سے اجزاء پر مشتمل ہی ایک ایک جزو کو نقل کرکے ہر جزو کے ساتھ اسکا حکم لکھا جاویگا جیسا تمہید مین معلوم ہوا اسیطرح جس تحریر مین متعدد اجزاء ہونگے وہان بھی ایسا کیا جاویگا اور ایسی تحریرات کثیر الاجزاء کے ختم پر غلط سے بچنے کے لیے یہ بھی لکھدیا جاویگا کہ فلان صاحب کی تحریر ختم ہوئی۔ ۱۲ منہ

لا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ اسکی اعانت بھی معصیت ہوئی لہٰذا محکمۂ مذکور کی ملازمت ناجائز ہی مگر جو تنخواہ ملتی ہی وہ بوجہ اسکے کہ حاکم غیر مومن کا استیلاء اموال پر موجب تملک ہوجاتا ہی اور حاکم غیر مومن جو مال برضائے خود کسی مومن کو دیں خواہ کسی عنوان سے ہو وہ مباح ہی اسلیے وہ تنخواہ حلال ہی ۔ غرض خدمت غیر مشروع اور من وجہ مشروع ۔ پس عامل کو صرف عمل کا گناہ ہوگا اور غیر عامل جو اُس تنخواہ سے منتفع ہو مثلاً اُسکے اہل وعیال یا اضیاف واحباب اُن کو کوئی گناہ نہین ۔

سوال ۲

برہما کے علاقہ کے دیہات مین ہر پچاس یا زائد گھرون کے اوپر ایک شخص سرکار گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہی جس کو رُوا اشوگری کہتے ہین رُوا محلہ شو شخص گری بڑا ۔ یعنی محلہ کا بڑا آدمی ۔ ایسے لوگون کو اسقدر اقتدار وحکومت دیگئی ہی کہ مختصر چند دفعات فوجداری کے مقدمات کا فیصلہ کرین فقط پانچ روپیہ تک جرمانہ کرین ۔ اور ایک شبانہ روز تک قید کرین ۔ اور بعض سیاست بھی کرین فریادی سے فقط ایک روپیہ فیس کا رُوا اشوگری اپنے نفس کے لیے وصول کرے ۔ خواہ آیندہ وہ مقدمہ مین کامیاب ہو یا ہار جاوے ۔ مگر درصورت کامیابی یعنی جب فریادی جیتتا ہی تو وہ علاوہ جرمانہ یا تعزیرات کے ایک روپیہ فیس کا مدعا علیہ سے وصول کرکے فریادی کو دلاتے ہین ۔ بجز یہ ایک روپیہ فیس کے اور کوئی تنخواہ گورنمنٹ کی طرف سے نہین ہی ۔ اس روپیہ کا نام کُوا مُشو روپیہ ہے یعنی پان خرچ کا روپیہ ۔ یعنی پان کھاکر یہ کام کوئی انجام کرے ۔ اور یہ ایک روپیہ جب جبکہ مقدمہ دائر ہوگا رُوا اشوگریون کو ملتا رہیگا خواہ بعد مین صلح ہی کرلین ۔ اسکے متعلق سرکار سے چند رجسٹر بھی (دفتر) دیے جاتے ہین ۔ جرمانہ سرکار کو ملتا ہی ۔ ایک روپیہ فی مقدمہ رُوا اشوگری کو ملتا ہی گویا یہ روپیہ اسکی تنخواہ ہی ۔ چنانچہ کچہریون مین کورٹ فیس اسٹامپ لگاکر درخواست کرنا ہوتا ہی

وہ سرکار مین جمع ہوتا ہی۔ تنخواہ حکام کی علیحدہ دیتے ہین اور یہان فقط دفتر مین مرقوم ہوتا ہی اور نقد وصول کرکے رُوَاسوگری سب لے لیتے ہین۔

سوال یہ ہی کہ نمبر (۱) کہ یہ کہ ایک روپیہ فیس کا فریادی سے وصول کرنا بطور تنخواہ رُوَاسوگری کے لیے حلال ہوگا یا نہین

نمبر (۲) اور یہ جرمانہ اور قید کرنا درست ہی یا نہین اسکے لیے عنداللہ ماخوذ ہوگا یا نہین۔ نمبر (۳) اگر کوئی فیس نہ لے اور حکومت جاری رکھے مواخذہ سے بچ سکتا ہے یا نہین۔ نمبر (۴) اگر فیس لیلے اور آپس مین صلح کرادے جواز کی گنجایش ہے یا نہین۔ نمبر (۵) یہ عہدہ کیسا ہے۔

(۲) اسی طرح اگر طرفین کے جھگڑے چکانے کے واسطے مثلاً ایک روپیہ محنتانہ ظاہر یا ہر دیگر کسی کو ثالث مقرر کرین۔ حکم بنادین (بلا اجازت سرکاری) اور وہ حسب شرع حکم کرے وہ ایک روپیہ محنتانہ مثلاً لے سکتا ہی یا نہین۔

اب بیت المال کہین ہی۔ مفت کام کرنے والے کم ہین اسکے ترک مین مفاسد کی زیادتی بیشک ہوگی۔ السائل منشی احمد ضلع اکیاب پوسٹ راسید نگ موضع چا ٹگانہ۔

الجواب

یہ نوکری اور فیس جس حد تک کہ سوال مین لکھی ہی ایک تاویل سے جائز ہی بشرطیکہ اسکو کسی اور مفسدہ کا ذریعہ نہ بنالیا جاوے۔ باقی تقوی یہ ہی کہ اس سے بچے واللہ اعلم بالصواب۔

سوال (۳)

(۱) کیا ارشاد فرماتے ہین علمائے دین وحامیان شرع متین اس باب مین کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ہزار روپیہ کے نوٹ گیارہ سو روپیہ کے بدلے فروخت کیے اور عمرو مشتری نے زید بائع سے کہدیا کہ ان نوٹون کا زرثمن یعنی گیارہ سو روپیہ چھ ماہ کے بعد ادا کرونگا۔ تو ارشاد فرمایئے کہ یہ بیع جائز ہی یا نہین

اور زید کے لیے سُو روپیہ زائد سود ہونگے یا نہیں اور یہ بیع باطل ہی یا فاسد یا جائز۔ ایک صاحب فرماتے ہین کہ چونکہ جنس بدل گئی اسلیے یہ معاملہ جائز ہے اور زید کو عمرو سے گیارہ سو روپیہ چھ ماہ کے بعد لینا جائز ہی عنایت فرماکر مفصل بحوالہ کتب جواب باصواب تحریر فرمائیے۔ فقط بینوا توجروا

(۲) اگر سو روپیہ کے نوٹ کوئی شخص یداً بید کسی کے ہاتھ سو سے کم یا زیادہ کو بدلے یا فروخت کرے تو کیسا ہی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

معاملہ نوٹ حوالہ ہی بیع نہین۔ اسلیے یہ دونون صورتین حرام اور سود ہین کمی بیشی جائز نہین اور یہ بہت ہی ظاہر ہے۔

سوال ۴

(۱) دستور دیہی بھوسہ۔ لکڑی۔ کنڈے۔ بھٹان مکی کے گدی گندم کی کیاری ساگ کیاری گاجر۔ تمباکو۔ خرپوزہ۔ وغیرہ وغیرہ بھیٹ بیگار علاوہ لگان اراضی کے اس نواح مین رعایا سے لیتے ہین۔

الجواب

اگر یہ سب پٹے سے لکھا جاوے یا زبانی معاہدہ ہو جاوے تو جائز ہی بیگار مین کمی مقدار کا مقرر ہونا شرط ہے۔

(۲) جب کسی رعایا کے بیٹی یا بیٹے کی شادی ہوتی ہی تو مبلغ عہ نقد اور کچھ آٹا یا گھی جو اُسکے یہان ہوتا ہی لیتے ہین۔

الجواب

یہ چونکہ گاہے ہوتا ہی اور گاہے نہین ہوتا ہی اسلیے درست نہین البتہ اگر یہ معاہدہ ٹھہر جاوے کہ ہر سال عہ اور اتنا آٹا بھی لین گے اور پھر یون کہرے کہ اگر شادی ہو

لیلے ورنہ معاف کردے - یہ درست ہی -
(۳) اور جب کوئی رانڈ عورت اپنا دوسرا نکاح جس کو اُنکی اصطلاح مین کراوُ کہتے ہین - کرتی ہو تو مبلغ ۲؎ نقد زمیندار لیتے ہین اسی کو دستور دہی کہتے ہین -

الجواب

اس مین بھی مثل بالا تفصیل ہے -
(۴) اس نواح مین اور نیز اس موضع مین نیاز مند رہتا ہی ایک آراضی ہی جس مین پُولہ جس جس سے چھپر وغیرہ بندھتے ہین پیدا ہوتا ہی اُسکی حفاظت منجانب زمیندار کی جاتی ہی جب تیار ہوتا ہی فروخت کردیا جاتا ہے -
الجواب - جائز ہے -
جزو نمبر (۴) یا قبل تیاری مویشی چرانے کی اجازت دی جاتی ہی تو فی مویشی ۱۰؎ یا ۸؎ ر لیتے ہین - اس مین تخم ریزی یا آبپاشی وغیرہ کا اہتمام نہین ہوتا ہی خودرَو ہی
الجواب - جائز نہین -
سوال (۵) اس مسئلہ مین علمائے دین کیا فرماتے ہین کہ زید مثلاً عمرو سے ایک آراضی خریدنا چاہتا ہی اور عمرو بائع آراضی کو ان شرائط پر بیع کرنا چاہتا ہی کہ فی بیگہ قیمت مبلغ ایک سو روپیہ لونگا اور ہر سال کے بعد ہمیشہ کے واسطے بمقابل فی بیگہ آراضی کے مبلغ ۲؎ حق مالکانہ لیتا رہونگا تا حال حیات زید مشتری کے میر اقبہ آراضی سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن زید مشتری کو آراضی کے بیع کرنے کا اختیار نہ ہوگا البتہ عقد رہن کا اختیار ہوگا بعد مرنے زید مشتری کے - اگر اولاد ذکور ہوگی تو وہ آراضی بیرہ قابض مثل زید کے سمجھی جاوے گی اور اگر اولاد اُناث ہوگی تو وقت عقد نکاح تک اراضی انکے پاس بدستور رہیگی بعد نکاح ہو جانے کے مین قابض ہونگا اور اگر اولاد نہ ہوگی تو زید مشتری کی زوجہ تا حیات قابض رہے گی اگر نہ اولاد ہو نہ زوجہ تو بھی مین اراضی کا مالک سمجھا جاؤنگا - عمرو بائع اس عقد کو بیع موروثی نام رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ ہماری گورنمنٹ کا یہ قانون ہی مین اسکے

خلاف نہ کرونگا۔ فی الحال بیع کے وقت اگرچہ عمرو بائع یہ شروط مفصل ذکر نہین کرتا صرف اس عبارت کے ساتھ بیع کرتا ہی کہ مین فلان اراضی اتنی قیمت سے بیع موروثی کرتا ہون اور علاوہ قیمت اراضی کے اتنا مال تمام حق مالکانہ لیتا رہونگا جسکی تفصیل بالا مذکور ہی۔ مگر سرکاری قانون مین شروط مذکورہ لفظ بیع موروثی مین ملحوظ ہوتے ہین اسواسطے بیع کے وقت انکی تفصیل کی ضرورت نہین ہوتی شروط مذکورہ کے ساتھ بیع شرعاً جائز ہی[1] یا نہین۔ اور اگر شروط مذکورہ صلب عقد مین نہ ہون قبل عقد یا بعد عقد ہون تو عقد جائز ہوگا یا نہین[2]۔ اگر جائز ہوگا تو باوجود تسلیم کر لینے زید مشتری کے شروط مذکورہ کو عمرو بائع شروط مذکورہ کا مستحق ہوگا شرعاً یا نہین اور زید مشتری پر ایفاء واجب ہوگا یا نہین۔ جواب مفصل سے مسرور فرماوین[3] چونکہ زید مشتری کے علاقہ مین بغیر ان شروط کے جو کہ اوپر مذکور ہین اراضی کی بیع نہین ہوتی اور زید کو اراضی کی ضرورت ہی تو اس صورت مین بوجہ ضرورت بیع جائز ہوگی یا نہین۔

الجواب

ع۱ جائز نہین ع۲ المعروف کالمشروط کے قاعدہ سے قبل اور بعد بھی مثل صلب عقد کے ہوگا۔ اور ناجائز ہوگا۔ ع۳ ہوس کی ضرورت شرعاً معتبر نہین۔ کیا بدون زمین کے مالک ہوئے کوئی ضروری حاجت بند ہے۔

سوال

ٹھیکہ مویشی خانہ جیسا کہ جلد سوم امداد الفتاوے کے صفحۂ دہم مین لکھا گیا ہی وہ بعینہٖ ضلع چاٹگام مین مروج ہی اس کا حکم تو امداد الفتاوے مین مذکور ہی کہ بیع حرام اور باطل اور سود اور قمار مین داخل ہی۔ لیکن ضلع اکیاب مین اسکی صورت دیگر ہے وہ یہ ہی کہ گاؤن کے بڑے آدمی جس کو ہیڈ مین رواسوگری کہتے ہین پانچ روپیہ جرمانہ اور چوبیس[4] گھنٹہ کی قید کرنے کا اختیار رکھتا ہی بعض ایسے شخص کو سرکاری

طرف سے یہ پروانہ دیا جاتا ہو کہ تم کو کھٹر دیا گیا پس تم کو چاہیے کہ جو شخص کسی مویشی کو اُسکی زراعت کا نقصان کرنے سے تمھارے پاس لادے تم اس کو بند رکھو سات دن تک اگر نہ چھڑالیجاوے اس کو رپورٹ کر کے نیلام کردو نیس حسب ذیل وصول کرنا۔

(۱) ہاتھی کا جرمانہ دو روپیہ۔ گھوڑے کا ایک روپیہ۔ بھینس کے آٹھ آنے گائے کے چار آنہ۔ بکری کا ایک آنہ۔ گائے کے بچہ کے دو آنہ۔

(۲) پہلے روز سے جب تک بند رہیگا فی روز بمقدار جرمانہ چرائی بھی وصول کرو۔ جرمانہ تو فقط وہی مقدار مقرر ہو۔ اور چرائی ہر روز کا جدا لگا رہیگا۔

حکم سرکار یہ ہو کہ (۱) چرانے کی بابت جسقدر وصول ہو وہ تو صاحب کھٹر کا حق ہے وہ خود چرا دے یا دوسرے سے جس طرح چاہے چروائے۔

(۲) جرمانہ کی بابتہ جسقدر وصول ہو وہ اگر پانچ روپیہ تک ایک ماہ میں نہ پہنچے بلکہ پانچ روپیہ سے کم رہے وہ بھی صاحب کھٹر کھالیوے اُس میں سرکار کا کوئی حق نہیں۔ ہاں البتہ اگر ایک مہینہ کے اندر پانچ روپیہ یا زیادہ جرمانہ میں آمدنی ہو وہ مقدار زر سرکار میں داخل کردے۔ پس بیع کی صورت بالکل نہیں ہو فقط سرکاری آمدنی وصول کرنے کا گویا یہ تحصیلدار ہے۔ اور اس تحصیلدار کی تنخواہ یا فیس حسب مرقوم بالا تحصیلدار کو ملتا ہو اپنی طرف سے کچھ نقد پیشگی یا بعد میں یا بہ تعیین قسط دینا نہیں ہوتا ہے۔

نیلام کرنے کی وجہ سے جو قیمت جمع ہوتی ہو یعنی ہر مویشی ہر جانور کی قیمت علیحدہ ہوتی ہو۔ کھٹر کے مجوزہ حق پورے ہو کر اگر کچھ مقدار بچت میں جمع رہے وہ صاحب جانور کو بوقت طلب واپس دیا جاتا ہو۔ اب سوال یہ ہو کہ (۱) اس کھٹر کی آمدنی جائز ہو یا نہیں اگر تفصیل ہو تو تفصیل وار جواب عنایت ہو۔

(۲) اس نیلام میں جانور فروخت ہونے سے مالک جانور کا حق منقطع ہو گا یا نہیں۔ خریدار مالک ہوگا یا نہیں۔

الجواب

جو کچھ ان مدات مین وصول ہوتا ہو وہ استیلا رسے سرکار کی ملک ہوجاتا ہو اگرچہ وہ استیلا ر بواسطہ نائب کے ہو۔ پس سرکار اپنے مملوک روپیہ سے اس تحصیلدار کو دیتی ہی جو کہ بوجہ رضا ر کے مباح ہو۔ اور بعینہ اسی دلیل سے بیلام ہونے سے حق مالک کا اُس سے منقطع ہوجاتا ہے۔

سوال

گھر کے بعض تعلقات پھر سرکاری بھی کسیقدر تعلقات ہین۔ جو کہ حکومت کا معاملہ ہے پانچ روپیہ تک جرمانہ کرنا اور ایک شبانہ روز قید کرنے کی اقتدار ہے۔ اس مین ہر مقدمہ مین ایک روپیہ فریادی سے لیا جاتا ہو جو کہ بحکم سرکار ہے اسکے حکم شرعی حضور سے بذریعہ مولوی محمد دریافت کیا تھا حضور نے یہ جواب لکھا تھا کہ یہ عہدہ اور یہ فیس ایک تاویل سے درست ہو مگر اسکی تصریح نہین فرمائی گئی تھی۔ مولوی محمد نے جو سمجھا تھا وہ بیان کیا تھا لیکن حضور کی طرف سے اگر اس تاویل کی تصریح فرمائی جاوے تو اطمینان کی صورت ہین وہ عہدہ رکھا جائے

الجواب

وہ تاویل وہی ہی جو آج کے فتوے مین لکھی ہی کہ استیلا ر بواسطہ نائب کے ہے

سوال

اس طرف یہ رواج ہی کہ لوگ کپڑا دو طریقے سے خریدتے ہین ایک یہ کہ اُسکی قیمت مین نقد روپیہ دیتے ہین دوم یہ کہ روپیہ بھی دیتے ہین اور سوت بھی بازار کے نرخ سے ذرا زیادہ قیمت کے حساب سے دیتے ہین تو جس صورت مین کہ

صرف روپیہ دیتے ہین تو ایک تھان مثلاً چودہ آنہ کو لیتے ہین اور اگر روپیہ و سُوت دونون دیتے ہین تو ساڑھے چودہ آنہ کو لیتے ہین تو کیا حکم ہی پس جس شخص نے کہ کپڑا روپیہ و سوت دونون دیکر خریدا ہی اُس سے اگر کوئی کپڑا فی تھان مثلاً ایک آنہ منافع دیکر خریدے تو وہ منافع چودہ آنے پر لیگا یا ساڑھے چودہ آنہ پر اور اصل قیمت کون معتبر ہوگی۔

الجواب

یہ بیع مرابحہ ہی یہ اُسیوقت صحیح ہی جب تمام ثمن نقد یا مثلی ہو اور دوسرا مشتری وہی دیتا ہو لیکن جس صورت مین کچھ نقد اور کچھ سُوت کی عوض تھان لیا ہی اور دوسرا مشتری سب نقد دیتا ہی نفع پر بیچنا درست نہین۔ فقط واللہ تعالے اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سوال

زید اور عمرو مین منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے مین گفتگو ہی۔ زید کہتا ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا جائز ہی اور جواز کی دلیل یہ بیان کرتا ہی کہ ہر چیز مین اصل اباحۃ ہی۔ عمرو کہتا ہی کہ چونکہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا کسی معاملۂ شرعی کے تحت مین داخل نہین۔ اسلیے ناجائز ہی۔ زید کہتا ہی کہ یہ معاملہ شرعی کے تحت مین داخل ہی اور داخل ہونے کو اس طرح بیان کرتا ہی کہ اگر کوئی کسی حمال سے کام لے اور اُجرت پیشگی دیدے تو جائز ہی۔ عمرو کہتا ہی کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے مین اور حمال سے کام لینے مین اور پیشگی اُجرت دینے مین فرق ہے۔ پہلی صورت کو دوسری صورت پر قیاس کرنا صحیح نہین کیونکہ منی آرڈر مین تو شرط ہی کہ روپیہ پہنچانے کی اُجرت پیشگی لیجاوے اور حمال کو پیشگی اُجرت دینا شرط نہین بلکہ دینے والے کا احسان ہی اگر پیشگی اُجرت نہ دے تو حمال شرعاً یا عرفاً تقاضہ نہین کرسکتا اور منی آرڈر تو اُسوقت تک

روانہ ہی نہیں ہو سکتا جب تک پیشگی اجرت نہ دے۔ اسکے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ عمرو ایک اور بھی بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں کہ حمال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہے وہ اُس کا امین ہے اگر حمال سے وہ بوجھ کھو جاوے تو تاوان نہ لیا جاویگا جیسا امین سے نہیں لیا جاتا اور منی آرڈر کا روپیہ اگر ڈاکخانہ والوں کے پاس سے کھو جائے تو اُس کا تاوان لیا جاتا ہے اور ڈاکخانہ سے گویا شرط ہے کہ اگر روپیہ کھو جاوے تو وہ تاوان دیگا اسکے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ ایک اور بھی بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حمّال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں کہ حمال کی پاس جب تک وہ بوجھ ہے وہ اُس کا امین ہے اور امین پر واجب ہے کہ جو چیز امانت میں دی جاوے بعینہ وہی واپس کرے اور منی آرڈر میں سب جانتے ہیں کہ وہ ہی روپیہ بعینہ نہیں ملتا بلکہ اُسکی مثل دوسرا روپیہ ملتا ہے زید کہتا ہے کہ عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحاء کی وجہ سے بعض ناجائز چیزیں بھی جائز ہو جاتی ہیں اور یہ تو مباح الاصل ہے یہ کیونکر نہ جائز ہوگا مثلاً غلّہ کی بالیوں کو بیلوں سے پامال کراتے ہیں اور بیل اُس میں گوبر پیشاب کرتے ہیں اسکو سب جانتے ہیں پھر عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحاء یا تعامل خلایق کی وجہ سے اس کو سب حلال جانتے ہیں اور اس غلّہ کا سب استعمال کرتے ہیں اسی طرح اگر منی آرڈر بھی بالفرض ناجائز ہو تو جائز ہو جاویگا۔ اب از روئے شرع شریف اس گفتگو کا فیصلہ فرمائیے اور قول فیصل ارشاد فرمائیے تاکہ قلب کو تسکین ہو۔

الجواب

قاعدۂ کلیہ ہے الاقراض تقضی بامثالہا اور منصوص ہے کہ قرض میں کمی بیشی کی شرط ربوا ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ منی آرڈر کا روپیہ جو ڈاکخانہ میں داخل کیا جاتا ہے آیا وہ امانت ہے اور اہل ڈاک اجیر یا قرض ہے اور اہل ڈاک مستقرض سو چونکہ

یقیناً معلوم ہی کہ وہ روپیہ بعینہ نہین بھیجا جاتا اور نیز قانون ہی کہ اگر ڈاکخانہ سے وہ روپیہ اتفاقاً ضائع ہوجائے تو اہل ڈاکخانہ اُس کا ضمان دیتے ہین ان دونون امر سے معلوم ہوا کہ وہ امانت نہین بلکہ قرض ہی جو دوسری جگہ ادا کیا جاتا ہی پس فیس بھی جزو قرض ہوا اور مقام وصول پر چونکہ بوضع فیس ادا کیا جاتا ہی اسلیے قرض مین کمی بیشی لازم آئی یہ وجہ اُسکے ممنوع ہونے کی ہی بلکہ اگر یہ فیس بھی نہ ہو تب بھی حسب قاعدہ کلیہ کل قرض جر نفعا فھو ربوا بوجہ منفعت سقوط خطر طریق کے داخل سفتجہ ہوکر مکروہ ہی۔ فی الدر المختار کتاب الحوالۃ وکرہت السفتجۃ اور چونکہ یہ عقد اجارہ نہین ہی جیسا اوپر مذکور ہوا لہذا مسئلہ حمال سے اُس کو کوئی مس نہین کما ہو ظاہر اور عموم بلوی طہارات و نجاسات مین مؤثر ہی نہ حلت اور حرمت مین اور تعامل اس کو نہین کہتے بلکہ وہ ایک قسم ہی اجماع کی اور اُس مین شرائط اجماع کا پایا جانا ضروری ہی منجملہ اُسکے یہ بھی کہ علماء عصر واحد بلانکیر اُس کو قبول کرلین متنازع فیہ مین یہ امر مفقود ہی اسلیے یہ تعامل نہین ہی۔ ایک رواج عامیانہ ہی جو شرعاً حجت نہین۔ اس سے سب نظائر مذکورہ زید کا جواب نکل آیا واللہ اعلم۔ البتہ بہت عرق ریزی سے اسقدر تاویل کی گنجایش ہوسکتی ہے کہ فیس کو اُجرت کتابت و روانگی فارم کی کہا جاوے اس سے حرمت تفاضل تو دفع ہوجائے گی مگر کراہت سفتجہ کی باقی رہیگی۔ واللہ اعلم۔

سوال

زید اور عمر دونون ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنے کی نسبت گفتگو ہی زید کہتا ہی کہ محض بغرض حفاظت ڈاکخانہ مین جمع کردینا جائز ہے۔ عمرو کہتا ہی کہ یہ روپیہ سودی تجارتون مین لگایا جاتا ہی اور اس جمع کرنے مین سودی تجارت کی اعانت ہی لہذا ناجائز ہی۔ زید کہتا ہی کہ سب کا روپیہ تجارت مین نہین لگایا جاتا کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ جب کوئی شخص اپنا روپیہ برآمد کرانا چاہے روپیہ برآمد ہوجائیگا البتہ بعض کا روپیہ

تجارت مین لگایا جاتا ہوگا یا تھوڑا سب کا لگایا جاتا ہوگا بہرحال یہ معلوم ہونا
مشکل ہے بلکہ عادتاً ناممکن ہے کہ کسکا روپیہ تجارت مین لگایا گیا کسکا نہین لگایا
گیا یا کس نسبت سے روپیہ لگایا گیا کیونکہ سب کا روپیہ ملاکر رکھا جاتا ہے اور بالفرض
اگر سب روپیہ تجارت مین لگایا جاتا ہے جب بھی اعانت علی المعصیت کا الزام نہین
کیونکہ اس قسم کی اعانت علی المعصیت کو اعانت علی المعصیت ہی نہین خیال کیا
گیا مثلاً ولایت کی ہزارون چیزین کپڑے - برتن - گھڑیان - دیاسلائی وغیرہ ہندوستان
مین فروخت ہوتی ہین اور ہمکو یقیناً معلوم ہے کہ انکے بنانے والے انگریز ہین جو سودی
لین دین اور سودی تجارت کے عادی ہین اور بمبئی کلکتہ وغیرہ مین جو مال لیا گیا ہے وہ
بھی ناجائز طریقہ تجارت سے لیا گیا ہے - پھر ہم تمام مسلمان کیا عوام کیا علماء وصلحاء
سب ہی چیزون کو خریدتے اور کام مین لاتے ہین - مسلمان کا خریدکرنا سودی تجارت کو
ترویج دینا ہے یا نہین اگر پوری ترویج نہین تو مسلمان تھوڑی ترویج ضرور دیتے ہین
مگر سودی تجارت کی تھوڑی ترویج بھی تو آخر حرام ہی ہوگی اور اعانت علی المعصیت کے
تحت مین واخل ہوگی جس طرح ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنے سے اعانت علی المعصیت ہی
اوسی طرح بلکہ غور سے دیکھو تو اوس سے کہین زائد ولایتی چیزون کے خریدکرنے مین اعانت
علی المعصیت ہی پھر کیا وجہ ہی کہ عمرو اسکو جائز کہے اور اوسکو ناجائز اسکے علاوہ
ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر چادر کا ایک کونہ ناپاک ہوگیا ہو اور یاد نہ آتا ہو کہ
کونسا کونہ ناپاک ہوگیا تھا تو جس کونہ کو دھو ڈالیگا چادر پاک ہوجاویگی - اس جزئی
کو یاد رکھو اور دیکھو کہ چادر کیون پاک ہوجاویگی بظاہر چادر کو پاک نہ ہونا چاہیے کیونکہ
ممکن ہے اوسنے وہ کونہ نہ دھویا ہو جو ناپاک تھا بلکہ وہ کونہ دھویا ہو جو پہلے سے پاک
تھا مگر پھربھی شریعت نے چادر کو پاک کہا - اس پاک کہنے کی دو وجہ ہوسکتی ہین ایک تو
دفع حرج دوسرے یہ کہ جب شبہہ ہوگیا کہ معلوم نہین وہ کونہ ناپاک ہی معلوم
نہین یہ کونہ ناپاک ہو تو صرف شبہ سے ہر کونہ کو ناپاک نہین کہتے اسکی ایک نظیر کتب فقہ مین اور
بھی موجود ہے وہ یہ ہے کہ جب غلہ کی بالون کو بیلون سے پامال کراتے ہین تو بیل

اِن پر بول و براز کرتے ہین - اس غلہ کے پاک ہونے کو فقہا نے لکہا ہی کہ جو غلہ
تھا جون کو دیدیا جاوے یا حصہ دارون مین تقسیم کر دیا جاوے تو کل غلہ پاک ہو جائیگا
اور وجہ یہ کہتے ہین کہ شبہہ ہو گیا کہ شاید ناپاک غلہ دوسرے کے حصہ مین چلا گیا ہو
ہمارے حصہ مین نہ رہا ہو اسمین شک نہین کہ یہ وجہ یا اسکے مثل چادر وجوہات
ہون سب کمزور ہین اور سب کا حاصل یہ ہے کہ عموم بلوی و دفع حرج تعامل علماء
و صلحاء یا تعامل خلائق کی وجہ سے یہ چیزین حلال اور پاک اور جائز ہین انہین دونون
صورتون پر ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنے کو خیال کرو جس طرح کہ شبہون سے وہان
ناپاک چادر اور ناپاک غلہ پاک اور حلال ہو جاتا ہے اسی طرح کے شبہون سے یہان ڈاکخا
نکا حرام اور ناپاک روپیہ بھی حلال اور پاک ہو جاویگا (حرام اور ناپاک علی سبیل الفرض
کہا گیا ورنہ وہ ایسا نہین ہی) اور اگر اس قسم کے شبہون سے قطع نظر کرکے وہان عموم
بلوی و دفع حرج تعامل علماء صلحاء سے حرام و ناپاک کو حلال و پاک بنایا جاتا ہی تو یہان
بھی ایسا ہی ہونا چاہئے - دونون مین فرق کرنے کی کوئی وجہ نہین اگر یہ کہا جاوے کہ
جب ڈاکخانے نہ تھے تو صرف حفاظت کی غرض سے لوگ روپیہ کہان رکھتے تھے جہان
پہلے رکھتے ہون وہین اب بھی رکھا کرین - کہا جائیگا جب ڈاکخانہ نہ تھے اور منی آرڈر
کے ذریعہ سے روپیہ نہین بہیجا جاتا تھا تو لوگ کس طرح روپیہ بہیجتے تھے جس طرح پہلے بہیجتے
تھے اوسی طرح اب بھی بہیجین - اگر وہ جائز تو یہ کیون ناجائز دونون مین کیا فرق ہے
اگر وہان کوئی وجہ جواز کی ہے تو یہان بھی کوئی وجہ جواز کی ہے

الجواب

قاعدہ کلیہ ہے کہ امانت اگر مالک کی اجازت سے دوسرے اموال مین مخلوط کر دی
جاوے تو مجموعہ مشترک ہو جاتا ہے. فی الدر المختار کتاب الایداع وان باذنہ اشترکا
شرکۃ املاک کما لو اختلطت بغیر صنعہ کان انشق الکیس لعدم التعدی بس حسب
بیان سائل وہ روپیہ ملاکر رکھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خلط بالاذن ہے تو جسقدر روپیہ

تجارت ناجائز مین لگے گا اوسمین سب کا تھوڑا تھوڑا روپیہ ضرور ہوگا پس ہر شخص بقدر اوسی حصہ مشترک کے معین اوس تجارت کا ہوگا اور معصیت کی اعانت ضرور معصیت ہے اور خرید اسٹامپ کو سودی تجارت کی اعانت نہین کہہ سکتے کیونکہ ہم نے جب کوی شے خرید کر اوسکی قیمت ادا کردی تو وہ قیمت اوس تاجر کی ملک ہوگئی ہمارا روپیہ معصیت مین صرف نہین ہوا اور یہان تو خود ہمارا ہی روپیہ تجارت حرام مین لگایا گیا ہے اور جو نظائر فقہیہ سوال مین مذکور ہین اون سب کا جواب یہ ہے کہ ان نظائر مین بعض اجزاء واقع مین اجزاء نجس سے متمیز و منفرد ہین تو دفع حرج کے لئے اسکا اعتبار کر لیا گیا اور یہان بالیقین ہر جزو مین بوجہ اشتراک اعانت علی المعصیۃ ہو رہی ہے اور عموم بلوی کا جواب مسئلہ منی آرڈر مین مذکور ہو چکا ہے اور منی آرڈر اور اسمین جو فرق دریافت کیا ہے اول تو فرق ہونا مضر نہین کیونکہ اوسکو بھی منع کیا جاتا ہے جیسا مفصلاً مذکور ہوا۔ پھر تاویل اخیر کے اعتبار سے فرق بھی ہو سکتا ہے کہ اسمین ایسی تاویل ابتک نہین نکلی فافترقا البتہ اگر یقیناً تحقیق ہو جاوے کہ اس روپیہ سے ناجائز کام نہین ہوتا تو بدون سود لینے کے جمع کرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

سوال

زید نے بعوض کچھ اپنے گذشتہ حساب کتاب کے مثلاً چارسو پچاس روپیہ نقد کے ولا پانے کی ڈگری ایک انگریز پر عدالت سے باقاعدہ حاصل کرلی ہی انگریز چند ماہ مین بالاقساط مبلغان مذکور کو ادا کریگا زید چونکہ کسی دور دراز جگہہ کا باشندہ ہے یہان مقیم نہین رہ سکتا لہذا وہ کسی دوسرے شخص مثلاً خالد کو جو یہان کا مقیم ہے وہ ڈگری مذکور بدین شرط حوالہ کرتا ہے کہ خالد اسکو مثلاً دو صد روپیہ نقد یکمشت ابھی ادا کر دے اور بعد مین وہ چارصد پنجاہ روپیہ بالاقساط وصول کرکے اپنے قبضہ و تصرف مین لاوے زید کو اس رقم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا آیا خالد جو یہان کا مقیم

ہے زید کی شرط مذکورہ بالاکو شرعاً کر لینے کا مجاز ہے یا نہین ۔ اس داد و ستد و کارروائی مین کوئی امر خلاف شریعت تو نہین ہے ۔ ؟

الجواب

یہ تو جائز نہین مگر یون کرے کہ خالد کو وکیل بنادے کہ تم اس انگریز سے تقاضا کر کے وصول کرو اور اڑہائی سو روپیہ اس کام پر تمہاری اجرت ہے اور دو سو روپیہ ہمکو قرض دیدو وہ بھی وصول کر کے اپنے قرضہ مین رکھ لینا[لے]۔

سوال

زید نے اپنے کسی مال کا مارک معین کر کے مثلاً شمشیر مارکہ یا مقراض مارکہ مقرر کر کے رجسٹری کرادیا بخیال تحفظ حق مارک کے تاکہ کوئی دوسرا شخص میرے اس مارک رجسٹری شدہ کو نہ بنادے ۔ اگر بکر بھی اپنے مال پر اوسی مارک کا چھاپ بنادے تو درست ہے یا نہین ؟

الجواب

زید کی تو اسمین شرعاً کوئی حق تلفی نہین مگر بوجہ تلبیس کے یہ جائز نہین کہ دیکھنے والو کو دہوکہ ہوگا ۔

سوال

زید انکم ٹیکس ادا کرنے کی حیثیت رکھتا ہے تاہم معافی کے خیال سے اپنے مال تجارت کو تشخیص کنندہ ٹیکس سے چھپا کر اپنے کو ناقابل ثابت کرتا ہے آیا یہ فعل زید کا از روے شرع شریف کیسا ہے بینوا توجروا ۔

الجواب

گناہ تو نہین بلکہ خطرہ مین پڑنا بھی شرعاً پسند نہین ۔

سوال

لے یعنی اگر خالد کو اوس انگریز سے روپیہ وصول ہو تو وہ اپنا روپیہ زید سے واپس کر لیگا ۱۲ منہ

ف حظر و اباحة — عدم جواز ساختن مارک غیر

ف حظر و اباحة — حکم اخفاء مال از متشخص ٹیکس

سوال - زید چندہ بلقان کا خزانچی ہی اگر وہ کبھی اپنے کام مین اوسمین سے کوئی روپیہ صرف کردے اور بجاے اوسکے دوسرے وقت اپنے پاس سے اوسکو پورا کردے تو وہ عند اللہ گنہگار ہوگا یا نہین لیکن جب اوس روپیہ کا منی آرڈر یا اوسکو بذریعہ تار روانہ کیا جائے تو اصل روپیہ تو پہونچیگا نہین بلکہ ڈاکخانہ سے ایک کاغذ جائیگا اور دوسرا ڈاکخانہ روپیہ دیدیگا - ایسی صورت مین علماء کرام کیا فرماتے ہین جواب باصواب سے مطلع فرمائے -

الجواب

اپنے کام مین اوسکا صرف کرنا جائز نہین اور قیاس اسکا منی آرڈر یا تار پر صحیح نہین کیونکہ یہ تصرف تو باذن معطین ہی اور اپنے صرف مین لانا بلا اذن ہی اور ظاہر ہی کہ ایک کا قیاس دوسرے پر نہین ہوسکتا -

سوال

در مدارس این دیار از طالبان فیس گرفتہ میشود آیا از طفلان نابالغ کہ یتیمان نیز دران موجود ند بشرط اجازت ولی فیس گرفتن جائز ہست یا نہ

الجواب

فیس اجرت است اجرت عمل کہ نفعش بہ نابالغ عائد باشد از مال او گرفتن جائز است باذن ولی -

سوال

حسب قانون انگریزی اگر از متعلمین خطائی مثلاً غیر حاضری وغیرہ رونما یدجرمانہ کردہ میشود این معاملہ درست است یا نہ -

الجواب

بلا تاویل جائز نیست عند الحنفیہ مگر تاویلش چنین بیان توان شد کہ دران با اجرت

عمل بمقدار جرمانہ زائد مقرر گفتہ شود۔

سوال

بعض اہل مطابع اشتہار دیتے ہین کہ فلان کتاب کے طبع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے جو صاحب اسقدر قیمت پیشگی بھیجدینگے وہ اس رعایت کے مستحق ہونگے۔۔ یہ معاملہ کیسا ہے

جواب

متاخرین نے جائز رکھا ہے اور اسکی تفصیل بیع استجرار مین صاحب ردالمختار نے ذکر کی ہے۔ ج ۴ - ص ۱۸ ولبعض عبارتہ ہذا وہذا (اے دفع دراہم الی الخباز والاخذ کل یوم خمسۃ امناء) حلال وان کان نیتہ وقت الدفع الشراء لانہ بمجرد النیۃ لا ینعقد البیع وانما ینعقد البیع الان بالتعاطی والآن المبیع معلوم فینعقد البیع صحیحا اھ قلت کذا یقال فی ہذا ان المبیع لما وجد انعقد البیع فلم یلزم بیع المعدوم

سوال

بعض مالک اخبار کی جانب سے اشتہار ہوتا ہے کہ اسقدر روپیہ داخل کر دینے سے تمام عمر کے واسطے اخبار جاری کر دیا جاویگا یہ معاملہ جائز ہے یا نہین؟

الجواب

جائز نہین کیونکہ مبیع مجہول ہے۔

سوال

بعض اخبار والے ایسا ہی کرتے ہین کہ اسقدر روپیہ دفتر مین جمع کر دینے سے جبتک وہ روپیہ دفتر مین جمع رہیگا مالک روپیہ کے نام اخبار جاری رہیگا اور جب وہ روپیہ واپس منگائینگے کہ جسکے منگانے کا ہر وقت اختیار ہے اخبار بند کر دیا جاوے گا یہ صورت معاملہ جائز ہے یا نہین۔

الجواب

یہ روپیہ دینا قرض کے طور پر ہے اور اخبار اوسکے نفع مین پس ظاہر ہے کہ حرام اور سود ہے۔

سوال

دروازہ مدرسہ اسلامیہ سنبھل پر ایک تختہ پر مدرسہ کا نام لکھکر لگایا گیا ہے وہ سڑک ریل پر واقع ہے تختہ اسواسطے لگایا گیا ہے کہ ہر شخص اوسکو سمجھ لے کہ یہان مدرسہ ہی شاید کچھ نفع ہو. بعض صاحبان کی یہ راے ہی کہ یہ کام مدرسہ کا نہین ہے اسواسطے اسکی قیمت مدرسہ کی آمدنی سے دینا جائز نہین ہے جناب والا کا کیا ارشاد ہے؟

(۱۱) تعمیر و تعلیق مدرسہ

الجواب

فقہانے ایک قاعدہ لکہا ہے کہ مسجد کا نقش و نگار مال وقف سے جائز نہین لیکن استحکام جائز ہے. پس اسی نظیر پر صورت مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ اگر اس تختہ کی تعلیق سے مدرسہ کو کوئی بین نفع ہو تو مال مدرسہ کا لگانا اس مین جائز ہے اور اگر کوئی معتدبہ مصلحت نہین ہے محض احتمال ہی کا درجہ ہے تو اپنے پاس سے اوسکے دام دینا چاہیے

سوال

انگریزی قانون کے مطابق جو زمین بارہ برس تک کسی کاشتکار کے قبضہ مین رہے تو اوس زمین پر کاشتکار کا حق مقابضت ثابت ہو جاتا ہے یعنی زمیندار کو نہ اوس زمین سے بیچنے کا مجاز ہے نہ مالگذاری معینہ کے بڑہانے کا بلکہ بیچنے کا مجاز کاشتکار کو حاصل ہوتا ہی - یہ حق شرعًا کاشتکار کو حاصل ہی یا نہین بعد بیع مبیع مشتری کی ملک ہوگی یا نہین؟

(۱۲) حق مقابضت کاشتکار

الجواب

اس کاشتکار کو کوئی حق شرعی حاصل نہین ہوتا اگر ایسے کاشتکار سے کوئی خرید یگا تو وہ مشتری بھی مالک نہوگا۔

سوال

زمیندار اپنی زمینداری مین باشندون پر جنکو رعیت کہتے ہین خصوصًا چھوٹی قوم پر

(۱۳)

عدول حکمی یا اوسکے باہم تکرار کے موقع پر جرمانہ کرتے اور اپنے مصرف مین لاتے ہین کچھ اوس گانون کے پیادہ کو بھی دیتے ہین لیکن انگریزی قانون اسکی اجازت نہین دیتا۔ ایسی حالت مین یہ فعل زمیندار کا جائز ہے یا نہین ؟ برتقدیر جواز مصرف اوسکا مصرف مذکور ہے یا کچھ اور ؟

الجواب

اسکا لینا اور مصارف مذکورہ مین صرف کرنا سب ناجائز ہے۔

سوال

کھجور اور تاڑ کے درختون کو ٹھیکہ مین دینا جائز ہے یا نہین ۔ برتقدیر عدم جواز باین حیلہ کہ ان درختون کے ساتھ وہ زمین جسمین یہ درخت واقع ہین ٹھیکہ مین (زر زمین) دی جاوے ایسی حالت مین یہ آمدنی شرعاً جائز ہوگی یا نہین ؟

الجواب

اس حیلہ سے بھی جائز نہین کیونکہ یہ حیلہ کسی قاعدہ شرعیہ پر منطبق نہین ۔

سوال

افیون کی کاشت جائز ہے یا نہین ؟

الجواب

جائز ہے۔

سوال

افیون کی زکوۃ مین افیون مثل غلہ کے دینا چاہئے یا قیمت پر ؟ اگر قیمت پر دینا چاہئے تو کس حساب سے واضح رائے عالی رہے کہ افیون کا فروخت گورنمنٹ مین ہوتا ہے کسی کو افیون دینا بطریق زکوۃ ملک اودھ مین بوجہ جرم ممکن نہین ۔

الجواب

قیمت بھی دینا جائز ہے ۔

س ایک مہاجن اور ہار مال دیتا ہے حق آڑہت عہ ایک روپیہ فی سیکڑہ مقرر ہے اگر دوسرے ماہ روپیہ ادا نہ ہو تو اصل پر سود لگاتا ہے مسلمان سود نہین دینا چاہتا اور یہ کہتا ہے کہ بجائے سود کے حق آڑہت بڑہا لو بجائے عہ ایک روپیہ کے دو یا تین روپیہ سیکڑہ لو یہ جائز ہے یا نہین۔

ج۔ جائز ہے۔ ۱۶۔ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

س کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ مدارس کی طرف سے جو لوگ تحصیلین چندہ ہین اونکو زکوۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے۔

ج۔ نہین۔ ۲۰ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

س جیسے کہ عاملین صدقات کے دینے سے ادا ہو جاتی ہے اور یہ قائم مقام عاملین سمجھے جا سکتے ہین یا وہ مال زکوۃ جبتک کہ مہتمم یا بانی مدرسہ مزکین کی طرف سے بطور نیابت کے مستحقین پر خرچ نکرے زکوۃ ادا نہین ہوتی۔

الجواب۔ ہان یہی دوسری بات ہی۔

سوال زمین عشری کی مالگذاری سرکاری ادا کرنے سے جیسے کہ جناب مولوی قاری عبد الرحمن صاحب محدث پانی پتی اور حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہما کی تحقیق تھی عشر ادا ہو جاتا ہے یا نہ معاملہ احتیاط تو ظاہر ہے کہ مستحقین کو علیحدہ دے مگر قول مضبوط آپکے نزدیک کونسا ہے

الجواب ہمکو تو یہی معلوم ہے کہ اس سے ادا نہین ہوا جیسے انکم ٹکیس سے زکوۃ ادا نہین ہوتی باقی ان حضرات کے ارشاد کا مبنی معلوم نہین۔

سوال جو مدرس مدرسہ باوجود تقرر اوقات تعلیم وتعلم مین وقت پورا نکرے یا بانی یا مہتمم یا سرپرست مدرسہ چشم پوشی کرے تو شرعاً کتنا گناہ ہے۔

الجواب متعارف چشم پوشی جائز ہے۔ زیادہ ناجائز ہے۔

سوال چونکہ جدید طریقہ ہومیوپیتھک بہت زیادہ سریع التاثیر اور سہل الحصول ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی ایسے دیہات مین جہان ہر وقت کوئی حکیم یا ڈاکٹر

میسر نہ آسکتا ہو اس طریقہ علاج کو دوسرے مرضی پر برتنے تو اوس معالج کے
لئے شرعاً جائز ہوگا یا نہین۔

الجواب یہ حالت ضرورت کی ہی اور ضرورت مین متاخرین نے تداوی
بغیر الطیب کی اجازت دی ہے اگر کوئی اوسپر عمل کرے گنجایش ہے

۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۱

سوال عدالت جو خرچہ قانون (یا کبھی احیاناً رقم حرجہ) فریق ناکام سے
کامیاب کو دلاتی ہے شرعاً لینا جائز ہے یا نہین اگرچہ کل مصارف مقدمہ
کا صرف قانونی خرچہ ملتا ہے اور اکثر خرچہ نہین ملتا ہمارے مقدمہ کی جو صورت
ہے کہ مجبوراً اپنے حق کی حفاظت کے لئے نالش کرنا پڑی۔ اور فریق مخالف
کی طرف سے بالکل مخاصمانہ کارروائیونکی وجہ سے بہت سے ہمکو مصارف
برداشت کرنا پڑین۔ یہ کل مصارف اوسکے اوس واقعی شرعی حق سے جو بعد کامیابی
ہمکو ادا کرنا چاہئے اگر ہم منہا کرلین تو جائز ہوگا یا ناجائز نیز یہ کہ مکان متنازعہ
بدون ہمارے کسی قسم کی کوشش کے (ضمانت شدہ) کو مثلاً نیلام ہوگیا (ممکن
ہے کہ خریدار نے کم بولی پر چھڑا لیا ہو) لیکن آٹھ روز تک بولی ہوئی۔ ایک
خود مکان پر عند الموقع ہوئی لیکن اس سے زائد قیمت نہ لگی مدیون نے عذرداری
کی کہ مالیت دو ہزار کی ہے کم پر دیدی گئی۔ مگر عدالت نے یہ عذر تسلیم نہ کیا
خارج کردیا۔ پھر عذرداری کی کہ ہمسے رقم مطالبہ اب لیلی جائے اور نیلام جو کم
کم کو ہوگیا ہے منسوخ کیا جائے۔ وہ بھی خارج ہوئی گویا عدالت نے قطعاً (ضمانت
ہی کا مکان قرار دیا۔ اگر ہماری طرف سے مقدمہ نہ لڑا جائے تو اتنی ہی رقم
مین غیر کے ہاتھ قطعی بیع ہوچکا ہے۔ ایک حبہ بھی مدیون کو زائد نہ ملے گا۔ تو ہمارا
کامیابی کی صورت مین ہم اسیقدر قیمت مکان مین سے فریق مخالف کا حق شرعی
ادا کرنیکے پابند ہونگے یا اوسکی قیمت مطلوبہ کے۔

(حکم لینے خرچہ عدالت و حرجہ عدالت)

الجواب جب کسیکو اپنے حق کی حفاظت کے لئے مجبوری نالش کرنا پڑے

اور فریق مخالف کی طرف سے بالکل مخاصمانہ کارروائیونکی وجہ سے بہت سی
مصارف برداشت کرنا پڑین تو اس صورت مین خرچہ کا روپیہ لینا بہت سے علماء
کے نزدیک (ومنہم مولانا رشید احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ) جائز ہے۔ یا اگر کسی
حساب مین منہا ہوسکین تو ان علماء کے نزدیک یہ بھی جائز ہوگا۔ اور عدالت کا نیلام
گو بلا رضاء مدیون ہوجاوے۔ نافذ ہی ہیں سب حسابوں مین اوسی قیمت کا اعتبار ہوگا جسپر
وہ بحکم عدالت نیلام ہوا ہے۔ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

سوال کتمان شہادت سخت گناہ ہے لیکن عدالت انگریزی مین سچی شہادت مین
بھی شاہد سے جرح وغیرہ مین گھبرا کر جھوٹ کہلا لیتے ہین اور ناتجربہ کار سیدھے
ملان کو اسکا زیادہ اندیشہ ہے اس اندیشہ سے انکار کرے جائز ہے یا نہین

الجواب اگر اس واقعہ کے ثبوت کا مدار اسکی شہادت پر ہو تو کتمان وعذر
ناجائز ہے اور جرح مین سچا آدمی جبکو کسی شق کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ یہ نیت	۳ خاص
رکھے کہ خواہ مقدمہ بگڑے یا سنورے بجز سچ کے کچھ نہ کہونگا۔ ایسا شخص جرح
مین کبھی پریشان نہین ہوتا۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

سوال جن مسائل مین قضاء قاضی کی ضرورت ہی اومین انگریزی عدالت
کا حکم وفیصلہ وہی حکم رکھتا ہے یا نہین۔

الجواب اگر صاحب اجلاس مسلم ہو وہ شرعًا قاضی ہے۔ تاریخ صدر

سوال ترکہ کی تقسیم مین لکھتے ہین کہ جب کوئی وارث نہ ہو تو بیت المال مین
داخل کردیا جائے آجکل ایسی صورت مین کہاں صرف کیا جائے اور رد علی الزوجین
آجکل جائز ہے یا نہیں۔

الجواب امور خیر مین صرف کرنا قایم مقام بیت المال کے ہے اور رد
علی الزوجین اوسوقت جائز ہے جبکہ زوجین مصارف بیت المال مین سے ہون
تاریخ صدر

سوال گھی عنبر مشک وغیرہ مصنوعی طیار کیا جاوے اور یہ کہکر کہ یہ اصلی

نہین مصنوعی ہے کم قیمت پر اسکو فروخت کیا جاوے کیا یہ بھی دہوکہ وخداع
ونا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب یہ دہوکہ نہین ہے جائز ہے البتہ ورع کے خلاف اس لئے
ہے کہ مشتری سے خداع کا احتمال ہے اور اسکی بیع ایک درجہ مین اوسکا سبب ہے

سوال کسی کتاب کا رعایتی اشتہار شائع کر دینے کے بعد ایسے شخص سے
جسکو وہ اشتہار نہین ملا اور بدین وجہ وہ سابق پوری قیمت پر کتاب کی فرمایش
کرتا ہے پوری قیمت لے لینا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب ایسا اشتہار ایک وعدہ عام ہے جسمین کسی کی اطلاع وعدم اطلاع
برابر ہے پس جو حکم اشتہار دیکھنے والے کا ہے وہی نہ دیکھنے والے کا یعنی دونون
صورتون مین بیع حلال ہے اور خلف وعدہ کی کراہتہ لازم ہے ۔

سوال دفتر کے اندر عام لوگون کو آنیکی اجازت نہین مگر حاکم نے اجازت دیدی
ہے کہ جمعہ کے روز صرف نماز پڑہنے کے واسطے جسکا جی چاہے وہ چلا آوے ممانعت
نہین ہے اس حالت مین نماز جمعہ دفتر کے اندر پڑہنا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب جب اذن عام ہے درست ہے ورنہ باہر نکلکر میدان مین پڑہ
لین ۔ ۲ر جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ

سوال انگریزی قانون کے موافق کرایہ نامہ اسٹامپ پر لکہا جاتا ہے ۸ر
کا ہو یا کہ ہر کا اور یہان یہ قاعدہ رواج پکڑ رہا ہے کہ جب کوئی مکان کرایہ پر دیا
جاتا ہے تو کرایہ پر لینے والا اسٹامپ خریدکر مالک کو دیدیتا ہے کہ لکہوالیا
یہان وقت انتخاب بہت سے اسٹامپ ایسے نکلے کہ جواب تک سادہ مین
جہانتک پتہ چلیگا مالکان کو واپس کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن جو اشخاص
بیرونی ہین یا مرگئے ہین یا اونکا پتہ نہین اونکی بابت کیا کرنا چاہئے ان اشخاص مین اہل اسلام
اور ہنود دونون ہین ۔

الجواب جن مالکان اسٹامپ کا کچہہ پتہ نہ چلے اون اسٹامپون کو فروخت

کرکے وہ دام منجانب مالکون کے مصارف خیر مین صرف کردیئے جادین ۔

سوال کس مقدار کے نقصان پر فریضہ یا نوافل یا سنن کی نیت توڑ دینی چاہئے اور اگر بعد نیت کر لینے کے ریل سیٹی دیوے روانگی کی تو کیا کرنا چاہیے

الجواب درہم کے نقصان پر نماز کی نیت توڑ دینا درست ہے اور ریل کی سیٹی پر بھی نماز توڑ دینا درست ہے اگر سفر نہ کرنے سے کچھ حرج ہو۔

سوال جو مال تجارت بمبئی یا کلکتہ سے ریل کے اندر آتا ہے ریلوائی مالک نے ہر ایک مال کی الگ الگ کلاس اپنے ہان رکھتے ہیں کسی مال کا کلاس چار روپیہ من ہے اور کسی مال کا دو روپیہ من کا ہے کسی کا ایک روپیہ من کا ہے اور کسیکا گیارہ آنہ من کا ہے مگر مال سب کلاس کا ایک ہی گاڑی کے اندر لاتا ہے کوئی خاص درجہ کسی مال کا نہین ہے چاہے چار روپیہ من کا مال ہے چاہے ۱۱ر من کا مال ایک ہی گاڑی مین آتا ہے اب سوداگرون نے یہ کفایت نکالی ہے کہ جو مال چار روپیہ من کا ہی اوس مال کو ۱۱ر من کی چیز لکھوا کر منگاتے ہین اور کچھ تو بمبئی مین خرچ کرتے ہین اور کچھ دہلی مین غرض لے دیکر مال اپنا لے آتے ہیں ریلوائی مالک نے اپنے ہان یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ جو اس قسم کی کارروائی کرے یعنی چار روپیہ من کی چیز کو ۱۱ر من کی لکھوادے تو ہم اس سے آٹھ روپیہ من کا بھاڑا لیونگے اگر ہم کو خبر ملگئی اب یہ صورت ہی کہ جو ریلوائی نے ہندوستان مین سب سے بڑا افسر مقرر کیا ہے بلکہ اس کو تمام باتون کا اختیار دیا ہے وہ خود روپیہ کہا کر اور مال کم کی کلاس مین بھجدیتا ہے اوس کو سب خبر ہے کہ یہ مال چار روپیہ من کا ہے اور ۱۱ر من مین جارہا ہے اب آپ فرمادین کہ اگر چار روپیہ من کا مال ۱۱ر مین منگادین تو ٹھیک ہی یا نہین سب دوکاندار ایسا کرتے ہین اگر ہم چار روپیہ من کا بھاڑا دیتے ہین تو نقصان ہوتا ہے ۔

الجواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ زیادہ محصول کا مال کم محصول مین اسطرح لیجانا جسطرح سوال مین مذکور ہے حرام ہے اور بڑے افسر کی رضا یا اذن اس لئے معتبر نہین کہ وہ ریلوے کا مالک نہین والسلام ۔ ۱۳ر جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۱

[illegible] ۱۰۵

سوال مدرسہ مین طلبہ سے خوراکی جو لیجاتی ہے یہ کس عقد مین داخل ہی آیا بیع ہے تو بیشگی معاوضہ لینا کراہت سے خالی نہوگا یاکہ یہ استصناع ہے کسی اور عقد مین تو داخل ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے نیز گھڑی بنوانا یا چارپائی بنوانا جن مین بیع اور عمل دونون شامل ہین ایا انکے جواز کی گنجایش ہے کہ استصناع مین داخل کرکے جائز کہدیا جاوے اور بلانکیر ب کا کرنا تعامل سمجھا جاوے گا یا عقد فی عقد کے سبب سے منع کیا جاوے آجکل بکثرت ایسے معاملات ہین جنمین عقد فی عقد یا کہ بیع اور عمل دونون شامل ہوتے ہین۔

الجواب طلبہ کی خوراکی بیع استجرار مین داخل ہی۔ شامی نے اوس کے جواز مین مبسوط بحث لکھی ہی اور فقہا نے بیع اور عمل کے جمع کرنے کی بعض صورتین متعارف لکھکر اجازت دی ہی یہ بھی اوسی مین داخل ہی جیسے خیاط کہ عمل اور تاگہ دونون اوس کے ذمہ ہون یا صباغ کہ عمل اور صبغ دونون اوس کے ذمہ ہون =

۱۷ ربیع جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ

سوال ایک رقم ہوتی ہے وصولی کے وقت نمبردار اپنے زمینداران سے نیز رعیہ کچھہ رقم یعنی پیسہ یا اوہنا جمع سے زیادہ وصول کرتے ہین اور اوس کے وصول کرنے کی تمام زمینداران سے اور سرکار سے اجازت ہی وہ ملبہ نمبردار حسب مرضی زمینداران مفصل ذیل کامون پہ خرچ کرسکتا ہے ۔

(۱) کوئی مولوی صاحب وعظ کے لئے آئے اونکو نذرانہ دیا۔

(۲) کوئی فقیر سادہو آیا اوسکو دیدیا۔

(۳) کوئی سرکاری سپاہیون کا خرچ اونہا وہ ملبہ مین سے پورا ہوا۔

(۴) کوئی سرکاری چپراسی آیا اوسکو خوراک دیدی۔

(۵) کوئی ناگہانی خرچ گانون مین درپیش ہوا اوس مین دیدیا۔

(۶) نمبردار تحصیل مین جمع کرنے گئے وہان سرائے مین روٹیون پر اور آمدورفت مین جو خرچ ہوا اوس مین ملبہ مین سے رقم دیدی سو جناب من اوس ملبہ سے فنڈ کو

نمبردار دیتا ہے کہ یہ رقم ہم تمکو دیتے ہین دراصل ایک لکڑی مین نے خریدی ہے اوسکی قیمت مجھ سے نہین دلانا چاہتے وہ نمبردار وغیرہ کہتے ہین کہ یا تو ملبہ سے یہ رقم دیدین یا ہم خود اپنے پاس سے دیدین تو یہ فرمادین کہ ملبہ سے لینا جائز ہے یا کیا۔

الجواب بالغون سے جبکہ وہ برضامندی دین اور برضامندی خرچ کی اجازت دین اس کا لینا جائز ہے اور نابالغ کی رقم سے جائز نہین اور اگر لکڑی کی قیمت کوئی زمیندار اپنے پاس سے دے تو اوس مین بھی اسی شرط سے اجازت ہے کہ وہ رقم بالغ دے اور رضامندی سے دے۔ ۱۷ جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ

سوال[٥]

آیا جواز منی آرڈر کی یہ تاویل ہوسکتی ہے یا نہین کہ اس معاملہ کو اجارہ اور فیس کو روپیہ پہونچانیکی اجرت کہا جائے اور اس پر جو دو شبہے ہوتے ہین ایک یہ کہ روپیہ بعینہ نہین پہونچایا جاتا دوسرے ہلاک سے ڈاکخانہ پر ضمان مشروط ہوتا ہے ان کا آیا یہ جواب ہوسکتا ہی یا نہین کہ روپیہ بوجہ نقد ہونیکے تعین سے متعین نہین ہوتا بلکہ ہر مثلی کا یہی حکم ہے کہ انہین تعین نہین ہوتی جیسے انڈا کہ خلقتاً مثلی ہی اور چھتری کہ صنعتاً مثلی ہی اور ضمان اجیر مشترک پر ایسی صورت مین کہ ہلاک بفعل اجیر نہو گو وہ ہلاک ممکن الاحتراز ہو صاحبین کے نزدیک مشروع ہے بینوا توجروا۔

الجواب یہ تاویل صحیح نہین انہین دو شبہونکی وجہ سے جو سوال مین مذکور ہین اور اونکے جو جواب دیئے گئے ہین انمین سے اول کا جواب تو بالاجماع صحیح نہین کیونکہ یہ عدم تعین صرف عقود مین ہی باقی امانات و غصوب مین نقود بھی متعین ہین یہی وجہ ہی کہ اگر کسی کا روپیہ کیسی کے پاس امانت ہو تو اسکو بلا اذن مالک کے یہ جائز نہین کہ اس روپیہ کو خرچ کرے کہ دوسرا اوس کے عوض دیدونگا البتہ اگر اذن سے ایسا کیا تو پھر وہ قرض ہوجائیگا اسیطرح اگر کسی کا روپیہ غصب کرلیا اور اوس کے موجود رہتے ہوئے چاہی کہ یہ واپس نکردن

زیادہ مناسب ہے اس کی تحقیق ... ۱۲ - ... [margin note, partly illegible]

[٥] صرف اس سوال کا جواب مولانا کی بعض تلامذہ نی اونسے حاصل کرکی ہمین بھیجا ہی کیونکہ مضامین رسالہ

اپنے پاس سے دوسرا دیدون تو مالک کو انکار کر دینے کا اور بعینہ اپنا روپیہ لینے کا حق حاصل ہے اور دوسرے مثلیات غیر نقود مین تو یہ حکم بہت زیادہ ظاہر ہے مثلاً کسی نے کسی کے پاس مرغ کے دس انڈے امانت رکھے یا یہ کہ اِس نے اُس سے غصب کر لئے اور اُنکے ہوتے ہوئے وہ امین یا غاصب بدون رضائے مالک کے یہ چاہے کہ مین وہ انڈے ندون بلکہ دوسرے انڈے اپنے پاس سے دیدون تو اسکو یہ حق حاصل نہین اور اگر رضا سے ایسا ہوا تو وہ رد امانت یا رد مغصوب نرہیگا بلکہ مبادلہ اور بیع مین داخل ہو جائے گا اور ذوات القیم مین یہ حکم اور بھی زیادہ ظاہر ہے گو نظر ظاہری مین کوئی قیمتی چیز مثلی معلوم ہوتی ہو مثلاً کسی نے کسی کے پاس کسی خاص ہنر کی چھتری امانت رکھی یا اس نے اس سے غصب کر لی یہ امین یا غاصب اگر یہ چاہے کہ وہ چھتری خود رکھکر دوسری چھتری اُسی ہنر کی دیدون تو یہ حق اُسکو حاصل نہین جسکی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ متعین ہے بہر حال امانات و مغصوب مین خود نقود بھی متعین ہوتے ہین تا بغیر نقد مثلی یا قیمتی چہ رسد فقہا نے اس قاعدہ کی تصریح بھی کی ہے اور الفاظ حدیث علی الید ما اخذت بھی اسپر صاف دال ہین پس یہ جواب مسؤل کا صحیح نہوا اور دوسرے شبہہ کا جواب اول تو امام صاحب رح کے قول پر صحیح ہی نہین دوسرے اگر روپیہ بعینہ جاتا تو صاحبین کے قول پر صحیح ہو سکتا تھا اور جب یہ نہین تو وہ اجارہ ہی نہین جو ڈاکخانہ کو اجیر مشترک کہا جاوے اس لئے صاحبین کے قول پر بھی یہ جواب نہ چلا تیسرے اگر اس سے قطع نظر بھی کر لیجائے تب بھی پہلا شبہہ تو ہر حال مین باقی ہے سو اس معاملہ کے اجارہ نہونے پر جو دو دلیلین بھین غایت مافی الباب ایک منتفی ہو جاویگی مگر جو باقی ہے وہ بھی اثبات دعوے کے لئے کافی ہے کیونکہ دعوے کے لئے مطلق دلیل کی حاجت ہے نہ کہ دلیل خاص کی یہی وجہ ہے کہ اہل فن نے اسکی تصریح کی ہے کہ نفی دلیل خاص مستلزم نہین نفی مدلول کو کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین آتی خلاصہ یہ ہے کہ منی آرڈر کی وہ تاویل جو سائل نے نقل کی ہے صحیح نہین اور یہ معاملہ اقراض اور استقراض ہی مین داخل ہے اگرچہ متعاقدین کا یہ قصد نہو جسطرح سے کہ امانت کی باذن صرف کر دینے سے وہ قرض ہو جاتا ہے گو اسکا قصد نہو البتہ فیس کو اجرت کتابت و روانگی فارم کی کہکر حرمت تفاضل کو رفع کیا جا سکتا ہے لیکن کراہت سفتجہ کے رفع کی کوئی وجہ خیال مین نہین آتی گو ابتلائے عام کیوجہ سے دل ضرور چاہتا ہے

کہ اسکی بھی کوئی وجہ نکل آوے اور اکثر غور بھی کیا جایا کرتا ہے اور اس کا بھی انتظار رہتا ہے کہ کوئی دوسرے صاحب علم مطلع فرماوین حتی کہ اگر یہ بھی نقل صحیح سے معلوم ہو جاوے کہ مستفتی بہ کے جواز کی طرف ائمہ اربعہ مین سے کوئی امام گئے ہین تب بھی بضرورت اس پر عمل کرنے کو جائز کہا جائے گا لیکن قواعد حقہ سے خروج کی جرائت نہین ہوتی اور حدیث اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار سے ڈر لگتا ہے واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی۔ ۲۲ جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۱ھ

سوال ع۵ ایک سڑک سرکار کیجانب سے نکالی گئی اور اوسکا معاوضہ زمینداروں کو نہین دیا گیا اور زمینداروں کو معاوضہ نہ دینے کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ سڑک پبلک یعنی عوام کی ہے قاعدہ کی رو سے معاوضہ نہین ملسکتا اور سڑک کے کنارے کنارے درخت لگانیکی اجازت عام لوگون کو باین شرط دیجاتی ہے کہ درخت لگانیوالا پھل کا مالک رہے اور درخت خشک ہوجانیکے بعد لکڑی کاٹ کر لیجاسکتا ہے اور درخت شاداب اور کھڑا سرکار کا ہے آیا درخت لگانیوالا اسکے پھل کو بطور ملکیت خود فروخت کر سکتا ہے شرعاً جائز ہے یا نہین۔ بینوا توجروا۔

الجواب استیلاء سرکار سے اس سڑک کی زمین اصلی مالک کی ملک سے خارج ہوگئی جب باجازت سرکار کسی نے اسمین درخت لگایا اسکا پھل بھی مملوک اسی لگانیوالے شخص کا ہے اس لئے اس پھل کا فروخت کرنا جائز ہے جب کہ پھل نمودار ہوگیا ہو اور کام مین لانیکے قابل ہوگیا ہو۔ ۱۱ صفر سنہ ۱۳۲۷ھ

ف (۱) جواز خریدن نیلام

ف (۲) [illegible]

سوال (۱) نیلام سرکاری خریدنا جائز ہے یا نہین وجہ شبہہ یہ ہے کہ بائع اور مبیع اور کی (۲) زید و عمر باہم معاشرت کرتے رہی زید نے چند درخت نصب کیئے عمرو کا ایک مکان تہا اتفاقاً عمرو نے کسی کوری کے پانی کو روک دیا کوری نے مقدمہ دائر کیا اُسکی ڈگری ہوگئی اسکے بعد کوری نے اپنے کہیت کے نقصان مین عمرو کی چیزون کو قرق کرادیا اُسمین درخت و مکان مذکور سب قرق ہوگئے اس کے بعد زید نے ایک جگہ سے روپیہ قرض لاکر دیا اور سب چیزون کو قرقی سے بچایا اور قرض مذکور کو زید نے ادا کیا عمرو کاربار سے معذور تہا اب وہ سب چیزین زید کی ہونگی یا عمرو کی۔

الجواب (۱) فی الدر المختار فصل الحبس ولا یبیع القاضی عرضه ولا عقاره ... قلت وسیجیئ فی الحجر انه یباع مال المدیون عندهما وبه یفتی وحینئذ فلا یتأبد حبسه ثم قال فی کتاب الحجر لا یبیع القاضی عرضه ولا عقاره للدین خلافا لهما ای بقولهما ببیعهما للدین یفتی اختیار وصححه فی تصحیح القدوری۔ پس کسی حق واجب کے استیفا کے لئے کسی کا مال نیلام کردینا حاکم کو بقول صاحبین کے جائز ہے اور اُسکے مفتی بہ ہونیکے سبب اسی پر عمل ہے (۲) چونکہ کوئی سبب اسباب تملک سے نہین پایا گیا لہذا یہ چیزین زید کی ملک نہین ہوئین البتہ اگر یہ قرض زید نے عمرو کے کہنے سے ادا کیا ہے تو اپنی رقم کا مطالبہ عمرو سے کرسکتا ہے اور اگر بدون اُسکے کہے ادا کردیا تو مطالبہ رقم کا بہی نہین ہوسکتا اور چیزین ہر حال مین عمرو کی ہین واللہ اعلم۔ ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۷

ف [illegible]

سوال زید غیر مسلم ساکن ملک امریکہ نے عمرو مسلم ساکن ہند سے کہا کہ اگر تم مجہے دو ہزار روپیہ بطور ضمانت دیدو تو مین تمکو اپنا مال فروخت کرنیکے لئے ایجنٹ مقرر کردونگا اور فی عدد ایک آنہ کمیشن دونگا عمرو نے منظور کرکے دو ہزار روپیہ زید کو دیدیا اور دو ہزار روپیہ سے دو چند سہ چند مال فروخت کے واسطے دینے کا وعدہ کرکے دیتا ہے اور عمرو اس کو فروخت کرتا ہے یہ صورت شرعاً جائز ہے یا نہین۔

(**الجواب**) جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس غیر مسلم کو جو روپیہ بطور ضمانت دیا ہے اسمین دینے والے کی یہ اجازت ہو کہ وہ اس سے تجارت وغیرہ کرکے منتفع ہو اور اگر وہ بدون اسکی اجازت کے ایسا کرے گا تو اسکا بار خود اس کے ذمہ ہوگا۔

۱۶ رمضان ۱۳۲۷ھ

(**سوال**) ایک بازار مین یہ رواج قدیم مابین ہندو و مسلمان مقرر ہے کہ ہندو و مسلمان گاڑیبان جب اپنا مال یعنی قند سیاہ باہر سے لاکر وہان کے تجارت پیشہ ہندو و مسلمان کارخانہ چینی والے کے ہاتھہ بیچتے ہین تو کل قیمت اپنی لیکر اسمین سے ایک آنہ حسب رواج وہان کے بغرض مصارف مدرس و امام مسجد و پوجاری شوالہ بخوشی دیدیتے ہین جسکو امام مسجد و پوجاری لیکر اپنے تصرف مین لاتے ہین خواہ وہ خریدار مال ہندو ہو یا مسلمان ہو اُس رقم کو اپنے پاس امانۃً رکہتا ہے اور کل رقم وصول شدہ اپنے اپنے موقع پر یعنی بوقت طلب پوجاری و امام کو دیدیتا ہے۔ نہ ہندو کارخانہ والون کو مسلمان مدرس و امام کے دینے مین عذر ہے نہ مسلمان کارخانہ والون کو ہندو پوجاری کے دینے مین رقم مطلوبہ سے کوئی حجت پیش ہوتی ہے۔ اسیطرح سے ایک زمانہ دراز سے سلسلۂ انتظام قائم ہے اب اسوقت بعض مسلمانون کو یہ تردد پیش ہے کہ اسطرح کی یہ رقم امانت کا ہندو مسلمانون کو اپنے پاس رکہنا اور اُنکو پوجاری کو یا مدرس و امام مسجد کو دینا شرعاً جائز ہے یا نہین اور ایسی مشارکت دینی کامون مین رواہے یا نہین۔

(**الجواب**) درست نہین۔ سب ملکر اس انتظام کو اسطرح بدل دین کہ ہندو صرف ہندوؤن سے لیا کرین اور مساجد مین خرچ نکرین۔ اور مسلمان صرف مسلمانون سے لیا کرین اور پوجاریون مین خرچ نکرین اور جبتک ایسا انتظام مقرر نہو تو مسلمان ایسا کرین کہ اگر ہندوؤن سے انکو لینے کا موقع آوے تو نہ لین کہ اختیاری بات ہی اور جب نہین لینگے تو انسے کوئی پوجاری بہی نہین مانگ سکتا اور اگر مانگے تو یہ جواب دیسکتا ہے کہ ہمنے خود ہی ہندوؤن سے نہین لیا تو ہم

[illegible]

تمکو کیسے دین۔ اور اگر ہندوؤن کو وہ ایک آنہ دینے کا موقع پڑے اور وہ مجبور کرکے لینا چاہین تو یون کرے کہ دام پورے وصول کرکے ایک آنہ واپس نہ دے بلکہ اُس سے یون کہے کہ مجھکو ایک آنہ قیمت مجوزہ مین کم دیدو اور نیت یہ رکھے کہ مین ایک آنہ اسکو معاف کرتا ہون اور مسلمانون سے لینا بھی جبھی درست ہے کہ وہ خوشی سے دے اور جو شخص کہ محض اس رسم کی پابندی سے دیتا ہو اُس سے لینا جائز نہین

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ۔

(**سوال**) چاندی خریدنے مین جس طرح روپیہ کے ساتھ بخیال تبدیل جنس پیسہ ملا لیا کرتے ہین ایسے ہی اگر نوٹ یا کوٹھی کے روپیہ جمع شدہ کی بیع مین کرین نیز ریزگاری خریدنے مین جو صراف کے یہان رہجاوے اُسے پیسہ تصور کرین تو کیا قباحت ہے۔ فقط

(**الجواب**) یہ حیلہ تو بیع یداً بید مین ہو سکتا ہے کہ اُسمین مماثلت شرط نہین اور نوٹ اور کوٹھی کے جمع شدہ روپیہ کی بیع درحقیقت حوالہ ہے کہ قرض مین داخل ہے جس کا حکم مماثلت ہے اور اس حیلہ مین وہ فوت ہے لہذا درست نہین۔ یہ سبب ہے کہ کمی بیشی پر معاملہ کیا جاوے ورنہ علی السواء مضائقہ نہین کہ عدم مماثلت عقد مین شرط نہین ٹھہرائی اور ادا کے وقت استبدال جائز ہے اور ریزگاری کے معاملہ مین اگر بقیہ کو پیسہ تصور کیا جاوے تاہم معدوم ہے لہذا قیاس مع الفارق ہے

(**سوال**) (۱) کپڑے اور روئی بنانیکے ملون کے شیر یعنی حصص کمپنی مذکورہ کے خریدنا درست و جائز ہے یا نہین (۲) اور ٹرام وریلوے کے حصص خریدنا درست ہے یا نہین (۳) مذکورہ بالا کمپنی کے دو ہزار روپیہ کے اگر حصص خریدے تو اُسکی آمدنی کے اوپر زکوۃ دینا واجب ہے یا دو ہزار روپیہ مذکورہ دونون پر زکوۃ لازم آئیگی (۴) دار الحرب مین بعض لوگ سیونگ بنک مین پیسہ رکھتے ہین اور سالانہ سود بھی لیتے ہین کیا مسلمان کے لئے یہ جائز ہے۔

(**الجواب**) (۱) و (۲) اگر حصہ صرف نقد روپیہ تھا تب تو اوسکے

خریدنے کے لئے برابر سرابر ہونا شرط ہے اور اگر حصہ مین آلات جزو بھی ہے تو بدون
اس شرط کے بھی درست ہے (۴۳) زکوٰۃ اصل و نفع دونون پر واجب ہوتی ہے
(۴۴) یہ فعل معصیت ہے مگر اس سے جو مال حاصل ہو وہ مباح ہو سکتا ہے اور اس مسئلہ
مین اختلاف بھی ہے۔ ۱۴ جمادی الاخری ۱۳۲۹ھ

(سوال) ملک برہما مین ایک شخص امیر کبیر بلقب امکافر جوگنگ ہے اور اسکے
ماتحت چند گانؤن ہین سرکار عالی یعنی انگریزنے اسکو اس دیہات کا والی و مالک
بنادیا اور یہ بھی کاغذ مین رجسٹری کردیا کہ ہر سال مین اتنا روپیہ خزانہ سرکار عالی مین یعنی
انگریزی کو دینا پڑے گا اور یہ دیہات جو ہمارے تحت مین ہے اسکو بھی تم بیع و فروخت
کرنیکے مختار ہو یعنی اگر کسی کو بیچ ڈالوگے سرکار انگریزی اس سے مانع نہین ہے اور جسکو
فروخت کروگے اسکو بھی میرے یہ سب حکم ماننے پڑین گے اور تمہارے مرنیکے بعد تمہاری
اولاد کے لئے بھی یہ حکم جاری ہے یعنی وہ بھی اسکو بیع و فروخت کرنیکے مختار ہین لیکن تیس
برس کے بعد سرکار انگریزی کی طرف سے جو حکم صادر ہوگا ماننا پڑیگا۔ یعنی اگر خراج وغیرہ
افزودہ ہوجاوے اس کا حکم مان لینا پڑے گا پس فرجوگنگ مذکور رعیت کو جو
اس کے زیر حکومت ہے ایک کاغذ چند روپیہ نذرانہ لیکر چند بیگہ زمین دیتے ہین اور
کاغذ مین یہ لکھدیتے ہین کہ فلان طرف کی فلان زمین مثلاً چار بیگہ زمین تمکو دیا بشرطیکہ
فی سال فی بیگہ للعہ خراج دینا پڑے گا اور اس زمین کو صدقہ و ہبہ اور بیع و فروخت
کرنیکے بھی تم باختیار ہو اور تمہارے مرنیکے بعد تمہارے وارثون کو بھی اس کا اختیار
ہے لیکن جو زمین تمہارے تصرف مین ہے اسکو اگر فروخت کروگے اس کا جو تہائی قیمت
مجھے دینا پڑے گا۔ یعنی اگر سو روپیہ کی زمین فروخت کروگے تینتیس روپیہ مجھے دینا ہوگا
اور جسکو فروخت کروگے اسکو بھی فی بیگہ تمہارے حساب سے خراج دینا چاہیے گا۔ اور
سرکار انگریزی جو حکم تیس برس کے بعد کرے گا تم اور ہم دونون کو اسکا حکم بجالانا پڑیگا
پس رعیت کو اس زمین کا مالک کہا جائیگا یا نہین۔ اور اگر فرجوگنگ مذکور نے کسی
رعیت سے جبراً زمین چھین کر دوسری رعیت کو نذرانہ لیکر زمین دیدی تو رعیت ثانی

اس زمین کا مالک ہوگا یا رعیت ثانی اور کسکو ان دونون مین سے اس زمین مین تصرف کرنا جائز ہوگا اور کسکو نہین از روئے شرع شریف کے باوجود سرکار انگریز زمین ایک رعیت سے چھین کر دوسرے اور کسی رعیت کو دینے سے یا فز جوگنگ کو خود اس زمین مین تصرف کرنے سے مانع ہے ۔

(الجواب) فی رد المختار عن غایۃ البیان قال اصحابنا ان العوض الذی یسقط به الرجوع ما شرط فی العقد الی قوله ولیس کذلک اذا شرط فی العقد لانه یوجب ان یصیر حکم العقد حکم البیع ویتعلق به الشفعۃ ویرد بالعیب الخ ج ۴ ص ۹۰ ۔ چونکہ فز جوگنگ کو جو سرکار سے ملا ہے وہ تو بوجہ ہبہ صحیحہ کے اُسکی ملک ہوگیا کما ہو ظاہر ۔ آگے جو فز گنگ نے بشرائط مذکور کسی اور کو دیا ہے ۔ ظاہر صیغہ سے یہ ہبہ بالعوض معلوم ہوتا ہے اور ہبہ بالعوض حکم بیع مین ہے جیسا روایت مذکورہ سے ثابت ہوا اور اگر بیع ان شرائط سے ہو وہ فاسد ہے اور بیع فاسد مین جیسا فقہا نے تصریح کی ہے قیمت متعارفہ واجب ہوتی ہے ۔ نیز بیع فاسد مین مشتری اگر قبضہ کرے مالک ہوجاتا ہے ۔ نیز بیع فاسد مین اگر مشتری نے اُسکو کسی اور شخص کے ہاتھ بیع صحیح نکیا ہو یا ہبہ کرکے تسلیم نہ کیا ہو یا وقف نکردیا ہو یا رہن نکردیا ہو (من التصرفات التی ذکرہ فی الدر المختار باب البیع الفاسد) اُسوقت تک بائع کو حق فسخ وا[illegible] سترداد حاصل ہے اور جو مشتری سے لیا ہی اُسکا واپس کرنا بھی واجب ہے اس لئے صورت مسئولہ مین فز جوگنگ نے جس شخص کو زمین دی ہے اگر وہ قبضہ کرلے گا تو مالک ہوجاویگا اور جو شرائط ٹھیرائے ہین سب لغو ہونگے البتہ اُس زمین کی جو قیمت مروجہ ہوگی وہ واجب ہوگی اور جبتک اُس زمین لینے والے نے تصرفات مذکورہ منقولہ عن الدر المختار نہ کئے ہون فز جوگنگ اگر واپس کرلے جائز ہے لیکن فز جوگنگ نے جو اس شخص سے لیا ہو وہ واپس کر دے اور اگر ان تصرفات مین سے کوئی تصرف کرلیا ہو تو فز جوگنگ زمین واپس نہین کرسکتا ۔ ۲۸ ۔ شوال ۱۳۲۸ھ ۔

کاغذات اسٹامپ کا ایسے آدمی کے ہاتھ بیچنا جو اُن پر سودی [illegible]

(سوال) اگر کوئی شخص کاغذات اسٹامپ عدالت دیوانی کمیشن مقررہ لیکر فروخت کرے جن پر اکثر آدمی سود کے دعوے وغیرہ دائر کرتے ہین اونکا فروخت کرنا کیسا ہے اور کاغذات اسٹامپ عدالت فوجداری کے جن پر اکثر سود و لین دین کے دعوے لکھے جاتے ہین اُنکا فروخت کرنا کیسا ہے مفصل حال سے اطلاع بخشین۔ بینوا توجروا

(الجواب) کاغذات اسٹامپ مین دو مقام مین کلام ہے ایک یہ کہ فی نفسہ لیسنس دار کو ان کا بیچنا جائز ہے یا نہین اور دوسرے یہ کہ ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جو ان پر سودی مضمون لکھیگا آپ[ف] نے امر ثانی کو پوچھا ہے اُسکا جواب یہ ہی کہ اس سے بیع ناجائز نہین ہوتی ہے اور چونکہ لکھنا باختیار کاتب ہوگا اس لئے کاغذ بیچنے والا معین نہ کہا جاویگا ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۸ھ

اسٹامپ کو قیمت معینہ سے زائد پر فروخت کرنا

(سوال) لیسنس دار جو اسٹامپ خزانہ سے بیچنے کے لئے لاتے ہین تو اُنکو ایک روپیہ پر تین پیسہ کمیشن کے طور پر دیئے جاتے ہین یعنی ایک روپیہ کا اسٹامپ ۱۵ ؍ پر ملتا ہی اور لیسنس دارون کو یہ ہدایت قانوناً ہوتی ہے کہ وہ ایک روپیہ سے زائد مین اس اسٹامپ کو نہ بیچیں اب قابل دریافت یہ بات ہی کہ اگر یہ شخص ایک روپیہ والے اسٹامپ کو مثلاً سترہ آنہ مین فروخت کرے تو شرعاً جائز ہوگا یا ناجائز۔

(الجواب) حقیقت مین یہ بیع نہین ہی بلکہ معاملات کے طے کرنیکے لئے جو عملہ درکار ہے اُس عملہ کے مصارف اہل معاملات سے بدین صورت لئے جاتے ہین کہ انہی کے نفع کے لئے اس عملہ کی ضرورت پڑی اس لئے اس کے مصارف کا ذمہ دار انہی کو بنانا چاہئے اور لیسنس دار بھی مصارف پیشگی داخل کرکے اہل معاملہ سے وصول کرنیکی اجازت حاصل کرلیتا ہے اور اس تعجیل

ف اور امر اول کا حکم ایکے بعد متصل سوال کے جواب مین مذکور ہی جو ۲۴ جمادی الاولے سنہ ۱۳۲۹ھ کا لکھا ہوا ہے ۱۲ منہ

الفاء کے صلہ مین اسکو کمیشن ملتا ہے۔ پس یہ شخص عدالت کا وکیل ہی بیع کا ثمن لینے والا نہین اس سلیے مؤکل کے خلاف کرکے زائد وصول کرنا حرام ہوگا۔
فقط ۲۴ جمادی الاولے ۱۳۲۹ھ۔

(سوال) قانون ریلوے مین ایک مدت مقرر ہے کہ اگر اس عرصہ مین مالک مال آگیا تب تو اسکو دیدیا جاتا ہی ورنہ بعد گزرنے مدت کے اگر پارسل وغیرہ ہوتے ہین تو تیسرے دن نیلام کرادیتے ہین سو اس مال کا خریدنا قاعدہ شرعیہ سے جائز ہے یا نہین

(الجواب) اگر یہ معلوم ہو کہ وہ دام مالک کو دیئے جاتے ہین تو خریدنا جائز ہے والا لا۔

(سوال) سرکاری درخت جو سڑک سے کنارون پر کھڑے ہوتے ہین جب وہ خشک ہو جاتے ہین نیلام کردیئے جاتے ہین اور اُنکی قیمت بحق سرکار داخل خزانہ ہو جاتی ہے ایسے درخت یا عام طور پر کل سرکاری چیزونکے لیئے قانوناً ممانعت ہے کہ کوئی سرکاری ملازم خواہ کسی مرتبہ اور حیثیت کا ہو نیلام مین خریدے اگر کسی افسر نیلام کنندہ نے بلا رو رعایت ایک درخت کو نیلام کیا اور طلبہ عام مین جتنی قیمت اُسکی بولی مین آسکتی تھی وہ بولی گئی اور پھر اُسنے آخیر قیمت پر کچھ اضافہ کرکے دوسرے کے نام سے بولی بلوائی اور خود خرید لیا یعنی اتنی قیمت پر خریدا کہ پھر اس سے زیادہ کسی نے نہین قیمت بڑھایا تو کیا اُس نیلام کنندہ کا یہ فعل شرعی طور پر جائز ہوگا یا نہین اور اگر وہ ایسا کرچکا ہے تو اُس درخت خرید شدہ کے ساتھہ اب اُسکو کیا کرنا چاہیے۔

(الجواب) جب ممانعت ہی تو خریدنا جائز نہین البتہ یہ درست ہی کہ کوئی اور خریدے پھر یہ ملازم اُس سے خریدے مگر اس خریدار کے ساتھہ رعایت درست نہین کہ درحقیقت مقصود اپنے نفس کے ساتھہ رعایت ہے فقط ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ۔

نیلام ریلوے ہوئے مال کا [illegible]

سرکاری درختون کا ملازم سرکاری کو نیلام

سوال طرابلس پر اٹلی کا قبضہ ہو جانے سے ہندوستان کے مسلمانون مین جسقدر رنج پہنچتی ہے ایک گونہ اثر اوس کا دہلی مین بھی ہے چنانچہ اہل دہلی کے ایک جلسہ مین یہہ کہا گیا کہ مسلمانون کو چاہیے کہ اٹلی کے ساتھ تجارتی لڑائی کرین اٹلی ساخت کے سامان کا استعمال ترک کردین خرید و فروخت بالکل چھوڑ دین جو ایسا کرے گا وہ کافر ہے سلطان کا خیر خواہ نہین اٹلی کا حامی ہے اور اس کا عملی نمونہ یہ ہوا کہ لوگون نے (یعنی استعمال کا ۱۲ منہ) اسی جلسہ مین اٹلی ساخت ترکی ٹوپیان آتار آتار کر جلادین میری دوکان پر سامان اکثر فینسی ہوتا ہے جسمین بہت سی چیزین اٹلی ساخت ہوا کرتی ہین۔ چاقو۔ بٹن۔ اسٹرہ۔ وغیرہ وغیرہ بھی ہوتے ہین لوگون نے بہت تنگ کرنا شروع کیا کہ ان چیزون کا فروخت کرنا چھوڑ دو فقط۔

الجواب کافر ہونیکی تو کوئی وجہ نہین اور بلکہ بیع ناجائز بھی نہین لیکن افضل یہی ہے بشرطیکہ اپنا ضرر اور اتلاف مال نہو ورنہ افضل کیا جائز بھی نہین۔ فقط ۱۸۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ھ

سوال عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ایک ہندو نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا جسمین ہندو کی قدامت لکھی تھی اور کچھ نسخجات بھی تھے مین نے اوسکو رکھہ لیا اور وہ رسالہ ماہوار آتا رہا اور مین نے انکار نہین کیا سال گذرنے پر ایک پرچہ ویلو دو روپیہ کا آیا مین نے اوسکو واپس کردیا اور لکھدیا کہ چونکہ آپنے بلا طلب پرچے بھیجے تھے اس لئے مین انکار کرتا ہون انہون نے بطور ہدایت یہ بھی لکھا تہا جو کہ پہلے پرچہ کے بھیجنے پر انکار نکرینگے انکے نام پرچہ جاری رہیگا تو اب یہ پوچھتا ہون کہ قیمت میرے ذمہ واجب عند الشرع ہے یا نہین۔

الجواب آپکو انکار کردینا واجب تہا خواہ خط بھیجکر خواہ پرچہ واپس کرکے اب قیمت تو واجب نہین ہوئی لیکن سب پرچون کا واپس کردینا واجب ہے۔ وہ آپ کی ملک نہین۔ ۱۱ر جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۰ھ

سوال میان بی بی مین قبل تحریر بیعنامہ کوئی قرار داد یا ایجاب قبول نہین ہوا بعد تحریر بیعنامہ و رجسٹری بی بی کو معلوم ہوا۔

الجواب یہ شرط ثابت نہین ہوئی - ۱۴ / شعبان سنہ ۱۳۳۰ھ

سوال ایک شخص مسلمان مالدار ہے جب کوئی شخص اُس سے مثلاً نقدی قرض ایک سو ساٹھہ روپیہ لینے کے واسطے آتا ہے تو وہ اس طریق سے قرض دیتا ہے کہ ایک کپڑا جسکی قیمت دس روپیہ ہے پچاس روپیہ اور بڑہا کر گویا ساٹھہ روپیہ مین خریدار کو دیتا ہے حالانکہ مشتری بھی اس بات کو جانتا ہے کہ یہ چیز دس روپیہ کی ہے اس کے ساتھ مین ایکسو روپیہ اور دیتا ہے پھر بوعدۂ مقررہ یہ جملہ ایکسو ساٹھہ روپیہ لیا جاتا ہے شخص مذکور کو کپڑے کی ضرورت نہین بھی ہوتی مگر وہ مجبوراً طریقہ مذکورہ بالا کو اپنی حاجت روائی کے لئے منظور و قبول کر لیتا ہے اور دوسری صورت قرض مسطورۂ شرح صدر یہ ہے کہ ایک سو روپیہ کا نوٹ ایک سو ساٹھہ روپیہ مین دیا جاتا ہے ان دونون صورتون مین یہ مزید روپیہ لینا درست ہے یا نہین -

الجواب قصد و نیت تو بالکل سود لینے کی ہے اس لئے باطناً بھی حرام ہے اور قرض مشروط بقبول المبیع بھی ہے اس لئے ظاہراً بھی حرام ہے - غرض کسیطرح یہ معاملہ حلال نہین اور نوٹ کا معاملہ مذکورۂ فی السوال کا حرام ہونا تو اس سے زیادہ صریح ہے فقط ۲ / ربیع الاول سنہ ۱۳۲۷ھ

سوال محکمۂ ریل مین جن ملازمین کو پندرہ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے انکی تنخواہ کا بارہوان حصہ کاٹ لیا جاتا ہے اور سرکار مین جمع رہتا ہے یعنی ایک سال مین ایک ماہ کی تنخواہ کٹکر سرکار مین رہتی ہے اس روپیہ پر منافع ریلوے کی آمدنی کے حساب سے ملتا ہے بعض وقت اصل رقم کے برابر بعض وقت زیادہ بھی اور بعض وقت کم غرضیکہ جسقدر منافع ہو اسقدر ہوتا ہے یہ منافع ملازم کو ملتا نہین بلکہ ریلوے مین جمع رہتا ہے ان دونون رقمون پر سود بھی ملتا ہے تین روپیہ فیصدی یا چار روپیہ فیصدی اس ریاست کی ریلوے مین جسقدر مسلمان ہین اُنمین سے تمام یہ منافع لیتے ہین اور سود اکثر نہین لیتے ہین اور بعض لیتے بھی ہین - تنخواہ کا بارہوان حصہ انہین لوگون کا کاٹا جاتا ہے جنکی ملازمت مستقل ہو اور پندرہ یا پندرہ سے زیادہ تنخواہ ہو غیر مستقل اور پندرہ روپیہ سے کم تنخواہ والون سے نہین کاٹا جاتا یہ تمام روپیہ صرف اسوقت ملتا ہے جب ملازم ملازمت ترک کرے اور کوئی حرکت

قرض کا مستقرض سے کسی شے کا زائد قیمت پر خرید کرانا اور ... قبول کرانا -

محکمہ ریل میں ملازمین کی تنخواہ کا کچھ حصہ جو کٹ جاتا ہے اور وہ منافع و سود ملتا ہے - اس سود کا حکم

ایسی نہ کی ہو جو بدنامی کے ساتھ علیحدہ کیا جاوے ورنہ نہین ملتا۔ ملازمت کے زمانہ مین اگر
کوئی وصول کرنا چاہے تو نہین کرسکتا۔ ملازمت گورنمنٹ مین پنشن ملتی ہے ریلوے مین پنشن نہین
بجائے پنشن یہ روپیہ ملتا ہے ملازم کو یہ روپیہ مجبوری کٹوانا پڑتا ہی اس کا اختیار نہین
کہ کٹوائے یا نہ کٹوائے۔ اپ اس منافع کی رقم کے بارہ مین کیا فرماتے ہین یہ سود مین
توشمار نہین۔ یہ قاعدہ ہر ایک ریلوے مین ہے۔

(**الجواب**) لینا اسکا جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے وجہ اسکی تحریر سے[عہ]
سمجھہ مین نہین آسکتی ۷ ۲ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۷ھ

۱۸۱ نوٹ کی بیع کی صورتین

سوال نوٹ کی بیع تین طرح سے کیجاتی ہے۔ پہلا طریقہ دس کا نوٹ دس کو
دوسرا طریقہ۔ دس کا نوٹ پونے دس کو نو روپیہ تین چونیان۔ تیسرا طریقہ دس کا نوٹ
پونے دس کو نو روپیہ بارہ آنہ کے پیسے۔ اسمین کونسی صورت جائز ہی۔

الجواب اول جائز اور ثانی اور ثالث ناجائز۔

۱۸۲ نوٹ کا سکہ ہونا

سوال نوٹ کاغذی سکہ ہی مثل اور سکون کے ہے یا نہین۔

الجواب نہین ۱۱ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۷ھ

۱۸۳ ہنڈوی و نوٹ مین بٹہ لینا اور دینا، ہنڈوی کا ادھار اسکا اور دیدو بعض لینا

سوال (۱) ہنڈوی و نوٹ مین بٹہ لینا دینا درست ہے یا نہین

الجواب نہین

تتمہ سوال (۲) وعلی ہذا ان دونون کو دیکر انکی قیمت دو چار روز کے بعد لینا۔

الجواب یہ درست ہے۔

تتمۂ سوال بالا (۳) یا کسیقدر بالفعل لینا اور کسیقدر دو چار یوم کے بعد لینا
درست ہے یا نہیں۔

الجواب یہ درست ہے۔

۱۸۴ مضاربت مین نفع معین کرنا

سوال زید نے مثلاً عمرو کو ایک ہزار روپیہ باین شرط دیا کہ فی آڑا چار آنہ نونگا
خواہ عمرو کو نفع ہو یا نقصان مجکو چار آنہ آڑا نفع سے کام ہے اب جسقدر مال

[عہ] پھر پانچ سوال بعد اسکی وجہ بھی لکھدی گئی ۱۲ منہ

عمرو خریدتا ہے اسقدر زید مہاجن کے یہان تحریر کرا دیتا ہے جس وقت ہزار روپیہ کا مال طیار ہو جاتا ہے اسوقت مہاجن حساب کر کے نفع اصل دام وصول کر لیتا ہے اور مہاجن کو مال کی خرید و فروخت سے کوئی نسبت نہین ہوتی تو اس صورت مین زید کو یہ نفع لینا درست ہے یا کیا ہے۔

الجواب درست نہین۔

ربوا — تنخواہ کا کوئی جزو بلا قصد کٹوا دینا پھر منافع کے ساتھ وصول کرنا

سوال گورنمنٹ دریافت کرتی ہے کہ ہر ملازمین سرکار اپنی تنخواہ مین سے ۶½ سے ۱۲½ روپیہ فی صدی کے حساب سے ہر مہینہ مین خزانہ سرکار مین جمع کرین اور وہ کل رقم بعد علیحدہ ہونے نوکری سرکاری کے خواہ پنشن ہونے پر یا خود نوکری چھوڑ دی اسوقت کل روپیہ اس کا بحساب ۴ روپیہ فیصدی سود کے سرکار واپس دیگی۔

الجواب جواب مسئلہ کا یہ ہے کہ تنخواہ کا کوئی جزو اسطرح وضع کرا دینا اور پھر یکمشت وصول کر لینا اگرچہ اسکے ساتھ سود کے نام سے کچھ رقم ملے یہ سب جائز ہے کیونکہ درحقیقت وہ سود نہین ہے اس لئے کہ تنخواہ کا جو جزو وصول نہین ہوا وہ اس ملازم کی ملک مین داخل نہین ہوا پس وہ رقم زائد اسکی مملوک شئے سے منتفع ہونے پر نہین دیگئی بلکہ تبرع ابتدائی ہے گو گورنمنٹ اسکو اپنی اصلاح مین سود کہے۔ فقط ۲۷ ذی الحجہ

ربوا — ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کرنا اور سود لینا

سوال نمبر ۱ کچھ روپیہ ڈاکخانہ مین جمع کیا ظاہر ہے کہ سرکار سود دیتی ہے آیا وہ سود ڈاکخانہ پر چھوڑا جاوے یا لیکر غربا کو دیدیا جاوے کونسی صورت بہتر ہے اور ڈاکخانہ پر چھوڑ دینے سے سود لینے کا گناہ تو نہین ہوتا کیونکہ ڈاکخانہ تو اپنی طرف سے دیچکا پھر کیون نہ لیکر غربا کو دیدیا جاوے۔

نمبر ۲ دیگر یہ کہ ایک نیا قاعدہ جاری ہوا ہے کمپنی دیون نے چندہ کھولا ہے وہ چندہ ۲۰ فیصدی کا تکملہ بالقی ان ممبرون کے ورثا کو دیدیا جاتا ہے کہ جو فوت ہو گئے ہون اور ۸۰ فیصدی کا ان اصحاب کے واسطے رکھا جاتا ہے کہ جو بیس سال تک زندہ رہین اور اس سہ ماہی کا روپیہ بھی کہ جسمین کوئی فوت نہو اس مد مین جمع کر دیا جاتا ہے تو جو ممبر پانچ سال تک چندہ دیتا رہا ہو بوجہ اتفاقی زمانے وہ نا قابل ہو جاوے تو اس مدسے

اسکی اطلاع کیجاتی ہے متوفی کے وارث کو روپیہ ملنے کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے وہ تعداد اموات اور چندہ دہندگان پر منحصر ہے۔ ہر دو سوال کے جواب کافی سے آگاہ فرمائیے۔

الجواب عن الاول اول تو جمع نکرنا چاہیے اور اگر جمع کر دیا واپس کر لینا چاہیے اور جو چڑھ چکا ہے وہ لیکر غربا کو دیدے۔

الجواب عن الثانی بالکل حرام ہے ۳ر شعبان ۱۳۲۸ھ

سوال ایک شخص نے اپنے مطالبہ تعداد سو روپیہ کا دعوے کیا عدالت نے خلاف اصلیت بجائے سو روپیہ کے اسی روپیہ کی ڈگری صادر کی اور خلاف خواہش مدعی کے سود بھی دلایا تو اب مدعی اسی روپیہ زر ڈگری کے علاوہ بیس روپیہ مد سود سے لیکر اپنا پانسو پورا لے سکتا ہے یا نہیں۔ **الجواب** لے سکتا ہے۔

سوال ایک شخص نے اپنے مطالبہ سو روپیہ کا دعوے کیا عدالت نے خلاف اصلیت بجائے سو روپیہ کے ایک سو بیس روپیہ کی ڈگری دی تو مدعی کو صرف سو روپیہ لینا چاہیے یا ایک سو بیس لینا۔

الجواب صرف سو روپیہ۔

سوال شکل مندرجہ نمبر ا کے ڈگری کو مدعی بقدر اصل ڈگری یعنی اسی روپیہ کو ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے خود تو سود نہیں لیتا ہے لیکن اسکے علم میں یہ بات ہے کہ وہ سود لے گا یا اس سے نفع لیوے کسی سبب سے اسکے نقد پر ڈگری فروخت کرتا ہے آیا اس بائع پر کوئی مواخذہ ہے یا نہیں۔

الجواب اگر یہ بائع مشتری سے حکم شرعی سے اطلاع کر سکے پھر خواہ وہ شخص کرے پھر بائع بےگناہ ہو جاوے گا مگر خود ڈگری کا فروخت کرنا ہی محل کلام ہے کیونکہ روپیہ روپیہ کا مبادلہ بیع و شرط ہے دست بدست ہونیکے ساتھ اور یہاں مفقود ہے اسکی تدبیر یہ ہے کہ یہ بائع اس مشتری سے اسی روپیہ قرض لے اور مشتری کو نسبت ...

ف لینی پانسو پہلا سوال ۱۲ منہ

کہ ہمارا اتنا قرض فلان مدعا علیہ کے ذمہ آتا ہے ہم تمکو اُسپر حوالہ کرتے ہین تم اس سے وصول کرلو اسطرح درست ہے مگر اسمین ایک مستقل شرط یہ ہے کہ وہ مدعا علیہ بھی بخوشی اس معاملہ سے رضامند ہوا اور اگر وہ رضامند نہو تو ایک اور تدبیر یہ ہے کہ یہ بائع اُس مشتری سے قرض لیکر اُسکو وکیل بنادے کہ تم مدعا علیہ سے وصول کرلو اور وصول کرنیکے بعد تم اپنے قرضہ مین رکھ لو۔ اس طرح درست ہی۔

سوال اگر بریک سے قفل توڑ کر کسی بکس سے ریل والون نے مال چورالیا ہو تو بذریعہ عدالت کمپنی سے مال وصول کرنا درست ہے یا نہیں

الجواب ریلوے کمپنی ضامن ہوتی ہے حفاظت اموال بریک کی اس لئے اُس سے وصول کرنا درست ہے ۲۹ ذلحجہ ۱۳۲۳ھ

سوال ایک مدرس عربی کی دس روپیہ تنخواہ ہے اور کہانا بھی مدرسہ کے ذمہ ہے کہانیکی بدنظمی کی وجہ سے مدرس مذکور نے یہ درخواست کی کہ مجکو کہانیکے عوض نقد دیا کرو اس کو اہل مدرسہ نے قبول کرکے تین روپیہ ہوار مثلاً بعوض طعام معین کردیا اب بجائے دس کے تیرہ روپیہ مدرسہ دیتا ہے اب مقصود سوال سے یہ ہے کہ جیسا قاعدہ مقررہ مدارس کا ہے کہ ماہ رمضان کی تعطیل مین مدرسین مکان کو چلے جاتے ہین انکو تنخواہ ماہ رمضان المبارک کی مدرسہ سے دیجاتی ہے اب مدرس مذکور کو یہ تین روپیہ تنخواہ مین محسوب ہونگے یا نہین اور رمضان المبارک کی تنخواہ دس دیئے جائین گے یا تیرہ۔

الجواب اس کا مدار عرف ہے جبکہ کوئی خاص تصریح نہو اور میرے نزدیک عرف یہ ہے کہ جب بجائے کہانیکے نقد اس طرح معین ہوجاوے کہ وہی مستقل ہوجاوے اسطور پر کہ پھر عود طعام کا احتمال بعید ہوجاوے تو وہ نقد مثل دس کے جزو تنخواہ کے ہوجاویگا اور ایام تعطیل مین بھی تیرہ روپیہ دیئے جاوینگے البتہ اگر کسی شخص کو اسکے خلاف عرف محقق ہوجاوے تو اسکے موافق حکم ہوگا ۱۸ رجب ۱۳۲۷ھ

سوال گورنمنٹ چھاپہ خانہ مین کسی شخص کی تنخواہ مقرر نہین ہے سب لوگ ٹھیکہ پر کام کرتے ہین اور گورنمنٹ نے ایک طریقہ ترقی کا سب لوگون کے واسطے یہ مقرر کیا ہے

[illegible handwritten marginal notes]

کہ ہر سال مین جنوری - فروری - مارچ ان تین مہینون کا حساب دیکہا جاتا ہے اگر کسی شخص کو ان تین مہینون مین برابر چالیس روپیہ ملا ہوگا تو اسکو ترقی ہوگی اور اسکا ۳۰. گہنٹہ مقرر ہوگا اگر ان تینون مہینون مین چالیس روپیہ سے کم ملا ہوگا تو ترقی نہوگی - پس ایسا کوئی نہین جو اکیلا چالیس روپیہ کا کام برابر تین مہینہ کر سکے جب چالیس روپیہ برابر تین مہینہ برابر نکر سکینگے تو ترقی بہی نہوگی اب چند لوگ یہ کارروائی کرتے ہین کہ دو آدمی صلاح کر کے خلاف حکم گورنمنٹ کی شرکت مین کام کرتے ہین جب ان دو آدمیون نے ملکر ایک مہینہ مین ساٹہ روپیہ کا کام کیا اب جسوقت حساب کیواسطے ان کا کام گورنمنٹ مین بہیجا جاویگا تو ایک آدمی اپنے نام چالیس روپیہ کا کام لکہیگا اور ایک آدمی بیس کا کام لکہیگا مگر تنخواہ ملنے پر دونون آدمی پورا پورا حصہ تقسیم کرینگے جسنے چالیس روپیہ کا کام اپنے نام لکہا ہے محض یہی غرض ہے کہ میری ترقی ہو جب سال تمام ہوگا اسوقت انکی ترقی گورنمنٹ سے ہو جاتی ہے یہ تو گویا دہوکہ دیکر ترقی کرائی گئی اور گورنمنٹ نے تو یہ سمجہکر ترقی دی کہ اس نے اکیلے برابر تین مہینے چالیس روپیہ کا کام کیا ہے اور گورنمنٹ کا حکم ہے کہ کوئی آدمی آپسمین شرکت سے کام نکرے سبب اسکا یہ ہے اگر گورنمنٹ کو معلوم ہو جاوے کہ چند لوگ شرکت مین کام کرتے ہین تو ان لوگون پر جرمانہ ہو جائے، یا نکالدیئے جاوین تو اسطرح سے کام کرنا شرعًا جائز ہے یا نہین اور یہ روپیہ شرعًا حلال ہے یا حرام فقط

الجواب یہ عقد اجارہ ہے اور اجیر کی ایک خاص صفت پر اجرت زیادہ دینے پر گورنمنٹ کی رضامندی ہے جب وہ صفت اجیر مین نہین تو وہ زیادت اجرت خداع دہوکہ سے کرائی گئی ہے لہذا یہ جائز نہین اور جسقدر دہوکہ سے ترقی کی ہے اسقدر روپیہ خبیث ہے ۔ ۱۰ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ

سوال (۱) جو مال بیمہ کراکر جہاز مین روانہ کیا جاتا ہے یعنی جب جہاز روانگی کیواسطے تیار کیا جاتا ہے تو ایک شخص اس مال کی ذمہ داری لیتا ہے کہ اگر یہ مال فلان مقام پر خیریت سے نہین پہونچا اور راہ مین کچہہ یا کل کا نقصان ہوگیا تو مین اس نقصان کو پورا کرونگا اور مالک مال سے بیمہ کرنے والا چار ہزار کے حساب سے پیشگی روپیہ لیکر جہاز ران کو لنگر اٹہانے

کسی کا حکم دیتا ہے یہ معاملہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔
(۲) نمبر اگر یہ بیمہ مالک جہاز کرے اس صورت سے کہ معمولی کرایہ سے دو چند
یا سہ چند کرایہ لیکر مال بھیجے اور نقصان کا ذمہ دار رہے تو جائز ہے یا نہیں اگر
ناجائز ہے تو جو بیمہ پارسل ڈاکخانہ میں کرایا جاتا ہے اس میں اور اسمیں کیا فرق
ہے نقصان اور ضائع ہونیکے احتمالات ہر دو جگہ موجود ہیں۔
(۳) جو مال بیمہ کرا کے جہاز میں روانہ کیا جاتا ہے اس مال میں تو کوئی نقص و
خرابی نہیں آئی اور اسکی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب نمبر ۱ و ۲ اول چند مسئلے معلوم کر لیے جاویں پھر جواب سوال کا سمجھنا
سہل ہوگا۔ نمبر ۱ کفالت خاص ہے حق مضمون کے ساتھ فی الدر المختار کتاب
الکفالۃ ... ما الکفالۃ بالمال فتصح به وان المال مجہولا اذا کان ذلک المال دینا صحیحا
[illegible] بالاداء او بالاداء [illegible] فی الدر المختار کتاب الایداع وہی امانۃ
فلا تضمن بالہلاک الا اذا کانت الودیعۃ باجر الخ۔
اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس امانت کی حفاظت پر اجرت لیجاوے تلف سے
اسکا ضمان لازم ہوتا ہے۔
نمبر ۳ فی الدر المختار باب ضمان الاجیر ولا یضمن (ای الاجیر المشترک) ما ہلک
فی یدہ وان شرط علیہ الضمان لان شرط الضمان فی الامانۃ باطل کالمودع الی قولہ
فافاد الاشباہ فی رد المحتار ای من انہ ان شرط ضمانہ ضمن اجماعا ح وہو منقول
عن الخلاصۃ وعزاہ ابن الملک للمجامع وفی رد المحتار قولہ ولا یضمن الخ اعلم ان الہلاک
اما بفعل الاجیر او لا والاول اما بالتعدی او لا والثانی اما ان یمکن الاحتراز عنہ او لا ففی
الاول بقسمیہ یضمن اتفاقا وفی ثانی الثانی لا یضمن اتفاقا وفی اولہ لا یضمن عند الامام
مطلقا ویضمن عندہما مطلقا۔
اس سے معلوم ہوا کہ اجیر مشترک کے ہاتھ میں ہلاک ہوئی چیز کی ضمان میں جو تین اصل
مذہب کے اعتبار سے تفصیل ہے لیکن اشباہ میں اشتراط ضمان کا فتوی دیا ہے

اب جواب سوال کا لکھا جاتا ہے کہ جہاز والا اجیر مشترک ہے اصل مذہب کے اعتبار سے دو صورتون مین وہ ضامن ہی۔ ایک وہ جہان ہلاک بفعل اجیر ہو خواہ بتعدی خواہ بلا تعدی اور ایک صورت مین ضمان نہین ہی۔ یعنی جہان ہلاک بدون فعل اجیر ہو اور اُس سے احتراز بھی نہو سکے جیسے غرق وغیرہ۔ اور ایک صورت مین اختلاف ہے جہان ہلاک بدون فعل اجیر ہوا اور احتراز ہو سکے۔ پس اگر جہاز والے نے یہ شرط نہین ٹہیرائی کہ ہم تمہارے اسباب تلف شدہ کے ذمہ دار و ضامن ہین تب تو بعض صورتون مین وہ ضامن ہے بعض مین نہین۔ اور بعض مین اختلاف ہی جسمین گنجائش ضمان کے قول پر عمل کرنیکی ہے۔ اور اگر جہاز والے نے ذمہ داری کرلی ہی تو بقول اشباہ وہ ہر صورت مین ضامن ہے۔ اس تفصیل سے تو تعیین ہوگئی اُن صورتون کی جنمین جہاز والے کے ذمہ ضمان ہے اور جنمین اُسکے ذمہ ضمان نہین ہے اور اسکا ماخذ مسئلہ ۲،۳ ہے۔ پس اگر بیمہ والی کمپنی نے ان مذکورہ صورتون مین سے کسی ایسی صورت مین بیمہ (جسکی حقیقت ضمانت ہے) کیا ہے جسمین جہاز والے کے ذمہ ضمان ہے تب تو یہ بیمہ جائز ہے اور اگر ایسی صورت مین بیمہ کیا جاے جسمین جہاز والے کے ذمہ ضمان نہین ہی تو بیمہ جائز نہین جیسا مسئلہ ۱ مین مذکور ہے کہ صحت کفالت کے لئے اس حق کا مضمون ہونا شرط ہے۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے جب ہے کہ دوسری کمپنی بیمہ کرے اور اگر جہاز والے خود بیمہ کرین تو اسکی حقیقت یہ ہوگی کہ اجیر مشترک پر ضمان کی شرط ہوئی یہ بقول اشباہ ہر حال مین جائز ہوگا اور ڈاک خانہ کا بیمہ اسی مین داخل ہے کہ خود عامل شرط ضمان قبول کرتا ہے اور اگر ایسی صورت کیجاوے کہ مال پہونچانے کا معاوضہ تو جہاز والون کو دیا جاوے اور انتظام حفاظت مال کا معاوضہ بیمہ کی کمپنی کو دیا جاوے کہ وہ اپنا آدمی خاص حفاظت و نگرانی کے لئے جہاز مین رکہین تو اس صورت مین کمپنی سے بیمہ کرانا ہر حال مین جائز ہے خواہ جہاز والون پر شرعاً ضمان ہو یا نہو جیسا مسئلہ نمبر ۱ مین مذکور ہے خلاصہ یہ کہ خود جہاز والے کا بیمہ اور کمپنی جب اپنا آدمی حفاظت کے لئے جہاز مین رکھے اسوقت کمپنی کا بیمہ یہ دو صورتین تو مطلقاً جائز ہین اور اگر جہاز والے بیمہ نکرین اور نہ کمپنی

اپنا آدمی جہاز مین رکھے تو جن صورتون مین جہاز والون پر ضمان ہے انمین بیمہ کمپنی کا جائز ہے اور جن صورتون مین جہاز والون پر ضمان نہین ہے انمین بیمہ کمپنی کا جائز نہین اور ان صورتون کی تفصیل اوپر لکھی جا چکی ہے۔ (جواب ۳) کسی بیمہ کے ناجائز ہونیسے مال مین خبث نہین آتا۔ فقط واللہ اعلم۔ ۱۵ صفر سنہ ۱۳۳۴ھ

سوال زید کاشتکار اپنا موروثی کہاتہ عمرو کو پانچ سال کیلئے ٹھیکہ پر دیتا ہے اور دو سو روپیہ عمرو سے قرض لیکر اپنا قرضہ ادا کرتا ہے موروثی کہاتہ کا لگان زید فی بیگہ ۔ فی بیگہ دیتا ہے عمرو کے ٹھیکہ مین جب یہ کہاتہ موروثی آجاویگا تو وہ یعنی عمرو اس آراضی کو کسی کاشتکار کو فی بیگہ پانچ روپیہ پر دیویگا کیونکہ ٹھیکہ مین آنے سے وہ پانچ سال تک غیر موروثی تصور ہوگا اور غیر موروثی کا لگان فی بیگہ پانچ روپیہ ہی پانچ سال تک عمرو اس پیداوار سے زمیندار کا جو لگان موروثی مقرر ہے وہ ادا کر کے مابقی اپنے خرچ مین لائیگا اور پانچ سال کے بعد ٹھیکہ منسوخ ہونے پر عمرو زید کی آراضی کو چھوڑ دیگا اور مبلغ دو سو روپیہ اپنے واپس لیگا یہ صورت شرع شریف سے جائز ہے یا نہین اگر یہ صورت جائز نہو تو اور جو صورت مطابق شرع شریف کے ہو سکے تحریر فرمائیگا۔ دوسری صورت یہ کہ زید کاشتکار اپنے زمیندار عمرو کو اس صورت سے ٹھیکہ دے تو زمیندار کو جائز ہے یا نہین۔

الجواب اس مین ایک قباحت تو یہ ہے کہ زید بوجہ دعوے موروثیت غاصب ہے اور غاصب سے ٹھیکہ لینا حرام ہے دوسرے اگر زید اس زمین کا مالک بھی ہوتا تب بھی یہ ٹھیکہ قرض کے دباؤ مین دیا گیا ہے اور بقاعدہ کل قرض جر نفعا فہو ربوا یہ سود اور حرام ہے اسلئے یہ ٹھیکہ لینا جائز نہین ۔ ۲ زید کا یہ ظلم ہے اس لئے وہ مرتکب حرام کا ہوگا اور زمیندار چونکہ مظلوم ہے اور مالک زمین کا ہے اس لئے وہ بوجہ اسکے کہ اپنی زمین سے منتفع ہوا ہے اور اپنے استخلاص حق کے لئے سعی کی ہے اسکو گناہ نہوگا۔ ۱۳ صفر سنہ ۱۳۳۴ھ

سوال فدوی آہنگری کا کام کرتا ہے اسمین بعض لوگ اشیاء غیر مشروعہ بھی برائے مرمت لے آتے ہین مثل نقارہ و فونوگراف وغیرہ تو آیا انکی مرمت کر دینا عند الشرع

اجارہ — موروثی کاشتکار سے زمین ٹھیکہ پر لینا

اجارہ — فونوگراف وغیرہ آلات لہو کی اجرت سے مرمت کرنا

جائز ہے یا نہین اور جو انکی اجرت ہوگی وہ کسب حلال سمجھی جائیگی یا نہین یا حرام۔

الجواب ان اشیار کی مرمت درست نہین۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

افادہ: مدرس کو سود کے حساب کی تعلیم دینا

سوال۔ احقر سرکاری مدرسہ مین درجہ سوم وچہارم کو تعلیم دیتا ہے اور درجہ چہارم کو ہر سال مین چار ماہ سود کے نکالنے کا قاعدہ بتلانا پڑتا ہے اور سوالات مشقیہ حل کرانے پڑتے ہین علاوہ اسکے باقی عرصہ مین اور اس عرصہ مین اور حساب بھی سکھلاتا ہون اور مدرسہ مین ہندو اور مسلمان سب قسم کے طلبہ ہین۔ لہذا اس درجہ کو تعلیم دینا میرے واسطے جائز ہے یا نہین۔ درجہ سوم مین اور حساب کی تعلیم ہے سود کی نہین ہے۔ فقط

الجواب آپ قبل تعلیم یہ کہدیا کرین کہ مین جو لفظ سود کہونگا مراد میری وہ نفع جائز ہوگا جو کہ بلا شرط خود نیت کرلے کہ مین جب اس کا قرض ادا کرون گا تو مین اپنے دل سے اور خوشی سے بدون اسکے استحقاق ومطالبہ کے اتنے حساب سے تبرعاً زیادہ دیدونگا بس اتنا کہکر پھر وہ حساب سکھلادین تعلیم کا گناہ تو اسیوقت جاتا رہا اب اس سے اگر ناجائز طور پر کوئی کام لے گا تو اسپر وبال ہوگا۔ فقط

۳ ذالحجہ ۱۳۳۰ھ

افادہ: مدرس سوالات سود کی تعلیم ...

سوال بر جواب سابق احقر نے جو مسئلہ سود کے سوالون کی تعلیم دینے کے بارہ مین دریافت کیا تھا اسکا جواب حضور والا نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ قبل تعلیم یہ کہدیا کرو کہ مین جو لفظ سود کہونگا مراد میری وہ نفع جائز ہوگا جو کہ بلا شرط خود نیت کرلے کہ جب مین اسکا قرض ادا کرونگا تو مین اپنے دل سے اور خوشی سے بدون اس کے استحقاق اور مطالبہ کے اتنے حساب سے تبرعاً زیادہ دیدونگا بس اتنا کہکر وہ حساب سکھلادو۔ تعلیم کا تو گناہ اسیوقت جاتا رہا اب اگر اس سے ناجائز طور پر کوئی کام لے گا تو اسپر وبال ہوگا۔ اب عرض خدمت بابرکت مین یہ ہے کہ سوالات مذکورہ کی عبارت سے تو پہلے ہی سے شرط کرلینا اور شرح مقرر ہونا ظاہر ہے جیسا کہ ذیل کے سوالات سے جو کہ بطور نمونہ لکھتا ہون ظاہر ہوگا۔

سوالات

(۱) ۴۰۰ روپیہ کا ۴ - اپریل سے ۱۶ جون تک ابشرح ۳ فیصدی سود بتاؤ

(۲) کتنے اصل کے ۹۰۰ روپیہ ۵ سال مین بشرح ۴ فیصدی ہوجائینگے ۔

(۳) کتنے سال مین ایک رقم بشرح ۳ ۱/۸ فیصدی اپنے سے سہ چند ہوجائیگی ۔

(۴) کس بشرح سے ۳۰۰ روپیہ کے ۳۳۷ روپیہ ۸ / ۵ سال مین ہوجائینگے ۔

(۵) ایک شخص نے اپنے دوست کو ۱۲۵۰ روپیہ ۴ فیصدی سود پر اس شرط پر اودہار دیئے کہ وہ اسکو اصل مع سود ۱۲۶۶ روپیہ ۱۰ / ۸ پائی دے تو بتاؤ وہ شخص اُسکا روپیہ کتنے دن اپنے پاس رکھ سکتا ہے ۔

مندرجہ بالا طرز کے سوال مجکو طلبہ کو تبلانے اور سمجہانے پڑتے ہین مین نے جو یہ سوالات لکھے ہین یہ عبارت بعینہ حساب کی کتابون سے نقل کردی ہی ایسے ہی سوالون مین سالانہ امتحان لیا جاتا ہے بدینوجہ کوئی نئی عبارت سوالات کی اپنی طرف سے بناکر سوالات مذکور نہین سمجہائے جاسکتے اسکے بارہ مین جو کچہہ شریعت مطہرہ کا حکم ہو ارشاد فرمائیے تاکہ اسکے مطابق عمل کیا جاوے ۔

الجواب چونکہ حربی کو حربی سے سود لینے مین کوئی خطاب شرعی نہین ہے اس لئے اسکو حرام نہ کہا جاوے گا پس سود کی ایک صورت ایسی نکلی جو حرام نہین اور یہ مسئلہ ہے کہ جس امر مین ایک صورت بھی حلال ہو اسکی تعلیم اعانت علی الحرام نہین ۔ پس آپ اس نیت سے سکہلاتے رہئے ۔ ۲ / صفر ۱۳۳۱ھ

سوال بکر زید کا موروثی کاشتکار ہی بکر نے موروثی کہیت کو عمرو کے یہان مبلغ چالیس للعہ روپیہ پر رہن رکہا اب عمرو خود موروثی کہیت مرہونہ کو کاشت کرنے لگا زرلگان کہیت کا اصلی مالک زید کو دیتا ہے جیساکہ بکر زید کو دیا کرتا تہا ۔

(۱) تو عمرو کو رہن رکہہ لینا جائز ہوگا یا نہین ۔ (۲) اگر عمرو اللہ تعالےٰ کے خوف سے چالیس للعہ روپیہ تک حاصل کرنیکے بعد بکر کو کھیت واپس کردے تب بھی عنداللہ

ماخوذ ہوگا یا نہین (۳) اگر عمرو نے چالیس للعہ روپیہ سے زیادہ نفع حاصل کرلیا
ہے تو یہ زائد کسکو دینا چاہیئے زید کو یا بکر کو عنداللہ ماخوذ نہو یا اس زائد کی معافی
کرانا چاہیئے تو کس سے کراوے زید سے یا بکر سے (۴) اب عمرو معاملہ رہن
کے ختم ہوجانیکے بعد پھر اس کہیت کو کاشت کرنا چاہتا ہے اور بکر رضامند ہے اب
عمرو کو اس قسم کی کاشت شکمی کرنا درست ہوگا یا نہین (جبکہ زرلگان اصل مالک زید
کو دے اور کچھہ منافع بکر کو) اگر درست ہوگا تو کسطرح آیا اصل مالک کو رضی کرنیکی
ضرورت ہوگی یا صرف بکر کی رضامندی کافی ہے ۔

الجواب بکر دو وجہ سے غاصب ہے اول دعوے مورثیت کیوجہ سے دوسرے
اس زمین کو رہن رکھدینے کی وجہ سے جبکا اُسکو شرعًا اختیار حاصل نہین اور غاصب
سے عاریت یا اجارہ یا رہن لینے والا حکم مین غاصب کے ہے اور غاصب کا حکم یہ
ہے کہ بقدر اپنے راس المال کے شئے مغصوب سے نفع حاصل کرسکتا ہے زیادہ
نہین اس سے سب سوالون کا جواب نکل آیا جزئی طور پر بھی نقل کئے دیتا ہون ۔ نمبر ۱
جائز نہین نمبر ۲ اصل معاملہ مین مستحق مواخذہ ہے اور راس المال سے چونکہ زائد وصول
نہین کیا اس حیثیت سے قابل مواخذہ نہین ۔ نمبر ۳ اگر توقع ہو کہ بکر زائد از اصل
کو زید کیطرف واپس کردے گا تو عمرو یہ زیادت بکر کو دیدے ورنہ زید کو دینا چاہیئے
اور معافی بھی زید سے چاہیئے نمبر ۴ چونکہ بکر غاصب ہے اس لئے اُس سے کوئی
معاملہ درست نہین اور اگر اصل مالک راضی ہوجاوے تو پھر کل زرلگان اصل مالک
ہی کو دینا چاہیئے ۔ واللہ اعلم ۱۷ جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۶ ہجری

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنی حقیت زمینداری
بکر کے پاس اس شرط پر مبلغ دو سو روپیہ پر رہن بالقبض کیا کہ جب روپیہ ادا کردیا جاوے
جائداد فک الرہن ہوجاوے اور ایام رہن مین للعہ سالانہ منافع مرتہن لیا کرے
بکر فوت ہوگیا ۔ بذریعہ ترکہ حقیت مرہونہ پر اُسکی زوجہ ہندہ قابض ہوئی بعد اُسکے
زید نے حقیت مرہونہ کا انفکاک رہن کو عمرو زوجہ کے باپ علیحدہ کے یا ۲

بعوض سو روپیہ بیع کر دیا تھا اگرچہ زید نے بیعنامہ کی رجسٹری کسی مصلحت سے کرا دی تھی
اور سب رجسٹرار کے روبرو زر ثمن کے وصول ہونے کا اقرار بھی مصلحتاً کر لیا مگر در واقع
مین زید کو زر ثمن اب تک نہین ملا۔ زید اور عبید کے درمیان ایام رہن مین یہ معاہدہ ہو کر
اقرارنامہ لکھا گیا کہ عبید نے حق انفکاک رہن بیع شدہ کو بحق زید واپس کر دیا اس
شرط سے کہ اگر زید ایک یا دو سال مین سو روپیہ مذکور عبید کو ادا کر دیوے تو حق انفکاک
رہن بیع شدہ کا مالک زید ہوگا اگر زید ادا نکر سکے تو عبید بدستور سابق
مشتری حق انفکاک رہن مذکور کا متصور ہوگا۔ چنانچہ وعدہ گذر گیا اور زید نے
حق انفکاک رہن کو فک نہین کرایا تو ایسی صورت مین بلا امداد قاضی کے بیع ہو گی
یا نہین۔ اسی اقرارنامہ مین عبید نے یہ اقرار بھی لکھا تھا کہ مین عرصہ قلیل مین رکھوا دو بیست
دیکر زید کا نام داخلخارج مین جاری کرا دونگا۔ مگر اُسنے درخواست نہ دیا اور خلاف
معاہدہ قابض رہا اور اسی حالت مین وفات پا گیا۔ اُسکے بعد عزیز وغیرہ اُسکے
وارث قرار پائے ہندہ کے فوت ہونے پر حقیت مرہونہ مذکورہ عمرو کو ترکہ مین ملی عمرو
اٹھارہ سال تک اُسپر قابض رہکر مبلغ دو سو سولہ روپیہ بحساب ۱۲ سالانہ وصول
کر کے اپنے تصرف مین لایا اب مبلغ ۲۱۶ منافع جو عمرو اپنے تصرف مین لایا شرعاً
جائز ہے یا نہین۔ اگر ناجائز ہے تو اصل زر رہن مین مجرا ہو کر ۱۰۰ زر زید کو واپس
ملنا چاہئین یا نہین۔ پھر بعد وفات عمرو کے اُس حقیت مرہونہ پر خالد اُسکا لڑکا قابض
ہوا اتفاق سے خالد نے حقیت مرہونہ مندرجہ صدر کا مبلغ دو سو روپیہ زر رہن
مذکور عزیز وغیرہ کو معاف کر دیا اور جائداد مرہونہ پر قابض کرا دیا تو ایسی صورت
مین زر منافع اوسکا جب شرعاً ناجائز ہوا اور حسب صورت بالا اصل زر رہن زر
منافع ادا ہو کر ۱۰۰ زید کا نکلا تو خالد کو اُس دو سو روپیہ ادا شدہ کو عزیز وغیرہ
کے حق مین معافی کا حق حاصل ہے یا نہین۔ اگر نہین ہے اور خالد نے زر رہن مذکور
عزیز وغیرہ کو معاف کر دیا تو عزیز وغیرہ کو اُسکا منافع لینا اور تصرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہین
الجواب زید راہن کی بکر مرتہن سے یہ شرط کہ مرتہن ایام رہن مین بارہ روپیہ

سالانہ منافع لیا کرے شرعاً باطل ہے صرف زر رہن مین اسکا حق ہے پس بعد وفات بکر کے اُسکے ورثہ کا جسمین زوجہ ہندہ بھی ہے صرف زر رہن ہی مین حق ہے سوال مین صرف ہندہ کا ذکر کیا ہے مگر حق شرعی بکر کے سب ورثہ کا ہے اور حق فک رہن کا زید ہی کو حاصل ہے زید کا اس حق فک کو عبید یا دیگر عزیز وغیرہ کے ہاتھ بیع کرنا شرعاً باطل ہے اس بیع سے عبید کا کوئی حق نہین ہوا اگر عبید سے روپیہ بھی وصول ہو جاتا تب بھی زید پر واجب تھا کہ وہ روپیہ عبید کو واپس کر دیتا کہ یہ روپیہ رشوت ہے اور جبکہ روپیہ بھی عبید سے وصول نہین ہوا تب تو کسی قسم کا بھی حق عبید کو حاصل نہین ہوا اور جو اقرار نامہ لکھا گیا محض لاشئی ہے اُسکا کوئی اثر نہین۔ اگر زید کو روپیہ بھی ملجاتا اور زید میعاد کے اندر روپیہ عبید کو واپس بھی نکرتا اور میعاد بھی گذر جاتی اور کوئی قاضی بھی اس بیع باطل کے نفاذ کا حکم کر دیتا تب بھی حق فک رہن زید ہی کو حاصل رہتا اور سائل کا یہ کہنا کہ عبید خلاف معاہدہ قابض رہا سمجھہ مین نہین آیا کیونکہ جائداد مرہونہ کا اول بکر کے قبضہ مین پھر ہندہ کے قبضہ مین رہنا اوپر سوال مین مذکور ہے۔

بہر حال اگر جائداد پر بھی عبید کا قبضہ ہو جاتا تب بھی حکم مذکور آنفاً مین کچھہ تغیر نہوتا عبید کو غاصب قابض بالباطل کہا جاتا جب عبید کا اسمین کوئی حق نہین تو اُسکے مرنیکے بعد عزیز وغیرہ اُسکے وارثون کا بھی اسمین کوئی حق نہین ہوگا پھر جب ہندہ کی وفات ہوئی تو عمرو اگر اسکا یا بکر کا شرعی وارث ہے تو اُسکا بھی مثل اصل مرتہن کے صرف واپسی زر رہن ہی مین حق ہے اسیطرح اگر بکر کے یا ہندہ کے اور ورثہ شرعی بھی ہون تو بھی یہی حق واپسی زر رہن سب مین مشترک ہے اب عمرو نے اس جائداد سے دوسو سولہ روپیہ جو وصول کیا اُسکے وصول کا کوئی حق نہین ہے اگر عمرو سے پہلے بکر نے یا ہندہ نے کچھہ وصول نہین کیا تو اس رقم وصول شدہ سے سولہ روپیہ زید کو واپس کیئے جاوینگے اور دوسو روپیہ بکر مرتہن کے سب ورثہ شرعیہ کو موافق اُنکے حق میراث کے تقسیم کیا جاویگا اور جائداد مرہونہ چھوڑ دینا واجب ہوگا اور اگر بکر یا ہندہ کو بھی کچھہ وصول ہوا تھا تو وہ بھی ہندہ و بکر کی جائداد سے وصول کرکے زید کو واپس

کیا جاوے گا۔ جب جائداد مین وارثان مرتہن کا کوئی حق نہ رہا تو اب خالد کا قبضہ محض باطل ہے۔ اسیطرح جب زر رہن وارثان مرتہن کے پاس پہونچنے سے بذمہ راہن یا وارثان راہن دین نہین رہا تو خالد کا معاف کرنا بھی باطل ہے حاصلکر ایسے اشخاص کو یعنی جو شرعًا کبھی دائن یعنی مستحق وصول دین نہین ہوئے جیسا اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ عبید و عزیز کا کوئی حق شرعًا ثابت نہین ہوا پس عزیز وغیرہ کا قبضہ اس جائداد پر باطل ہوگا اور انتفاع ان سے حرام ہوگا۔ بلکہ سب پر واجب ہے کہ اپنا قبضہ اٹھا کر زید راہن یا اُسکے ورثہ کے قبضہ مین دیدین ۔

[illegible]

سوال کانپور کے میور ملس کمپنی کے منیجر نے حسب قاعدہ مروجہ ایک اشتہار کمپنی قائم کرنیکا دیا اور اسکے مجوزہ سرمایہ کے مطابق پندرہ لاکھ روپیہ جمع ہو گیا جس سے کاروبار شروع کیا گیا اور ہر سال نفع تقسیم کرتا رہا اور جیسے کہ عمومًا کمپنیون کا قاعدہ ہے ہر سال کے نفع مین سے کچھہ بچا کر تقسیم کیا جاتا رہا تاکہ اتفاقی حوادث کی وقت وہ نفع کام دے چونکہ شرکا مین کمی بیشی کمپنی مین نہین ہو سکتی اسواسطے رقم نفع مین کچھہ بلکہ کل تک اگر بچا رکھا جاوے تو قواعد شرعیہ کے کچھہ خلاف بھی نہین ہے۔ ہر سال وہ نفع کی رقم بچتے بچتے اسقدر بچگئی کہ اصل سرمایہ کے برابر یعنی پندرہ لاکھ کو پہونچگئی اُسوقت منیجر نے یہ مناسب سمجھا کہ اب اس رقم کو شامل اصل کر دیا جاوے اس لئے اس نے تمام شرکا کو اطلاع دی کہ یا تو لوگ اپنا نفع جو بچکر اصل کے برابر پہونچ چکا ہے اُسکو واپس لے لین اور یا اُسکو اصل مین شامل کر دین اس تقدیر پر راس کی اصل دونی سمجھی جایا کرے گی۔ لیکن تقسیم نفع کی نسبت اُسنے یہ شرط کر لی ہے کہ جدید حصص پر نفع خواہ کسی قدر ہو آٹھہ آنہ فیصدی سے زائد تقسیم نکرے گا اور جو اس سے زائد نفع ہوگا وہ صرف قدیم حصص پر تقسیم کیا جاوے گا فرض کیا جاوے کہ اصل مین ایک شخص نے سو روپیہ دئیے تھے اور اب رقم منافع ملا کر اُسکے دو سو کا حصہ سمجھا گیا تو اگر کسی سال مین نفع اسقدر ہوا کہ ہر سو پر ۶ر تقسیم ہو سکتا تو وہ اس شخص کو ۱۲ر دیگا اصل روپیہ پر ۶ر اور نہائیہ پر ۶ر اور اگر اسقدر نفع ہوا کہ ہر سو پر

۸ روپیہ صحیح تقسیم ہو سکتا ہے تو وہ اصل پر ۸ روپیہ دیگا اور رقم نفع پر ۸ روپیہ لیکن اگر نفع اسقدر زاید ہوا کہ ہر سو پر ۸ روپیہ صحیح تقسیم ہو جاسکتے ہین تو وہ رقم نفع پر ۸ روپیہ دیکر باقی ۱۲ ار رقم اصل کے نفع دیا جائے گا خلاصہ یہ کہ رقم نفع مین نفع کی کمی کی مقدار مقرر نہین بلکہ اگر نقصان ہو تو بھی دیا جاوے گا لیکن زاید مین مقدار نفع مقرر کردی ہے کہ ۸ روپیہ زاید اسکو نفع مین کوئی حق نہین ہے بلکہ وہ تمام زیادتی صرف قدیم رقم کے متعلق ہی جاویگی چنانچہ اس اشتہار کے مطابق اکثر لوگون نے اپنا روپیہ اوسی کمپنی مین جمع کردیا اور بعض نے واپس بھی منگوا لیا چنانچہ پندرہ لاکھ رقم نفع مین تیرہ لاکھ سے کچھ اوپر اوسمین رکھکر شامل اصل کردیگئی اور تقریبا ڈیڑھ لاکھ روپیہ لوگون نے واپس کرلیا اب سوال یہ ہے کہ یہ معاملہ جائز ہوا یا نہین اور اگر کوئی شخص اپنے حصص رقم اصل یا حصص رقم نفع دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو اس کو خریدنا جائز ہے یا نہین اور آیا زائد ۸ روپیہ کی تقسیم کرینگی شرط جو حصص قسم ثانی مین ہے اس سے اس شرکت مین فساد آتا ہے یا نہین شرکت مین حسب التصریح فقہا کمی بیشی کی شرط ہو سکتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہی شرط ہونا چاہئے جس مین تعین مقدار نہو اور یہان ۸ روپیہ زائد ملنے کی نہین شرط ہے اور آیا فساد آویگا تو صرف حصص قسم ثانی مین یا اسکا اثر اول قسم تک بھی پہونچ جاوے گا اسوجہ سے کہ جب قسم ثانی مین یہ شرط فاسد ہوئی تو شرکت فاسدہ مین نفع راس المال کے مطابق تقسیم ہونا چاہئے اور یہان مالکان حصص قسم اول کو اگر نفع زائد ہو تو ۸ روپیہ زائد ملسکتا ہے اور حالانکہ وہ مطابق راس المال تقسیم ہونا چاہیئے تو گویا قسم ثانی کا نفع جو ان کا حق تھا وہ قسم اول کے مالکان کو ملا جاتا ہے اس لئے وہ نفع لینا قدیم حصص کے مالکان کو جائز نہو یا کہ دونون قسم کو اس بنا پر جائز کہا جاوے کہ دونون قسم کے حصص کا مجموعہ نفع غیر متعین ہے اور اگر دونون کا ایک ہی شخص ہو نہ علیحدہ علیحدہ البتہ جو صرف حصص قسم ثانی کسی سے خرید لے گا تب اوسکو جائز نہو گا یا اگر صرف قسم اول کے حصص کوئی خریدے تو اسکو جب ۸ روپیہ سے نفع زائد ملے گا بسبب تعلق حصص قسم نفع زائد از ۸ روپیہ وہ زیادتی جائز نہو لیکن جو شخص دونون قسم کے حصص کا مالک ہو یا دونون قسم کے حصص خریدے اسکے لئے نفع جائز ہو جاوے علی الخصوص اوس وقت جبکہ دونون قسم کے حصص برابر ہون اس لئے کہ اسوقت اگر کمی بیشی ہوئی ہے تو

اس سے بھی کو ملتا ہی نہ کہ دوسرے کا مال آتا ہی یقین ہی کہ اعلیحضرت اسپر توجہ فرما کر جواب باصواب تحریر فرما دینگے۔

الجواب - مین نے پوری توجہ سے اس سوال کو پڑھا میرے نزدیک یہ شرط مفسد عقد نہین کیونکہ گو قسم ثانی کے نفع کی مقدار اکثر متعین ہے مگر اس سے زائد کو دوسرے شریک کے لئے شرط نہین ٹھیرایا اگرچہ کسی شریک کے فعل خاص سے کہ وہ اپنا جزو حصہ کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ ڈالے یہ امر کہ ایک کے حق کا نفع دوسرے کو ملجاوے لازم آجاوے لیکن اصل عقد مین تو یہ شرط نہین بلکہ مجموعہ منافع متعلقہ ہر دو قسم ایک ہی حصہ دار کا حق ہی کہ اوسکے ایک جزو کو ایک قسم کے متعلق قرار دیدیا اور ایک جزو کو دوسری قسم کے متعلق - البتہ یہ جواز نفع اوسی کیلئے ہے جو مجموعہ ہر دو قسم حصص کا مالک ہو یا مجموعہ ہر دو قسم حصص کو خرید لے بشرطیکہ دونون قسم کے حصص برابر ہون اور اگر کم و بیش ہونگے تو بوجہ اون مفاسد کے جو سوال مین مذکور ہین عقد مین فساد آجاویگا۔ واللہ اعلم ۔ اسیطرح اگر ایک حصہ ایک کا ہوا اور دوسرا حصہ دوسرے کا تو یہ صورت بھی جائز نہین للزوم المفاسدہ المذکورہ فی السوال واللہ اعلم ۲ ذی الحجہ

سوال - مین کوئلہ کی کان مین ملازم ہون اور یہ کان جی-آئی-پی ریلوے کی ہے کمپنی کیجانب سے مجکو سیکنڈ کلاس کا پاس ملا ہوا ہی جسکے ذریعہ سے مین ٹریولنگ کرتا رہتا ہون۔ اب میرا ارادہ مکہ معظمہ جانیکا ہی عمر میری بیس سال ہی مجھکو علاوہ ریل کے پاس کے کمپنی کیجانب سے جہاز مین سفر کرنیکی اجازت بلا ادائیگی محصول ہو سکتی ہی اگر اس طریق سے حج کے لئے جاوے تو اس مین کچھ حرج تو نہین ہے اسکے بارہ مین حضور فتوی دین کہ ایسا حج قبول ہو سکتا ہے یا نہین فقط

الجواب - دیکھنے کی بات یہ ہی کہ جہاز مین جو آپکو سفر کی اجازت ہی تو اوس مین آیا یہ قید بھی ہے کہ وہ سفر کمپنی کے کام کے لئے ہو یا آپ کے ذاتی کام کے لئے بھی اجازت ہے اول صورت مین جائز نہین دوسری صورت مین جائز ہی فقط ۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۷ھ

سوال نمبر ۱ - اکثر اوقات اسکول ہی کی ملی ہوئی روشنائی و قلم سے خطوط لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے یہ امر کیسا ہی آیا متعارف مین داخل ہو کر جائز سمجھا جا سکتا ہی اگر ناجائز

تو ابتک اس فعل کے ارتکاب کا تدارک کیونکر کیا جاوے۔

نمبر۲۔ پیکیٹ یا پارسل یا لفافہ کے اندر کچھہ ٹکٹ بھیجنا (دو چار آنہ کا) جائز ہوگا یا نہین پیکیٹ کے اندر کوئی خط رکہہ دینا کیسا ہے۔

الجواب۔ مین نے سنا ہی کہ روشنائی و قلم چونکہ ایک اندازے سے ملتا ہی اگر بچ رہے واپسی کا مطالبہ نہین اگر کمی رہی تو ذمہ داری نہین اگر یہ صحیح سنا ہی تو اس سے خط لکھنا جائز ہی اور پیکیٹ کے اندر خط یا ٹکٹ رکھنا سنا ہی کہ قانوناً ممنوع ہی اور پارسل کے اندر جائز ہی اگر یہ صحیح سنا ہی تو اسی تفصیل سے حکم شرعی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۲۹ھ جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۹ھ

سوال۔ ادویات ڈاکٹری کے عرقیات مین جنکو بزبان انگریزی (ٹنگچر) کہتے ہین عموماً الکوہل یعنی شراب کا جوہر بروے طب ڈاکٹری بالخاصہ مفید و مقوی مسلم ہونیکی وجہ سے شریک رہتا ہی ایسی ادویہ کا استعمال جائز ہو سکتا ہی کہ نہین

الجواب۔ اگر اس کا ماخذ اشربہ اربعہ کے سوا ہو جیسا غالب ہی تو مختلف فیہ ہے تقوے تحرز ہی اور مبتلا پر بھی زیادہ دار و گیر نہین ہی ۱۲ ر صفر سنہ ۱۳۳۱ھ

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ استعمال ادویہ انگریزیہ کہ دران امتزاج خمر وغیرہ اشیاء محرمہ یقیناً است و ہمچنین استعمال معاجین وغیرہ کہ دران اشیاء محرمہ ممزوج اند بکسے نوع و بکدامی حالت جائز است یا نہ؟

الجواب۔ اگر امتزاج اینچنین اشیاء مشکوک است اعتبارے ندارد لقولہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم الآیہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم فی الصلوٰۃ فوجد حرکۃ فی دبرہ احدث او لم یحدث فاشکل فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا رواہ ابوداؤد و قال الفقہاء ان الیقین لا یزول بالشک والاصل الحل والطہارۃ و اگر مظنون یا متیقن ست پس خالی از دو حال نیست یا اشیاء محرمہ نجس اند چون خمر و بول وغیرہما یا طاہر چون عرو سک و خراطین و نحوہما و استعمال ہر یکے ازو دو نوع است داخلی چون اکل و شرب و خارجی چون طلاء و ضماد۔ پس استعمال اشیاء محرمہ طاہرہ اگر خارجا باشد بالاجماع مطلقاً جائز است لقولہ تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعا الآیہ

تنبیہ نافع استعمال ادویات ڈاکٹری

فائدہ متعلق بالا استعمال ادویات انگریزی

اباح التلطخ بالتراب الطاہر المحرم۔ و اگر استعمال بعضے اشیاء مخمرہ ظاہرہ و اطلاق باشد یا استعمال اشیاء مخمرہ بجسمہ و شکلاً یا طاری باشد پس در حالت اکراہ و اضطرار اتفاقاً مباح است لقولہ تعالیٰ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ و در حالت اختیار وقت عدم غلبہ ظن بحصول شفا بالاتفاق حرام لقولہ تعالیٰ قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما الآیہ۔ و در حالت اختیار بوقت غلبہ ظن بحصول شفا و عدم وجود ادویہ دیگر علماء را اختلاف است بعضے جائز داشتہ اند بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العرنیین بشرب الابوال والالبان۔ وبعضے ناجائز گفتہ اند لقولہ علیہ السلام ان اللہ لم یجعل شفاءکم فی حرام۔

سوال: ایک فریق کا خیال ہے کہ دوسرے اجزاء کے ساتھ ملنے سے اور امتزاج پانیکی وجہ سے قبل کا حکم پیدا کرلیا ہے بعض کا قول ہے کہ ... ماخامر العقل نہیں ہے جس پر خمر کا اطلاق ہوسکے کیا یہ صحیح ہے یا ...

الجواب: اجزاء خمر کا حکم خمر ہی ہے کیا خمر ہی ہے اس لئے دوسرا عذر صحیح نہیں اور اگر اسکا استحالہ ہوجاتا تو خواص ہی باقی نہ رہتے۔ وہی باقی ہیں پہلا عذر بھی صحیح نہیں ۱۲ر صفر سنہ ۳۳ھ

سوال: مہتمم مدرسہ کا طلبہ کی جانب سے نائب ہے یا معطی چندہ کی طرف سے وکیل ہے اگر نائب ہے تو قبضہ مہتمم کا خود قبضہ طلبہ کا ہے اس صورت میں ہر ایک طرح کا مال زکوٰۃ و غیر زکوٰۃ مخلوط کرنا اور مدرسہ کی ہر ایک ضرورت تنخواہ مدرسین و خرید کتب میں صرف کرنا جائز ہونا چاہئے اور کسی حیلہ کی ضرورت نہیں مثل ولی صغیر کے ہوگا اور اگر مہتمم معطی کا وکیل ہے تو بیچارہ مہتمم کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوگا اسلئے کہ مدارس میں اکثر مال زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا آتا ہے اور مدرسہ میں زیادہ خرچ تنخواہ وغیرہ کا ہوتا ہے اور خاص خوراک طلبہ میں بہت کم صرف ہوتا ہے اور ہر ایک مال کو علیحدہ رکھنا اور کسی طرح مخلوط نہ کرنا نہایت مشکل ہے اس میں مدارس کی کیا شکل ہے بعض جگہ جو یہ حیلہ کیا جاتا ہے کہ کسی ایک طالبعلم کو دس پانچ سو روپیہ دیدیا اور پھر وہ اسکو مدرسہ

مین داخل کر دیتا ہے کیا یہ حیلہ کافی ہے اور اس سے ہر ایک طرح کے مال کو مخلوط کرنا
اور مدرسہ کی ہر ایک ضرورت مین صرف کرنا جائز ہوگا ؟
یا مہتمم بعض وجوہ مین نائب ہے اور بعض وجوہ مین وکیل (جیسا کہ کتاب تذکرۃ الرشید
صفحہ ۱۱۴ مین حضرت مولانا قدس سرہ کے جواب سے مفہوم ہوتا ہے) تو وجوہ نیابت
و وکالت کی تعیین فرماوین کہ کس صورت مین مہتمم نائب ہے اور کس صورت مین
وکیل ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب - ظاہراً تو مہتمم وکیل معطی کا ہے اس لئے اسکو مال زکوۃ تنخواہ وغیرہ مین
صرف کرنا جائز نہوگا اور مخلوط کرنا تو باذن مالکین جائز ہے اور جہان مہتمم متصرف مین سمجھا
جاتا ہو وہان غالب عادت ناس سے یہی ہے کہ ایسے امور کا اذن ہوتا ہے البتہ احتیاط
یہ ہے کہ رقوم واجبۃ التملیک اور غیر واجبۃ التملیک کو باہم مخلوط نکرے اور اگر وکیل طلبہ کا
بھی فرض کیا جاوے تو اسکی قبضہ کو مثل قبضہ طلبہ کے سمجھا جاویگا۔ لیکن اگر طلبہ کے قبضہ
مین یہ مال جاتا تو کیا وہ تنخواہون وغیرہ مین صرف کرتے اسیطرح مہتمم کو بھی بجز طلبہ کی
خاص حوائج کے دوسری جگہ صرف کرنا نہ چاہئے جسطرح امیر المسلمین نائب فقراء کا ہے
مگر بیت المال سے رقم زکوۃ کو دوسری مدات مین خرچ نہین کرسکتا اور یہ حیلہ مفوّت
لا شئے ہے فقط ۲۷ رمضان ۱۳۲۹ھ

سوال - باصول ڈاکٹری طاعونی ٹیکہ اندازی جس کا عرق بقول بعض موش
دختر موش متاثرہ طاعون کا عصارہ کیمیاوی ہے اور بقول بعض لحم خنزیر کا عصارہ بھی
اسمین ممزوج ہونا بیان کیا جاتا ہے بایں حال اجزائے نجسہ میتہ کا بذریعہ ٹیکہ جسم زندہ
مین بخلاف ارشاد لا شفاء فی الحرام وائر و سائر کرنا درست ہوسکتا ہے یا کیا۔

الجواب - تیقن شفاء مین بعض متاخرین نے تداوی بالحرام کی رخصت دی
ہے۔ کذا فی الدر المختار ۱۲ صفر ۱۳۳۰ھ

سوال - اگر عضو ساقط ہوگیا تو اوس جوتہ پر مسح کرسکتا ہے یا نہین جس کے
اندر ہوا گرد و غبار نہین پہونچ سکتی۔

الجواب - فی الدر المختار شرطہ مسحہ کونہ ساتر القدم مع الکعب او یکون نقصانہ اقل من الخرق المانع فیجوز علی الزربول لو مشدودًا الا ان یظہر قدر ثلاثۃ اصابع فی رد المحتار لان شدہ بمنزلۃ الخیاط وہو مستمسک بنفسہ بعد الشد کالخف المخیط بعضہ ببعض فافہم وفی البحر عن المعراج ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظہر القدم ولہ ازرار یشدہا علیہ لتسدہ لانہ کغیر المشقوق وان ظہر من ظہر القدم شیئ فہو کخروق الخف اہ قلت والظاہر انہ الخف الذی یلبسہ الاتراک فی زماننا اہ ج ۱ ص ۲۶۹ اس سے معلوم ہوا کہ جوتہ مذکور پر مسح بھی جائز ہے بشرطیکہ چلنے مین اندر سے پاؤن یا جراب نظر نہ آوے اور اگر نظر آوے تو پھر سوال مین ظاہر کرنا چاہیئے کہ کتنا نظر آتا ہے۔

سوال - فل بوٹ یعنی اس بوٹ پر جسمین ٹخنے چھپے ہین مسح جائز ہے یا نہین

الجواب - فی الدر المختار باب المسح علی الخفین شرط مسحہ ثلثۃ امور الاول کونہ ساتر محل فرض الغسل القدم مع الکعب او یکون النقصان اقل من الخرق المانع فیجوز علی الزربول لو مشدودًا الا ان یظہر قدر ثلثۃ اصابع والثانی کونہ مشغولا بالرجل والثالث کونہ مما یمکن متابعۃ المشی المعتاد فیہ فرسخا فاکثر اہ فی رد المحتار قولہ مشدودًا لان شدہ بمنزلۃ الخیاط وہو مستمسک بنفسہ بعد الشد کالخف المخیط بعضہ ببعض فافہم وفی البحر عن المعراج ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظہر القدم ولہ ازرار یشدہا علیہ لتسدہ لانہ کغیر المشقوق وان ظہر من ظہر القدم شیئ فہو کخروق الخف قلت والظاہر انہ الخف الذی یلبسہ الاتراک فی زماننا اہ - چونکہ اس بوٹ مین تینون شرطین جواز مسح کی پائی جاتی ہین جو روایت بالا مین مذکور ہین اس لئے مسح اوسپر جائز ہے البتہ بوجہ اسکے کہ بجائے جوتہ کے مستعمل ہوتا ہے اس سے یا بوجہ نجس ہونے کے اور یا بوجہ سوء ادب کے بلا ضرورت اس سے نماز نہ پڑھنا چاہیئے۔
واللہ تعالیٰ اعلم - یوم الاضحی ۱۳۲۲ھ

سوال - ریل وغیرہ کے سفر مین کہین ضرورت غسل کی ہو جاوے اور پانی بقدر غسل نہ ملے اور وضو وغیرہ جسمین ہو سکے اتنا ملتا ہو تو غسل کا تیمم کرکے نماز ادا کرسکتا ہے

طہارت
ریل مین تیمم جنابت کرنا

یا نہین اسٹیشن پر اگرچہ پانی بکثرت ہر جگہ مل سکتا ہے لیکن غسل کرنا اسکو ریل مین مشکل ہے تو تیمم کر سکتا ہے یا نہین :-

الجواب غسل اسٹیشن پر مشکل نہین لنگی باندہکر پلیٹ فارم پر بیٹھکر سقہ کو پیسہ دیکر کہدے کہ مشک سے پانی چہوڑدے اور اسکے قبل ٹانگین وغیرہ ریل کے پائخانہ یا غسل خانہ مین جاکر پاک کرے یا برتن مین پانی لیکر یا اگر نل مین پانی موجود ہو تو اوس سے اس پائخانہ یا غسل خانہ مین بھی غسل ممکن ہی ہمت کی ضرورت ہے ایسی حالت مین تیمم درست نہین۔ ۱۳ر صفر ۱۳۳۳ھ

سوال۔ اکثر عورتین بڑیون کے رنگے ہوئے کپڑون مین نماز پڑہتی ہین۔ اور سُنا جاتا ہی کہ شراب بھی پڑیون مین داخل ہوتی ہی اس امر مسموع کے متعلق جناب کی کیا تحقیق ہے یا صحیح ہے یا نہین اور بر تقدیر صحت بوجہ عموم بلوی حکم جواز صلوٰۃ فرماتے ہین یا حکم فساد و بطلان۔ فقط

الجواب۔ بہت مشہور ہی کہ پڑیون مین شراب پڑتی ہی شہرت سے مظنون ہوتا ہی کہ یہ امر صحیح ہی مگر چونکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ شراب جسکو اسپرٹ کہتے ہین خلاصہ جن شرابون کا ہی وہ اشربہ محرمہ مذکورہ فی الکتب الفقہیہ کے علاوہ ہین جو کہ امام محمد رح کے نزدیک مطلقاً نجس و حرام ہین اور شیخین کے نزدیک طاہر اور بہ قدر مسکر سے کم حلال بھی ہین اس لئے عموم بلوی کیوجہ سے صحت صلوٰۃ کا حکم دیا کرتا ہون مگر خلاف احتیاط سمجھتا ہون فقط ۶ر ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال۔ جو لوگ اگبنوٹ جہاز مین نوکری کرتے ہین اور اونکا دائمی پیشہ یہ ہی ہی بعض ان مین ایسے ہین جو ہفتون مین واپس آجاتے ہین اور بعض ایسی ہین جو مہینون مین واپس آتے ہین اور بعض ایسے ہین جو برسون مین واپس آتے ہین انمین بعض اگبنوٹ تو ایسے ہین جو ایک ملک سے براہ راست دوسرے ملک کو چلے جاتے ہین اور بعض ایسے ہین جو ملک در ملک شہر در شہر آدمیون کو اتارتے چڑہاتے و مال لیتے دیتے جاتے ہین اور کہین ہفتہ بھر اور کہین اس سے کم و زیادہ ٹھہرتے ہین اور یہ بات ظاہر ہی کہ لوگ

ذی اختیار نہین جبتک کپتان مالک آگبنوٹ یا اُسکا قایم مقام ٹھہرے تب اُکہا یہ بھی ٹہیرتے ہین جب وہ چلے یہ بھی چلتے ہین آیا یہ لوگ مسافر ہین یا مقیم۔ اگر مسافر ہین تو اپنی نمازون کو قصر کرین اور روزہ کو افطار کرین یا نہین فقط۔

الجواب۔ جہاز گہر یعنی وطن کے حکم مین تو نہین ہی بس اس کا حکم کوئی جدا نہین ہی جو اور مسافر کا ہی وہی اسکا یعنی یہ لوگ جب خود وطن اصلی یا وطن اقامت سے (یعنی جہان پندرہ روز کے قیام کا قصد ہو) چلتے ہین چلنے کیوقت دیکہنا چاہئے کہ کسقدر مسافت قطع کرنیکا ارادہ مصمم ہوتا ہی اگر بقدر مسافت تین ایام کے (یعنی دریا مین اعتدال ہوا کی حالت مین کشتی تین دن مین جسقدر جاتی ہی) ارادہ ہو تو قصر کریگا اور اگر اس سے کم کا ہو نہ کرے گا۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ واللہ اعلم۔ ۹ محرم ۱۳۲۹ھ

سوال۔ زید ایک کارخانہ مین حصہ دار ہی۔ کارخانہ کا سالانہ گوشوارہ نفع و نقصان بحساب شمسی مہینون کے ۳۰ جون کو ہوا کرتا ہی ۳۰ جون کو جو منافع اس کے حساب مین جمع ہوتا ہی اس منافع مین سے سال بہر تک اپنے مصارف پورے کرتا رہتا ہی زید پر زکوۃ بماہ رمضان المبارک واجب ہوتی ہی اور یہ ہمیشہ رمضان المبارک مین زکوۃ علیحدہ کیا کرتا ہی وہ اسطرح کہ جو رقم اس کارخانہ مین بماہ رمضان المبارک باقی ہوتی ہی وہ اپنی ملکیت شمار کرتا ہی۔ مثلاً ۳۰ جون کو جبکہ گوشوارہ تیار ہوا تہا تو زید کا سرمایہ مع منافع ایک ہزار روپیہ تہا اور ماہ ستمبر یعنی رمضان المبارک مین اسپر زکوۃ واجب ہوئی اس وقت تک ایک سو روپیہ خرچ ہو چکے تہے اور نو سو روپیہ باقی تہے چنانچہ اس نے ۹۰۰ سو روپیہ شمار کرکے زکوۃ علیحدہ کردی جو نفع یا نقصان اس کارخانہ مین درمیانی تین ماہ مین ہوا اسکو شمار نہین کرتا۔ کیونکہ کارخانہ کا حساب سالانہ بحساب شمسی مہینون کی ہوا کرتا ہی درمیان مین نہ ہوتا ہی نہ ہوسکتا ہی۔ کیا یہ صورت جائز ہی یا زاید اپنے تخمینہ سے اس درمیانی تین ماہ کا نفع نقصان شمار کرکے زکوۃ دینی

الجواب۔ یہ تو ٹہیک ہی کہ رمضان تک جتنا روپیہ صرف ہو چکا ہی اسکی زکوۃ واجب نہوگی لیکن اس نو سو روپیہ کے ساتھ اصل سرمایہ کی اور نیز اس تین ماہ مین جسقدر

زکوٰۃ
[illegible]

اور نفع ہوا ہے اس مجموعہ کا تو زکوٰۃ واجب ہوگی - باقی یہ دربان سالہا سال کا حساب نہیں
ہو سکتا - سو اگر واقعی یہ حساب دشوار ہو تو تخمینہ احتیاط کے ساتھ کافی ہے اور احقر کے
خیال میں تخمینہ کے لئے سال گذشتہ کی نسبت سال آئندہ کا اعتبار اقرب ہے یعنی
آئندہ جس میں جب یہ گوشوارہ ہے سرمایہ و نفع کی مقدار معلوم ہو تو اس مجموعہ کو اس ماہ پر
جو تین ماہ قمری پر تقسیم کرے جو حاصل قسمت ہو اسکو ادا کرے زکوٰۃ گذشتہ کی تکمیل کر دے
اسیطرح ہمیشہ سلسلہ جاری رکھے - اسمیں اتنا کرنا پڑے گا کہ زکوٰۃ ہمیشہ دوبار کر کے
ادا کرنا ہوگی اور احتیاط کے لئے کچھ زیادہ دیدے امید ہے کہ جو بیشی عفو ہو جاوے گی اور اگر اس
سے سہل واقرب الی التحقیق کوئی صورت نکل سکے تو وہ ترجیح ہوگی - ۱۸ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ

سوال عمرو خود تجارت کرتا ہے اور سالانہ گوشوارہ ۳۰ جون کو بجائے ... تیار
کراتا ہے اور ۳۰ جون کو ہی زکوٰۃ علیحدہ کرتا ہے - امانت نفع مثلاً ۶ ہزار روپیہ یا اوسطاً
ایک ہزار روپیہ اور ہوا لہذا بابت فرق شمسی قمری دس روپیہ چند روپیہ زائد شمار کر کے ان کا
روپیوں پر بھی زکوٰۃ دیتا ہے - کیا یہ صورت جائز ہے -

الجواب امید ہے کہ ادا ہو جاوے گی۔ اگر قدرے زائد دیا ہے تو احتیاط کی بات
ہے - ۱۸ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ

سوال ایک شخص نے کچھ روپیہ بمد زکوٰۃ اپنے دوست کو دیا کہ یہ رقم ایک مدرسہ
میں بھیجدو - چنانچہ اس دوست نے دس روپیہ نوٹوں میں ایک لفافہ میں بند کر کے اپنے
نابالغ لڑکے کو جو بلوغ کے قریب ہے مگر سمجھدار ہے دیا کہ اسکی رجسٹری کرا دو۔ لڑکے نے بھول
سے بجائے رجسٹری کرانے کے ویسے ہی خط بند کر کے ڈاک میں چھوڑ دیا اس خط کے اندر دس کا نوٹ
تھے جو مدرسہ میں جانے کو تھے وہ خط راستہ میں گم ہو گیا اور مدرسہ تک نہیں پہونچا
اب یہ فرمائیے کہ دس روپیہ کسکے ذمہ پڑے گا تاکہ مدرسہ کو ادا کیا جاوے - بینوا توجروا

الجواب فی الہدایہ من کتاب الایداع فلو دفعہا الیٰ من فی عیالہ [illegible]
خلاصہ - بنا بر اس روایت کے اپنے سمجھدار لڑکے کو دینا تو موجب ضمان نہیں ہے۔ لیکن
جب روپیوں کو نوٹوں سے بدلا تو اس سے یہ دوست ضامن ہوگا اور روپیہ اسکے ذمہ

پڑھینگے فقط ۸ ار رجب ۱۳۲۹ھ

سوال ۔ نوٹ پر زکوۃ ہے یا نہین ۔

الجواب ۔ زکوۃ ہے ۔ ۱۴ صفر ۱۳۳۰ھ

سوال مقام کرانچی سے ایک تار آیا جس کا مضمون یہ تہا کہ عید مبارک اور یہ تار وہان سے ۹ تاریخ کو دیا اور چنار گڈھ دس بجے دن کو ملا لہذا اس تار پر چند لوگون نے افطار کیا اور جمیع مسلمانان نے افطار نہ کیا اُن پر کفارہ ہوگا یا نہین فقط ۔

الجواب ۔ محض اس مضمون کا تار شرعًا شبہہ پیدا نہین کرتا اس لئے ان لوگون پر کفارہ لازم ہے ۔ ونظائرہ کثیرۃ فی الفقہ ۔ البتہ اگر بعد مین دلیل شرعی سے رویت کی خبر کہین سے ثابت ہوجاوے کفارہ نہ آوے گا ۔ کمافی الدرالمختار ولم یطر سقط ۔ فقط واللہ اعلم
۵ شوال ۱۳۲۷ھ

کلام بر جواب سوال متعلق صوم وافطار بخبر تار کہ در ۱۳۲۷ھ اکثر جا واقع شد

جواب سوال اول ۔ اصل طریق اثبات رویت کا شہادت علی الرویہ یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادت علی قضاء الحاکم الشرعی ہے ۔ حتی کہ شہادت علی رویۃ الغیر بھی حجۃ نہین کذا فی الدرالمختار باقی استفاضہ کو جو حجت کہا ہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجت نہین کہا بلکہ علت اسکی یہ لکھی ہے لان البلدۃ لاتخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلابد من ان یکون صومہم مبنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور الخ کذا فی ردالمحتار ج ۲ ص ۱۵۰ ۔ اور جہان یہ علت متحقق نہو وہان حجت بھی نہوگی اور جمعرات کے روزہ کی خبر مین تو استفاضہ بھی نہین ہوا اور جمعہ کے چاند مین شنبہ کی شب اور روز تک بذریعہ تارون کے بعض کو استفاضہ کا شبہہ ہوگیا تہا مگر تار دینے والون کا بکثرت بے علم خود رائے غیر محتاط ہونا اور علماء سے رجوع نکرنا چونکہ معلوم ہے اس لئے وہ علت منتفی ہے لہذا احتجاج بھی منتفی ہے اگرچہ تار کو مثل خبر رسانی

سکے بھی قرار دیا جاوے مگر خود خبر لانیوالی میں اتنی جب یہ بھی شرط ہے تو تار میں کیوں
نہو گی پس اگر جبکہ تیسوین تاروں کی بنا پر افطار کر ڈالنے میں غلطی عظیم ہوئی ۔ واللہ اعلم ۲ شوال ۱۳۳۲ھ

سوال رویت ہلال ماہ رمضان و ماہ شوال تار برقی کی خبر معتبر ہے یا نہیں اور تار کی
خبر پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا جائز ہے یا ناجائز ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب اسکے قبل بوجہ تار کو خط یا طبل و مدفع یعنی توپ پر قیاس کرنیکے اس
باب میں ایک تقریر[۵] لکھی تھی جس میں قبول خبر تار میں کچھ تفصیل اور بعض شرائط کے ساتھ تقیید
تھی مگر اس سال یعنی ۱۳۳۲ھ کی رویت شوال کے متعلق تاروں پر عمل کرنے میں سب علموں اور کم
علموں نے بے احتیاطیاں کیں اور اُن سے جو فتن و شرور پیدا ہوے انکو دیکھکر تجربہ ہوا کہ عوام
ان قیود و شرائط کو ملحوظ نہیں کر سکتے و نیز اخبار متواترہ سے تحقیق ہوا کہ تار میں مختلف اقسام کی
اور دھوکہ بھی زیادہ محتمل ہے بہ نسبت خط کے بھی اور وہ یہ ہے کہ خط میں اسکے خط سے کچھ تو
معرفت کاتب کی ہوتی ہے پھر بھی الخط یشبہ الخط بعض احکام میں کہا گیا ہے اور تار میں تو اسکی
بھی کوئی علامت نہیں اور نیز طبل و مدفع افطار سے بھی اضعف ہے کیونکہ انکی خبر سے
ایک جماعت حاضرین کی شرکت سے ہوتی ہے جس میں جزئیات تعدد و جمع کی ابعد ہے تار میں
یہ بھی نہیں ان امور پر نظر کرکے سداً للذرائع وحسماً للمادۃ اس تفصیل سے رجوع کرکے اب
یہ حکم متعین سمجھتا ہوں کہ اس باب میں تار کی خبر اصلا قابل اعتبار و لائق عمل نہیں و لہذا
نظائر فی فن الفقہ منہا عدم جواز القضاء بعلمہ کما بسط القول فیہ فی الدر المختار و رد المحتار
۲ ص ۲۴۳ و ۵۰۰ و ۵۰۱ ۔ واللہ اعلم ۳ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ

سوال متعلق حکم تار کے تہا جسکی عبارت نقل نہیں کیگئی ۔

(الجواب) اول دو مسئلے بطور تمہید کے لکھے جاتے ہیں پھر جواب سوال کا تحریر
کیا جائیگا ۔ **اول مسئلہ** یہ ہے کہ تار دلالت رضیبہ غیر لفظیہ ہے

---

[۵] یہ تقریر اصل امداد الفتاوے مطبوعہ مجتبائی ۱۳۲۹ھ جلد اول ۲۲ میں چھپی
ہے وہ بھی اسکے ساتھ دیکھ لیا جاوے ۱۲ منہ

مشابہ خط کے ہے اور ان فرنیسے لحاظ سے کہ خط میں خود علامت ممیزہ موجود ہے اور تار میں یہ مفقود ہے۔ بہ نسبت خط کے توپ اور طبل وغیرہ سے سابقہ زیادہ مشابہ ہے اور خط کا حکم یہ ہے کہ امور لازمہ میں باستثنار مواضع معدودہ ضرورت شدیدہ بشرط امن من التزویر مثل فرامین شاہی وغیرہا کے بدون اقرار کاتب یا قیام بینہ حجت نہیں اور امور غیر لازمہ میں اگر قرائن صدق وصحت کے مجتمع ہوں جس سے نسبت الی الکاتب مظنون ہو جاوے حجت ہے ورنہ نہیں۔ اور توپ وغیرہ کا حکم بھی ایسے امور میں یہی ہے کہ ظنون حجت میں معتبر ہے ورنہ نہیں۔ پس خبر ہلال افطار میں کہ ہمارے دیار میں بوجہ والی مسلم نہ ہونے کے محض اخبار ہر بلا اشتراط شہادت اسکا مدار ہونے میں مثل اخبار ہلال صوم کے امور لازمہ سے ہے اگر نقدان علامت تار ورشدہ و توسط غیر مسلم کسی شخص کے اعتبار سے اس سے غلبہ ظن ہو اسکو مطلقاً عمل جائز نہیں اور جسکا اعتبار سے ملتزع ہو مثل نقل کے صحیحین اخبار کثیرہ متواترہ اور غیم میں اخبار عدلین پر عمل جائز ہے۔ اور چونکہ کلام ہلال عیدین ہے اس لئے خبر واحد پر کسی طرح عمل جائز نہیں (فہذا سیاق الدلائل علی ہذہ المبادی)

امداد الفتاوی تتمہ ثانیہ جلد اول صفحہ ۱۵۳

دوسرا مسئلہ یہ ہے طریق اثبات رویت کا شہادۃ علی الرویۃ یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادۃ علی قضاء الحاکم الشرعی ہے حتی کہ شہادۃ علی رویۃ الغیر بھی حجت نہیں کذا فی الدر المختار ورد المحتار۔ باقی استفاضہ کو جو حجت لکھا ہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجت نہیں کہا بلکہ علت اسکی یہ لکھی ہے لان البلدۃ لا تخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلا بد من ان یکون صومہم بناء علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور الخ کذا فی رد المحتار جلد دوم صفحہ ۱۵۰۔ اور جہاں یہ علت متحقق نہ ہو وہاں حجت بھی نہ ہوگا۔ بعد اس تمہید کے اب سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

نمبر ۱۔ اس ایک یا متعدد تار کا مضمون دیکھنا چاہیے کہ کیا ہے اگر یہ ہے کہ یہاں

ف یہ مسئلہ اس سے اوپر مستقل منقول ہے۔

چاند ہوا ہے یا فلان شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیون نے دیکھا ہے اور اکثر تارون کا ایسا ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہین اگرچہ کتنے ہی تار ہون اور اگر یہ مضمون ہے کہ مین نے دیکھا ہے یا فلان شخص نے میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا یہان کے فلان حاکم شرعی یا عالم و مفتی نے قبول کر لیا ہے یا یہان عید ہے تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر ایک تار ہے تو عمل جائز نہین کیونکہ کلام ہلال عید مین ہے اور اگر دو تین تار بادل کیحالت مین آئے مگر تار دینے والے معتبر نہین یا شناسا نہین تب بھی عمل جائز نہین اور اگر بادل کیحالت مین دو تین معتبر لوگون نے کئے یا بدون بادل آٹھ دس آگئے اور مضمون وہ ہے جو آخر مین لکھا ہے کہ مین نے دیکھا ہے الخ تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس مین کذب اور خطا نہین ہوئی تو عمل جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہین اور جہان کہین کوئی عالم محقق ہو وہان عوام کے دل کی گواہی معتبر نہین عالم کے دل کی گواہی اور انکا فتوی حجت ہے اور عوام کو خود رائی کرنا یا فتوے کے خلاف کرنا جائز نہین اور ایک جگہ کے تار کی خبر جو دوسری جگہ بذریعہ تار دیجاتی ہے چونکہ اس کا مضمون ویسا نہین ہوتا جس کا معتبر ہونا اوپر بیان کیا ہے اس لئے وہ بھی معتبر نہین ہے اور یہی تفصیل صور تونکی اور احکام کی خط مین بھی ہے۔ عبارت سابقہ متضمنہ حکم تار مین ہر جگہ بجائے لفظ تار لفظ خط رکھدیا جاوے تو خط کے سب احکام کی تعیین ہو جاوے گی۔

اور اگر دو شخص ثقہ عادل ہوں تب بھی تار کافی عمل جائز نہیں ۱۲

نمبر ۲ ۔ جو طرق خبر کے حجۃ ہونیکے نمبرا مین مذکور ہوئے ہین چونکہ ان ممالک کے تارون کے آنے یا آنے مین انکی رعایت نہین کیجاتی لہذا وہ حجۃ نہین البتہ اگر قواعد شرعیہ کی پوری رعایت ہو تو واقعہ جزئیہ کو عین وقت پر کسی عالم سے رجوع کر کے حکم شرعی پوچھ لیا جاوے اور صرف اختلاف مطالع حنفیہ کے نزدیک مانع قبول نہین۔

نمبر ۳ ۔ چونکہ معاملات و دیانات مین فرق ہے اسیطرح شہادۃ و اخبار مین بھی فرق ہے اس لئے معاملات مین عدم اعتبار شہادت مطلقاً مستلزم نہین۔ دیانات مین عدم اعتبار مطلقاً کو بلکہ اسمین تفصیل ہوگی جو نمبرا مین مذکور ہوئی۔

نمبر ۴ ۔ جسطرح تار کے مضمون مین تفصیل ہے اسیطرح خط کے مضمون مین بھی ہے

جو نمبر ۳ مین نسبت کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے فقط واللہ اعلم ۸ رشعبان سنہ ۱۳۲۵ھ

حکم ٹیکہ طاعون

سوال چند جراثیم طاعون کو بکری یا بھیڑ کی یخنی یا دودہ وغیرہ سیال شے مین ڈالدیتے ہین جہان وہ اپنی نسلین بڑہا لیتے ہین پھر ان سیال سے ایک ایسا عرق تیار کرتے ہین جسمین جرثوم طاعون کی خفیف زہریلی تاثیر موجود ہوتی ہے اب اس مادہ مذکورہ مین سے ذرا سا لیکر بذریعہ جلدی پچکاری ایک خرگوش یا چوہے وغیرہ کے جسم مین داخل کر دیتے ہین جس سے اس چوہے یا خرگوش مین علامات مرض طاعون ظاہر ہو جاتے ہین اور جب اسکو افاقہ ہو جاتا ہے تو پھر اور تھوڑا سا مادہ مذکور اسکے جسم مین داخل کرتے ہین اس دفعہ علامات طاعون بہ نسبت اول کے خفیف ہوتے ہین اسیطرح مادہ مذکور کو چند بار داخل جسم کرنے سے اس خرگوش یا چوہے کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ پھر تھوڑی مقدار مادہ مذکور سے اسمین علامات طاعون پیدا ہی نہین ہوتے کیونکہ اسکا خون مادہ مذکور کی سمیت سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ پھر اس قسم کی ذرا سی سمیت کا اسپر کچھ اثر نہین ہوتا۔ اب اس خرگوش یا چوہے کے خون سے سیرم مایت خون لیکر بذریعہ جلدی پچکاری کسی تندرست آدمی کے جسم مین داخل کرتے ہین تو اس سے خفیف علامات طاعون پیدا ہونگے جن سے وہ جلد شفایاب ہوگا اور پھر اسی مرض طاعون مین مبتلا ہونیکا اندیشہ نرہیگا اور اگر مبتلا ہو بھی جاوے تو اس سے خفیف قسم کا طاعون ہوگا مہلک نہوگا اور اسکی تاثیر چھہ ماہ تک رہتی ہے چھہ ماہ بعد ضرورت ہو تو دوبارہ ٹیکا لگا لینا چاہیئے بہرحال اس مفصل حالت اور کیفیت لکھنے سے میرا اصل منشا اور غرض جو باعث ہین اس عریضہ ارسال کرنیکی یہ ہے کہ صائم کو اس ٹیکہ لگانے سے روزہ مین تو کوئی خلل نہین ہے یا اس سے روزہ جاتا رہتا ہے بر تقدیر ثانی چلے جانے کے قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آویگا یا نہین اس کا لحاظ رہے کہ طاعونی ٹیکہ از قسم تداوی ہے اور بائین ہاتھ کے بازو پر لگایا جاتا ہے پچکاری کی نوک جو لوہے کی ہے اور لمبی اس لکیر کے برابر ہوتی ہے ———— سبہا کی سب جسم مین داخل کردیجاتی ہے اور پھر جو دوا پچکاری مین بھری ہوتی ہے پچکاری مین زور دیکر

سے داخل جسم ہوجاتی ہے جس کا اثر تمام رگوں اور دماغ وغیرہ مین ہوتا ہے۔ یہ ایک فتوے کی نقل کا عریضہ خدمت اقدس مین ابلاغ ہے۔

الجواب۔ اس سے روزہ فاسد نہین ہوتا۔ البتہ تداوی بالنجس ہے اس لیے مختلف فیہ ہے۔ ۲۶ رمضان ۱۳۲۸ھ

سوال باشندگان جزیرہ لاپ لینڈ کہ جہان پر چھ مہینہ تک دن رہتا ہے وعلی ہذا رات روزہ کس اعتبار سے رکھین۔ اگر یون کہا جاوے کہ گھڑی سے اعتبار رکھین تو اس مین یہ شبہہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بابرکت مین گھڑی نہین تھی۔ آپ نے کیون اس جزیرہ کی بابت حکم نہین فرمایا نہ فقہ مین کہین اسکا پتہ چلتا ہے یا تمام دن کا روزہ رکھین یا نہ رکھین۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ وہان کوئی باشندہ ہی نہین اور نہ کوئی زندہ رہسکتا ہے اس لئے نہ سوال متوجہ ہے نہ جواب کی ضرورت ہے۔ ۲۵ شوال ۱۳۲۸ھ

سوال ٹیکا لگانیکے متعلق حضور کی کیا تحقیق ہے شبہہ یون ہوگیا ہے کہ چیپ تو نجس ہوتا ہے اور پھر نجس کا استعمال شرع مین جائز نہین۔

الجواب بیشک اصل مذہب مین ناجائز ہے لیکن بنا بر قول بعض علماء کہ تداوی بالحرام کی اجازت دیتے ہین اگر کوئی مبتلا ہو اسپر دار وگیر نہین فقط ۱۸ محرم ۱۳۲۶ھ

سوال کپڑا۔ اطلس جس کا کہ تار ریشم کا اور بانا (لسٹر) کا ہوتا ہے مرد کو پہننا جائز ہے یا نہین۔ لسٹر ایک قسم کا (سن) ہوتا ہے کہ جس کو صاف کرنے سے ریشم کی مانند ملائم کر لیتے ہین اور پھر اسکو استعمال کر لیتے ہین اور یہ (سن) بہاگل پور کیطرف ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ کپڑے مین بانا معتبر ہے پس اگر لسٹر کی وہی حقیقت ہے جو سائل نے لکھی ہے تو یہ کپڑا مرد کے لئے بھی جائز ہے گو تانا ریشم ہے ۵ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال۔ جرمنی سلور کو بعض علماء نے لوہا کہا ہے پانی کے نیچے کیچڑ مین دو چار روز بند کرنے سے صاف لوہا ظاہر ہونا شاہد لایا ہے۔ حضور والا کو اسکی تحقیق

کیسی ہے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں استعمال درست لکھا ہے۔ فقط

الجواب مبصرین علماء سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مرکب چیز ہے ایسے اجزا سے کہ ان میں چاندی نہیں ہے لہذا مردوں کو بھی استعمال اسکا درست ہے بجز انگشتری کے کہ حدیث میں نہی آئی ہے بجز چاندی[۵] کے مردوں کو اور بجز سونے چاندی کے عورتوں کو فقط ۔ ۸ ۔ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

حظر و اباحہ

سوال ۔ جس روپیہ یعنی چونی وغیرہ میں تصویر ہے جیسا کہ ایڈورڈ ہفتم کی تصویر ہے اسکو عورتوں کا گلے میں ڈالنا اسکو گلے یا کمر میں رکھکر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب گلے میں ڈالنا درست نہیں ۔ اور پاس رکھکر نماز پڑھنا درست ہے۔ کیونکہ اول میں ضرورت نہیں ثانی میں ضرورت ہے۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

حظر و اباحہ

سوال شاہجہانپوری چینی جسکو مورسس کی چینی وغیرہ بھی کہتے ہیں یعنی ریزہ دار جو چینی ہوتی ہے اسکو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہڈی سے صاف ہوتی ہے یا نہیں اور استعمال جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہڈی کو جلا دیتے ہیں بس وہ ظاہر ہوتی ہے اس لیئے جواز استعمال میں کچھہ شبہ نہیں ۔ ۸ ا ۔ شعبان ۱۳۲۷ھ

استہار شکر تری ولایتی

بنی ریت ہمہ مسلمانان و ہندوان واضح باشد کہ شکر تری ولایتی از چقندر و شلغم و تاڑ خرما تیار می شود و برائے مقطر یعنی صاف کردن او استخوانہائے نرگاوان و ہمہ مردار جانوران و خون نرگاوان استعمال می کنند بدیں وجہ برخلاف ہندو مسلمان یعنی ہر دو مذہب ست ایمان ہر دو مذہب را غرق میکنند نیز در رائے ڈاکٹران و حکیمان مضر صحت است و بیماری طاعون و ہیضہ پیدا میکند علاوہ ازین کرور ہا روپیہ از ہندوستان

عہ[۵] یعنی مردوں کو بجز انگشتری چاندی کے اور عورتوں کو بجز انگشتری چاندی و سونیکے دوسری معدنیات کی انگشتری کی اجازت نہیں ۱۲ منہ

اور نفع ہوا ہے اس مجموعہ کا ، تو زکوٰۃ واجب ہوگی ۔ باقی یہ کہ ہر ہر سال میں حساب نہیں
ہوسکتا ۔ سو اگر واقعی یہ حساب دشوار ہو تو تخمینہ احتیاط کے ساتھ کافی ہے اور احقر کے
خیال میں تخمینہ کے لئے سال گذشتہ کی نسبت سال آئندہ کا اعتبار اقرب ہے یعنی
آئندہ جو سال میں جب کہ گوشوارہ سے سرمایہ و نفع کی مقدار معلوم ہو تو اس مجموعہ کو اُن چڑھے
ہوئے مہینوں ماہ قمری پر تقسیم کرے جو حاصل قسمت ہو اس کو ادا کرکے زکوٰۃ گذشتہ کی تکمیل کردے
اسی طرح ہمیشہ سلسلہ جاری رکھے ۔ اس میں اتنا کرنا پڑے گا کہ زکوٰۃ ہمیشہ دو بار کرکے
ادا کرنا ہوگی اور احتیاط کے لئے کچھ زیادہ دیدے امید ہے کہ جو بھی غلطی ہو جاوے گی اور اگر کوئی
سہل اور اقرب الی التحقیق کوئی صورت نکل سکے اس کو ترجیح ہوگی ۔ ۔۔ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

سوال عمرو خود تجارت کرتا ہے اور سالانہ گوشوارہ ۳۰ جون کو جو بابت ختم سال ہے تیار
کرتا ہے اور ۳۰ جون کو ہی زکوٰۃ علیحدہ کرتا ہے ۔ سالانہ منافع مثلاً ۲۶۰۰ روپیہ یا اوسط
ایک ہزار روپیہ اور ہوا لہذا بابت فرق مہینوں کے ... زائد مثلاً کے ان کل
روپیوں پر بھی زکوٰۃ دیتا ہے ۔ کیا یہ صورت جائز ہے ۔

الجواب اس سے ادا ہو جاوے گی ۔ اگر قدر سے زیادہ دیدے تو احتیاط کی بات
ہے ۔ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

سوال ایک شخص نے چھ روپیہ بمد زکوٰۃ اپنے دوست کو دیا کہ یہ رقم اپنے ... مدرسہ
میں بھیج دو ۔ چنانچہ اس دوست نے دو روپیہ نوٹوں میں ایک لفافہ میں بند کرکے اپنے
نابالغ لڑکے کو جو بظاہر کچھ نہ کچھ سمجھدار ہے دیا کہ اس کی رجسٹری کرا دو ۔ اس لڑکے نے بھول
سے بجائے رجسٹری کرانے کے ویسے ہی خط بند کرکے ڈاک میں چھوڑ دیا اس خط کے اندر دو نوٹ
تھے جو مدرسہ میں جانے کو تھے وہ خط راستہ میں گم ہوگیا اور مدرسہ تک نہیں پہونچا
اب یہ فرمائیے کہ وہ روپیہ کس کے ذمہ پڑے گا تاکہ مدرسہ کو ادا کیا جاوے ۔ بینوا توجروا

الجواب فی الدر المختار کتاب الایداع فلو دفعها لولده الممیز الی قوله لم یضمن ...
خلاصہ ۔ بنا بر اس روایت کے اپنے سمجھدار لڑکے کو دینا تو موجب ضمان نہیں ہے ۔ لیکن
جب روپیوں کو نوٹوں سے بدلا تو اس سے یہ دوست ضامن ہوگیا ہوگا اور روپیہ اسی کے ذمہ

پڑینگے فقط ۸ ار رجب ۱۳۲۹ھ

سوال ۔ لونٹ پر زکوۃ ہے یا نہین ۔

الجواب ۔ زکوۃ ہے ۔ ۱۴ر صفر ۱۳۳۲ھ

سوال مقام کرانچی سے ایک تار آیا جس کا مضمون یہ تہا کہ عید مبارک اور یہ تار وہان سے ۹ ور تاریخ کو دیا اور چنار گڈھ دس بجے دن کو ملا لہذا اس تار پر چند لوگون نے افطار کیا اور جمیع مسلمانان نے افطار نہ کیا اُن پر کفارہ ہوگا یا نہین فقط ۔

الجواب ۔ محض اس مضمون کا تار شرعًا شبہہ پیدا نہین کرتا اس لئے ان لوگون پر کفارہ لازم ہے ۔ و نظائرہ کثیرۃ فی الفقہ ۔ البتہ اگر بعد مین دلیل شرعی سے رویت کی خبر کہین سے ثابت ہو جاوے کفارہ نہ آوے گا ۔ کما فی الدر المختار و لم یطر ء سقط ۔ فقط واللہ اعلم

۳ر شوال ۱۳۲۷ھ

کلام بر جواب سوال متعلق صوم و افطار بخبر تار اُدریں ۱۳۲۷ھ اکثر جا واقع شد

جواب سوال اول ۔ اصل طریق اثبات رویت کا شہادت علی الرویہ یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادت علی قضاء الحاکم الشرعی ہے ۔ حتی کہ شہادت علی رویۃ الغیر بھی حجۃ نہین کذا فی الدر المختار باقی استفاضہ کو جو حجت کہا ہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجت نہین کہا بلکہ علت اسکی یہ لکھی ہے ان البلدۃ لا تخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلا بد من ان یکون صومہم مبنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور الخ کذا فی رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۰ ۔ اور جہان یہ علت متحقق نہو وہان حجت بھی نہو گا اور جمعرات کے روزہ کی خبرین تو استفاضہ بھی نہین ہوا اور جمعہ کے چاند مین شنبہ کی شب اور روز تک بذریعہ تارون کے بعض کو استفاضہ کا شبہہ ہو گیا تہا مگر تار دینے والون کا بکثرت بے علم عوام اور غیر محتاط ہونا اور علماء سے رجوع نکرنا چونکہ معلوم ہے اس لئے وہ علت منتفی ہے لہذا احتجاج بھی منتفی ہے اگرچہ تار کو مثل خبر رسانی

کے بھی قرار دیا جاوے مگر خود خبر ثانی مین بھی تنبہ . یہ ہی شرط ہے تو تارمین کیون نہوگی پس اکثر جگہ ایسے تارون کی بناپر افطار کرڈالنے مین غلطی عظیم ہوئی ۔ واللہ اعلم ۱۲ شوال ۱۳۲۶ھ

سوال رویت ہلال ماہ رمضان و ماہ شوال تار برقی کی خبر معتبر ہے یا نہین اور تار کی خبر پر روزہ رکہنا یا افطار کرنا جائز ہے یا ناجائز ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب اسکے قبل بندہ نے تار کو خط یا طبل و مدفع یعنی توپ پر قیاس کرکے اس باب مین ایک تقریر[۵] لکھی تھی ۔ جسمین قبول خبر تار مین کچھہ تفصیل اور بعض شرائط کے ساتھ تقیید تھی مگر اس سال یعنی ۱۳۲۷ھ کی رویت شوال کے متعلق تارون پر عمل کرنے مین سب بے علمون اور کم علمون نے بے احتیاطیان کین اور اُنسے جو فتن و شرور پیدا ہوئے انکو دیکھکر تجربہ ہوا کہ عوام ان قیود و شرائط کو ملحوظ نہین کر سکتے و نیز اخبار متواترہ سے تحقیق ہوا کہ تار مین مختلف اقسام کی غلطی ورد ہوکر بھی زیادہ محتمل ہے بہ زادہ خط سے بھی اَدوَن ہے کہ خط مین اُسکے طرز سے کچھہ تو معرفت کاتب کی ہوتی ہے پھر بھی الخط یشبہ الخط بعض احکام مین کہا گیا ہے اور تار مین تو اسکی بھی کوئی علامت نہین اور نیز طبل و مدفع افطار سے بھی اضعف ہے کیونکہ انکی ضرب ایک جماعت حاضرین کی شرکت سے ہوتی ہے جسمین جرأت تعمد خدع کی البعد ہے تار مین یہ بھی نہین ان امور پر نظر کرکے سداً للذرائع وحسمًا للمادہ اُس تفصیل سے رجوع کرکے اب یہ حکم متعین سمجھتا ہون کہ اس باب مین تار کی خبر اصلا قابل اعتبار و لائق عمل نہین ولہذا نظائر فی فن الفقہ منہا بعدم جواز القضاء بعلمہ کما بسط القول فیہ فی الدالمختار و رد المحتار ج ۴ ص ۴۳۴ و ۵۰۰ ۔ واللہ اعلم ۳ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ

سوال متعلق حکم تار کے تہا جسکی عبارت نقل نہین کیگئی ۔

(**الجواب**) اول دو مسئلہ بطور تمہید کے لکھے جاتے ہین پھر جواب سوالات کا عرض کیا جاوے گا ۔ **اول مسئلہ** یہ ہے کہ تار دلالت وضعیہ غیر لفظیہ ہے

---

[۵] یہ تقریر اصل امداد الفتاوے مطبوعہ مجتبائی ۱۳۲۹ھ جلد اول ص ۷۲ مین چھپی ہے وہ بھی اس رسالے کے ساتھ چھپہ دیجاوے ۱۲ منہ

مشابہ خط کے ہے اور اس فرق کے لحاظ سے کہ خط مین خود علامت تمیزہ موجود ہے اور تار مین مفقود ہے۔ بہ نسبت خط کے توپ اور طبل وغیرہ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے۔ اور خط کا حکم یہ ہے کہ امور لازمہ مین باستثناء مواضع معدودہ ضرورت شدیدہ بشرط امن من التزویر مثل فرامین شاہی وغیرہا کے بدون اقرار کاتب یا قیام بینہ حجت نہین اور امور غیر لازمہ مین اگر قرائن صدق وصحت کے مجتمع ہون جس سے نسبتہا الی الکاتب مظنون ہو جاوے حجت ہے ورنہ نہین۔ اور توپ وغیرہ کا حکم بھی ایسے امور مین یہی ہے کہ ظن صحت مین معتبر ہے ورنہ نہین۔ پس خبر ہلال افطار مین کہ ہمارے دیار مین بوجہ والی مسلم نہونے کے محض اخبار پر بلا اشتراط شہادت اسکا مدار ہونے مین مثل اخبار ہلال صوم کے امور ملزمہ سے ہے اگر فقدان علامت تار وہ شدہ دتوسط غیر مسلم کسی شخص کے اعتبار سے مانع غلبہ ظن ہو اسکو مطلقاً عمل جائز نہین اور جسکے اعتبار سے مانع نہو مثل نقل کے صحیح مین اخبار کثیرہ متواترہ اور غیرہ مین اخبار عدلین پر عمل جائز ہے۔ اور چونکہ کلام ہلال عیدین سے ہے اس لئے خبر واحد پر کسیطرح عمل جائز نہین (ثم ساق الدلائل علی ہذہ الدعاوی)

امداد الفتاوے تتمہ اولیٰ جلد اول صفحہ ۱۶۲

دوسرا مسئلہ یہ ہے طریق اثبات رویت کا شہادۃ علی الرویۃ یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادۃ علی قضاء الحاکم الشرعی ہے حتی کہ شہادۃ علی رویۃ الغیر بھی حجۃ نہین کذا فی الدر المختار ورد المختار۔ باقی استفاضہ کو جو حجت لکھا ہے تو خود اسکو فی ذاتہ حجۃ نہین کہا بلکہ علت اسکی یہ لکھی ہے لان البلدۃ لا تخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلابد من ان یکون صومہم بنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور الخ کذا فی رد المحتار جلد دوم صفحہ ۱۵۰۔ اور جہان یہ علت متحقق نہو وہان حجت بھی نہوگا۔ بعد اس تمہید کے اب سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

نمبر ۱۔ اس ایک یا متعدد تار کا مضمون دیکھنا چاہئے کہ کیا ہے اگر یہ ہے کہ یہان

ع۔ یہ مسئلہ اس سے اوپر متصل منقول ہے۔

چاند ہوا ہے یا فلان شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیون نے دیکھا ہے اور اکثر تارون کا ایسا ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہیں اگرچہ کتنے ہی تار ہون اور اگر یہ مضمون ہے کہ مین نے دیکھا ہے یا فلان شخص نے میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا یہان کے فلان حاکم شرعی یا عالم و مفتی نے قبول کرلیا ہے یا یہان عید ہے تو اسکا یہ حکم ہے کہ اگر ایک تار ہے تو عمل جائز نہیں کیونکہ کلام ہلال عیدین مین ہے اور اگر دو تین تار بادل کیحالت مین آئے مگر تار دینے والے معتبر نہین یا شناسا نہین تب بھی عمل جائز نہین اور اگر بادل کیحالت مین دو تین معتبر لوگون کے آئے یا بدون بادل آٹھہ دس آگئے اور مضمون وہ ہے جو آخر مین لکھا ہے کہ مین نے دیکھا ہے الخ تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس مین کذب اور خطا نہین ہوئی تو عمل جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہین اور جہان کہین کوئی عالم محقق ہو وہان عوام کے دل کی گواہی معتبر نہین عالم کے دل کی گواہی اور انکا فتوی حجت ہے اور عوام کو خود رائی کرنا یا فتوے کے خلاف کرنا جائز نہین اور ایک جگہ کے تار کی خبر جو دوسری جگہ بذریعہ تار دیجاتی ہے چونکہ اس کا مضمون ویسا نہین ہوتا جس کا معتبر ہونا اوپر بیان کیا ہے اس لئے وہ بھی معتبر نہین ہے اور یہی تفصیل صورتونکی اور احکام کی خط مین بھی ہے۔ عبارت سابقہ متضمنہ حکم تار مین ہر جگہ بجائے لفظ "تار" لفظ خط رکھدیا جاوے تو خط کے سب احکام کی تعیین ہوجاوے گی۔

نمبر ۲ ۔ جو طرق خبر کے حجت ہونیکے نمبر ا مین مذکور ہوئے ہین چونکہ ان ممالک کے تارون کے آنے یا نکلنے مین انکی رعایت نہین کیجاتی لہذا وہ حجت نہین البتہ اگر قواعد شرعیہ کی پوری رعایت ہو تو واقعہ جزئیہ کو عین وقت پر کسی عالم سے رجوع کرکے حکم شرعی پوچھ لیا جاوے اور صرف اختلاف مطالع حنفیہ کے نزدیک مانع قبول نہین۔

نمبر ۳ ۔ چونکہ معاملات و دیانات مین فرق ہے اسیطرح شہادۃ و اخبار مین بھی فرق ہے اس لئے معاملات مین عدم اعتبار شہادت مطلقاً مستلزم نہین۔ دیانات مین عدم اعتبار مطلقاً کو بلکہ اسمین تفصیل ہوگی جو نمبر ا مین مذکور ہوئی۔

نمبر ۴ ۔ جسطرح تار کے مضمون مین تفصیل ہے اسیطرح خط کے مضمون مین بھی ہے

۲ اور اگر دو تین مقامات سے خبر آوے تب بھی اول جائز نہیں

جو نمبر ۱ مین بسط کے ساتھہ مذکور ہو چکی ہے فقط واللہ اعلم ۸ رشعبان ۱۳۲۹ھ

سوال چند جراثیم طاعونی کو بکری یا بہیڑ کی یخنی یا دودہ وغیرہ سیال شئے مین ڈالدیتے ہین جہان وہ اپنی نسلین بڑہا لیتے ہین پھر اس سیال سے ایک ایسا عرق تیار کرتے ہین جسمین جرم طاعون کی خفیف زہریلی تاثیر موجود ہوتی ہے اب اس مادہ مذکور مین سے ذرا سا لیکر بذریعہ جلدی پچکاری ایک خرگوش یا چوہے وغیرہ کے جسم مین داخل کر دیتے ہین جس سے اس چوہے یا خرگوش مین علامات مرض طاعون ظاہر ہو جاتے ہین اور جب اُسکو افاقہ ہو جاتا ہے تو پھر اور تھوڑا سا مادہ مذکور اُسکے جسم مین داخل کرتے ہین اس دفعہ علامات طاعون بہ نسبت اول کے خفیف ہوتے ہین اسیطرح مادہ مذکور کو چند بار داخل جسم کرنے سے اس خرگوش یا چوہے کی ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ پھر تہوڑی مقدار مادہ مذکور سے اسمین علامات طاعون پیدا ہی نہین ہوتے کیونکہ اُسکا خون مادہ مذکور کی سمیت سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ پھر اِس قسم کی ذرا سی سمیت کا اُسپر کچھہ اثر نہین ہوتا اب اس خرگوش یا چوہے کے خون سے سیرم مائیت خون لیکر بذریعہ جلدی پچکاری کسی تندرست آدمی کے جسم مین داخل کرتے ہین تو اس سے خفیف علامات طاعون پیدا ہونگے جن سے وہ جلد شفایاب ہوگا اور پھر اسکی مرض طاعون مین مبتلا ہونیکا اندیشہ نرہیگا اور اگر مبتلا ہو بھی جاوے تو اس سے خفیف قسم کا طاعون ہوگا مہلک نہوگا اور اسکی تاثیر چھہ ماہ تک رہتی ہے چھہ ماہ بعد ضرورت ہو تو دوبارہ ٹیکا لگا لینا چاہیے بہرحال اس مفصل حالت اور کیفیت لکھنے سے میرا اصل منشا اور غرض جو باعث ہین اس عریضہ ارسال کرنیکی یہ ہے کہ صائم کو اس ٹیکہ لگانے سے روزہ مین تو کوئی خلل نہین ہے یا اس سے روزہ جاتا رہتا ہے بر تقدیر ثانی جانیکے قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آویگا یا نہین اس کا لحاظ رہے کہ طاعونی ٹیکہ از قسم تداوی ہے اور بائین ہاتھ کے اوپر لگایا جاتا ہے پچکاری کی نوک جو لوہے کی ہے اور لمبی اس لکیر ——————— کے برابر ہوتی ہے سب کی سب جسم مین داخل کر دیجاتی ہے اور پھر جو دوا پچکاری مین بھری ہوتی ہے پچکاری مین زور دینے

سے داخل جسم ہو جاتی ہے جس کا اثر تمام رگ مین اور دماغ وغیرہ مین ہوتا ہے۔ یہ ایک فتوے کی تسہیل کا عریضہ خدمت اقدس مین ابلاغ ہے۔

الجواب۔ اس سے روزہ فاسد نہین ہوتا۔ البتہ تداوی بالنجس ہے اس لیے مختلف فیہ ہے۔ ۲۶ رمضان ۱۳۲۸ھ

سوال باشندگان جزیرہ لاپ لینڈ کہ جہان پر چھ چھ مہینہ تک دن رہتا ہے وعلی ہذا رات روزہ کس اعتبار سے رکھین۔ اگر یون کہا جاوے کہ گھڑی سے اعتبار رکھین تو اس مین یہ شبہہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بابرکت مین گھڑی نہین تھی۔ آپ نے کیون اس جزیرہ کی بابت حکم نہین فرمایا نہ فقہ مین کہین اسکا پتہ چلتا ہے یا تمام دن کا روزہ رکھین یا نہ رکھین۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ وہان کوئی باشندہ ہی نہین اور نہ کوئی زندہ رہ سکتا ہے اس لیے نہ سوال متوجہ ہے نہ جواب کی ضرورت ہے۔ ۲۵ شوال ۱۳۲۸ھ

سوال ٹیکا لگانے کے متعلق حضور کی کیا تحقیق ہے شبہہ یون ہو گیا ہے کہ چیپ تو نجس ہوتا ہے اور پھر نجس کا استعمال شرع مین جائز نہین۔

الجواب بیشک اصل مذہب مین ناجائز ہے لیکن بنا بر قول بعض علماء کہ تداوی بالحرام کی اجازت دیتے ہین اگر کوئی مبتلا ہو اسپر دار و گیر نہین فقط ۱۸ محرم ۱۳۲۹ھ

سوال کپڑا۔ اطلس جس کا کہ تانا ریشم کا اور بانا (لسر) کا ہوتا ہے مرد کو پہننا جائز ہے یا نہین۔ لسر ایک قسم کا (سن) ہوتا ہے کہ جس کو صاف کرنے سے ریشم کی مانند ملائم کر لیتے ہین اور پھر اسکو استعمال کر لیتے ہین اور یہ (سن) بھاگلپور کی طرف ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ کپڑے مین بانا معتبر ہے پس اگر لسر کی وہی حقیقت ہے جو سائل نے لکھی ہے تو یہ کپڑا مرد کے لیے بھی جائز ہے گو تانا ریشم ہے ۵ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ

سوال۔ جرمنی سلور کو بعض علماء نے لوہا کہا ہے پانی کے تیز تیزاب مین دو چار روز تک دفن کرنے سے صاف لوہا ظاہر ہونا شاہد لایا ہے۔ حضور والا کو اسکی تحقیق

کیسی ہے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح مین استعمال درست لکہا ہے۔ فقط

الجواب مبصرین علادن سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مرکب چیز ہے ایسے اجزا سے کہ ان مین چاندی نہین ہے لہذا مردون کو بھی استعمال اسکا درست ہے بجز انگشتری کے کہ حدیث مین نہی آئی ہے بجز چاندی کے مردون کو اور بجز سونے چاندی کے عورتون کو فقط۔ ۸۔ ربیع الاول ۱۳۲۷؁ھ

حظر و اباحت

سوال - جس روپیہ اٹہنی چونی وغیرہ مین تصویر ہے جیسا کہ ایڈورڈ ہفتم کی تصویر ہے اسکو عورتون کو گلے مین ڈالنا اسکو گلے یا کمر مین رکھکر نماز پڑہنا درست ہے یا نہین۔

الجواب گلے مین ڈالنا درست نہین۔ اور پاس رکھکر نماز پڑہنا درست ہے۔ کیونکہ اول مین ضرورت نہین ثانی مین ضرورت ہے۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۲۷؁ھ

حظر و اباحت

سوال شاہجہانپوری چینی جسکو مورسس کی چینی وغیرہ بھی کہتے ہین یعنی ریزہ دار جو چینی ہوتی ہے اسکو بعض لوگ کہتے ہین کہ ہڈی سے صاف ہوتی ہے یا نہین اور استعمال جائز ہے یا نہین۔

الجواب تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہڈی کو جلا دیتے ہین بس وہ طاہر ہوتی ہے اس لئے جواز استعمال مین کچہہ شبہ نہین۔ ۸ شعبان ۱۳۲۷؁ھ

اشتہار شکر تری ولایتی

بخدمت ہمہ مسلمانان و ہندوان واضح باشد کہ شکر تری ولایتی از چقندر و شلغم و تاڑ خرما تیار می شود و برائے مقطر یعنی صاف کردن او استخوانہائے نرگاوان و ہمہ مردار جانوران و خون نرگاوان استعمال می کنند بدین وجہ برخلاف ہندو و مسلمان یعنی ہر دو مذہب ست ایمان و دہرم را غرق میکنند نیز در رائے ڈاکٹران و حکیمان مضر صحت است و بیماری طاعون و ہیضہ پیدا میکند علاوہ ازین کرور ہا روپیہ از ہندوستان

ف یعنی مردون کو بجز انگشتری چاندی کے اور عورتون کو بجز انگشتری چاندی و سونے کی دوسری معدنیات کی انگشتری کی اجازت نہین ۱۲ منہ

پنجاب - کشمیر و دیگر ممالک هیروند مردمان مغلس شبہ لہذا التماس ست کہ حمایہ صاحبان اہل اسلام دہندہ دان این ناپاک شکر تری را مطلقا ترک کنند کہ برای مسلمانان و ہندوان (یعنی ہر دو مذہب) واقع حرام ست اگر سلامتی ایمان و دہرم بکار ست شکر تری کہ بخورند و ولایتی ترک کنند - المشتہر خواجہ ماک محمد حسین سوداگر کشمیر

سوال متعلق اشتہار مذکور) دانہ دار شکر جسکی کیفیت ترکیب صفائی اشتہار ہذا میں بیان کی ہی آیا عند الشرع طاہر حلال ہی یا نجس حرام مہربانی فرماکر جواب مفصل بیان فرمائے - المرسل محمد عبد الرحمن از گولڑہ ضلع راولپنڈی -

تحقیق شکر ولایتی

(الجواب) جہانتک تحقیق ہوا ہڈی تو جلا کر استعمال کیجاتی ہی اور جلکر ہڈی پاک ہوجاتی ہی خواہ کسی جانور کی ہو البتہ بیلوں کا خون کہ دم مسفوح ہے بنص قطعی نجس ہی اور جس چیز میں ملیگا اسکو نجس کردیگا گو کسی تدبیر سے پھر وہ متقطر اور خارج کرلیا جاوے لیکن شکر کے اجزاء تو اوس سے نجس ہوچکے ہیں اور بحالہا باقی ہیں جیسے آٹا شراب میں گوندہ کر روٹی پکائی جاوے گو شراب آگ میں اڑجاتی ہے لیکن اجزاے دقیقہ کہ نجس ہوگیے تھے باقی ہیں اسلیے روٹی اوسکی نجس ہوگی کما صرحوا بہ فی الکتب الفقہیۃ واللہ اعلم - مگر یہ جواب بر تقدیر ثبوت اس امر کے ہی ورنہ نہیں

۲۴ جمادی الاخری ۱۳۲۴ھ

گھنٹہ در مسجد لگانا

(سوال) مساجد میں گھنٹہ دار گھڑی لگانا جیسا عموماً رواج ہوتا جاتا ہی بوجہ عدم نقل از سلف و فی الجملہ مشابہت آواز جرس کچھ کارہ تو نہیں -

الجواب خلاف اولی کہنے کی تو گنجایش ہی لیکن ناجائز نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ وہ جرس ممنوع نہیں بلکہ آلہ مفیدہ معرفت وقت کا ہی فقہا نے خود طبل سحر کی اجازت لکھی ہے اور مسجد میں ہونا اسلیے مصلحت ہی کہ وہاں اوقات معرفت نماز کی زیادہ حاجت ہی -

---

ف بعد میں احقر کو تحقیق سے ثابت ہوا کہ جس شکر میں خون کی آمیزش ہے وہ ہندوستان میں نہیں آتی ۱۲ منہ

تحقیق متعلق جرمانہ زنا

مین نے وعدہ کیا تھا کہ مقدمہ زنا مین جو جرمانہ شوہر مزنیہ کو دلایا جاتا ہے اسکا حکم تحقیق کرکے اطلاع دونگا سو وہ مرقوم ہے وہ یہ کہ اصل مین تو یہ رقم جائز نہ تھی چنانچہ حدیث افتداء الابن بمائۃ شاۃ مین حکم رد اس کی دلیل صریح ہی مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ جرمانہ اول عدالت کے قبضہ مین پہونچتا ہے پھر عدالت سے اس شخص کو ملتا ہے سو اگر ایسی طرح ہوتا ہو تو حسب قاعدہ مالہم مباح ثم فیباح برضاہم وقاعدہ یملکون بالاستیلاء اس شوہر کے لئے حلال ہی ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ

(سوال) گورنمنٹ اگر مسجد کے لئے کوئی زمین بالکل دیدے اور اوسکو واپس نہ لے اور اوسپر لوگ نماز پڑھنے لگین تو آیا یہ وقف گورنمنٹ کا مسجد کے لئے درست ہوگا اور ان زمین پر مسجد کا حکم شرعاً جاری ہوگا یا نہ۔ ظاہری آیۃ تو اسکے منافی ہی اسلئے کہ ارشاد باریتعالے عزاسمہ ہی کہ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر۔ الخ

(الجواب) وقف علی المسجد حکم مین وصیت مسجد کے ہے اور اگر غیر مسلم مسجد کے لئے وصیت کرے تو اسکا حکم یہ ہی کہ اگر وہ اسکو قربت سمجھے تو صحیح ہے ورنہ نہین پس اگر گورنمنٹ کے اعتقاد مین یہ قربت ہو تب تو ظاہر ہی ہی کہ صحیح ہے اور اگر اوسکا یہ اعتقاد نہو تو اوسکی توجیہہ یہ ہی کہ یہ زمین جو گورنمنٹ دیتی ہے وہ حقیقت مین رعایا کی ہوتی ہے اور میونسپلٹی کے مشورہ سے دیتی ہی اور ممبران میونسپلٹی وکیل ہوتے مین رعایا کے اور ہرچند کہ ہر شخص رعایا مین سے انکی توکیل پر اپنی رضامندی ظاہر نہین کرتا مگر اہل حل وعقد کی رضا تمام قوم کی رضا ہے اور رعایا مین یا ہندو ہین یا مسلمان اور اکثر ہندو بھی ایسے مصارف کو قربت اعتقاد کرتے ہین لہذا یہ وقف جائز ہے اور مسجد جو اوس سرزمین مین بنائی مسجد ہے اور آیۃ کا مطلب دوسرہ پہ ہندہ کی تفسیر مین مذکور ہی ۹ جمادی الاخری ۱۳۲۸ھ

(سوال) اگر گیس کا چولھا استعمال کیا جاوے تو کوئی حرج تو نہین ہی۔ کھانا مٹی کے تیل سے پکتا ہے۔ انگریزی اسپرٹ جو ایک قسم کی شراب ہی اوسے گرم کرنے کے لئے استعمال

ہوتا ہے اسکی بالکل علیحدہ جگہ ہے کھانا رکھنے سے پہلے اسپرٹ بالکل جلجاتا ہی چولھا میرے پاس ہے اگر ناجائز ہو تو بالکل ترک کردون۔

الجواب - اسمین اختلاف ہی ضرورت مین گنجایش ہے ۱۶ شوال ۱۳۳۲ھ

(سوال) جو لوگ حاکم کے ٹکسال گھر اور کارخانہ مین پیسہ اور روپیہ اشرفی وغیرہ ڈھالتے ہین اور چونکہ اوسمین تصویر ہوتی ہے کیا اونکو بھی مصور کہینگے اور اس تصویر بنانیکا اونکو گناہ عند اللہ ہوگا یا نہین۔

(الجواب) تصویر بنانے کی نوکری کرنا اونکو جائز نہین ۵ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ

(سوال) چربی کی تجارت کا دستور ہی اور اوسمین مرے ہوے حلال جانور کی بھی چربی اور ذبح کئے ہوے جانوروں کی بھی چربی ملا کر خرید و فروخت کی جاتی ہے یہ خرید و فروخت جائز ہے یا نہین اور فقط مرے ہوئے حلال جانور کی تجارت کا کیا حکم ہے جائز ہی یا حرام۔

(الجواب) مخلوط کا خریدنا اور اوس سے انتفاع غیر اکل مین جائز ہے جبکہ خالص حلال کی قیمت ہو لیکن بیچنا جائز نہین اور صرف مرے ہوئے حلال جانور کی چربی کی بیع اور اس سے انتفاع ہر قسم کا حرام ہی اور اگر حلال جانور کی چربی بدون قصد خلط بالنجس کے اتفاقا نجس ہو جاوے تو اسکی بیع بھی جائز ہے اور انتفاع بھی غیر اکل مین۔ فی الدر المختار و شعر الخنزیر الی قولہ حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورۃ وکرہ البیع فلا یطیب ثمنہ وفیہ ویجوز بیع الدہن المتنجس والانتفاع بہ فی غیر الاکل بخلاف الودک فی رد المحتار ای دہن المیتۃ الخ ج ۵ ص ۱۷۵ و ۱۷۶ - ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ

(سوال) ولایتی رنگ جو بالعموم عورتون کے کپڑا رنگنے کے کام مین آتا ہی اسکی نسبت محقق طور پر کوئی شہادت اس بات کی معلوم نہین کہ اوسکے اندر کوئی نجس شی کی آمیزش ہے البتہ فتاوی رشیدیہ سے پتہ چلتا ہے کہ بوجہ اختلاط شراب کے ناجائز ہے اگر کپڑا رنگنے کے بعد دھو ڈالا جاوے تو پھر سارے کا سارا رنگ ہی نکلجاوے اسکی نسبت حضرت کا کیا ارشاد ہے اور کوئی صورت جواز کی بھی ہی یا نہین۔

(الجواب) بجز اشربہ اربعہ مذکور فی کتب الفقہ کے دوسرے اشربہ شیخین کے نزدیک نجس نہیں اور تجربہ میں جن اشربہ کا اسپرٹ محتمل ہے وہ غالباً ان اربعہ کا غیر ہے لہذا شیخین کے نزدیک گنجایش ہے اور اگر اسپرٹ کا اختلاط ہی خود مشکوک ہو تو شرع میں شک کا اعتبار نہیں فقط ۲۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۳ھ

سوال فقہانے اشیاء نجس کو بہت جگہ استہلاک کی وجہ سے طاہر سمجھا ہے جیسے صابون اور کھگل میں اگر بھوسہ سڑ گیا ہو اور گوبر جیسی کہ درمختار میں تو یہانتک لکھدیا ہے کہ پانی اور مٹی میں جو جو چیز طاہر ہوگی مرکب اسی کے تابع ہوگا اگرچہ صاحب فتح نے اسکے خلاف کو ترجیح دی ہے لیکن بہر حال مسئلہ قابل گنجایش ہے پس آجکل کہ ولایتی رنگون میں کہ علی الاغلب اسپرٹ شامل ہوتا ہے اگر گنجایش نکالیجاوے تو کیا ہے۔ گوبری سے بڑھکر اسکی حالت نہیں اور عموم بلوی اسکو مقتضی ہے کہ ولایتی کپڑے جسقدر آتے ہیں سب انہی رنگون میں رنگے ہوتے ہیں سب کا پرہیز کرکے استعمال کرنا علی الخصوص جاڑے کی کچی چھینٹو نکا استعمال مشکل ہے خصوصاً امام صاحب رح کے مذہب پر گنجایش بھی ہے کیونکہ اسپرٹ خمر عنبی سے نہیں بنائی جاتی ہے اور امام محمد رح کا مذہب اگرچہ مفتی بہ ہے لیکن اسوجہ سے اسپر فتوی دیا گیا ہے کہ لوگ پرہیز کریں اس لئے شربا تو یہ صحیح ہے اور استعمالاً محل بحث ہے احادیث سے بھی حرمت ثابت ہے نہ کہ نجاست باقی عموم بلوی کی یہ حالت ہے کہ پرہیز مشکل ہے حتی کہ چمڑہ جو جلدوں میں لگایا جاتا ہے کہ قران مجید تک اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

الجواب - فقہا کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت مطہر ہے لیکن انقلاب وصف مطہر نہیں (رد المحتار ج ص ۳۲۵ سو اسکو انقلاب حقیقت مشکل معلوم ہوتا ہے بل هو کالدبس لانہ عصیر جمد بالطبخ رد المحتار ص مذکور اور اوسکے صفحہ ۳۲۵ میں ہے والمتقطر من دردی الخمر وهو المسمی بالعرقی فی ولایة الروم نجس حرام کسائر اصناف الخمر ۱ھ پس اسپرٹ کا حال تو اس سے معلوم ہوا اب رہا مرکب سو درمختار کے اس جزئیہ میں تو بہت کلام ہے اور صحیح نجاست ہی ہے رہی ضرورت سو موجب ہے کہ تحرز نہو سکے اور یہ مفقود ہے رد المحتار ص ۳۲۴ میں ہے

لو اصابہ بلا قصد الخ یا کوئی ضروری شے بدون اسکے نہ بن سکے رد المحتار ص۱۹۶ ج۳ مین ہے بخلاف السرقین اذا جعل فی الطین التطین لا یجنس لان فیہ ضرورۃ لانہ لا یتہیأ الا بہ حلیہ البتہ یہ بات کہ یہ اشربہ منہیہ سے نہین بنتی محل گنجایش ہی۔ اگر ثابت ہو جاوے تحقیق کیا جاوے۔ یکم ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

سوال متعلق جواب مذکور

اسپرٹ کی نسبت ڈاکٹرون اور ڈاکٹری کتابون سے جہانتک تحقیق ہوا ہی ہی کہ گڑیا جو کی شراب سے بنائی جاتی ہی نیز اسمین عموم بلوی گوبری سے بدرجہا زائد ہی ادنی امر یہ ہی کہ ہر تعلیم یافتہ کی جیب مین کچھ نہ کچھ کاغذ و خطوط ہوتے ہین جو عموماً انگریزی روشنائی سے لکھی ہوتے ہین اور ڈاکخانہ شہر کا نام لکھتا ہی وہ تو عموماً انگریزی روشنائی ہوتی ہے بلکہ دیسی روشنائی بھی ولایتی کا جل سے تیار کیجاتی ہے جسکا حال مثل دیگر رنگون کے ہے کتابین جو پریس مین چھپی ہین اب عموماً ولایتی روشنائی سے چھاپی جاتی ہین اور اب جہانتک علم ہے کوئی مطبع والا دیسی روشنائی سے کتاب نہین چھاپتا ان تمام سے احتیاط نہایت ہی دشوار ہے یون تو گوبری سے بھی احتیاط ممکن ہے مکان مین پختہ پلاستر یا کچا کرا کے اسکی طرف برابر توجہ رکھنا ممکن ہے گوبری کا فائدہ صرف یہ ہی کہ کہگل کے بعد شقاق کو روکتی ہی ممکن ہے کہ اس شقاق مین مٹی بھر دی جاوے اسکی نسبت در مختار مین ہی کا نہ لا یتہیأ الا بہ اور ظاہر ہے کہ آجکل رنگ بغیر ولایتی پڑیہ کے متعسر ہین غرض کہ ابتلا اسمین گوبری سے بدرجہا زائد ہے اور ضرورت اس سے کسی طرح کم نہین نجس بھوسہ کی نسبت فقہا نے تصریح کردی ہے کہ جب مٹر کہگل مین ملجاوے تو انقلاب حقیقت سمجھا جاویگا اس سے بھی اس کی حالت کم نہین ہے اسپر اگر نظر کی جاوے ممکن ہے غرضکہ ہر صورت مین اسکی نسبت آسانی معلوم ہوتی ہے :-

الجواب۔ انقلاب حقیقت تو ابتک میرے جی کو نہین لگا البتہ ضرورت و عموم بلوی واقعی معلوم ہوتا ہی اور اشربہ منہیہ سے نہ بننے کا ئل گنجایش ہوتا۔ یہ پہلے بھی

طہارت — تتمۂ متعلق سوال و جواب ۱۱۱

عرض کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ بسواری ریل کھڑے ہوکر یا بیٹھکر نماز ادا کرنا چاہیے اگر کھڑے نماز ادا کیجاتی ہے تو جہت ریل کی سر پر لگتی ہے۔ دوم یہ کہ جو تختہ جانب پورب ہی اور جانب پچھم کے تخت کے درمیان میں فاصلہ اسقدر ہے اور درمیان میں جگہ بھی خالی ہی کہ اندیشہ گرنیکا ہی سوم یہ کہ بحالت قیام ریل نماز اُتر کر ادا کریں یہ خیال ہی کہ ریل روانہ ہوجائیگی اور مال کا بھی نقصان ہوگا اور خود بھی رہجاویگی تو ان حالات مذکورہ میں کسطرح پر نماز ادا کرے

الجواب۔ نماز ادا کرنے کے لئے ریل سے اترنے کی کوئی حاجت نہین ہی اگر ریل مثل سریر موضوع علی الارض کے ہی تو ظاہر ہے اور یہی تحقیق بھی معلوم ہوتا ہی وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جاز لو واقفة لتعلیلهم انها کالسریر درمختار قوله لو واقفة کذا قیده فی شرح المنیه ولم اره لغیره یعنی اذا کانت العجلة علی الارض لم یکن شئ منها علی الدابة وانما لها حبل مثلا تجرها الدابة تصح الصلوة علیها لانها حینئذ کالسریر الموضوع علی الارض ومقتضی هذا التعلیل انها لو کانت سائرة فی هذا الحالة لا تصح الصلوة علیها بلا عذر وفیه تامل لان جرها بالحبل وهی علی الارض لا تخرج به عن کونها علی الارض لعیده عبا والتاتارخانیه عن المحیط وهی لو صلی علی العجلة ان کان طرفها علی الدابة وهی تسیر تجوز فی حالة العذر لا فی غیرها وان لم یکن طرفها علی الدابة جازت وهو المنزلة الصلوة علی السریر اه فقوله وان لم یکن لها یفید ما قلنا لانه راجع الی اصل المسئلة وقد قیده بقوله وهی تسیر ولو کان الجواز مقید العدم السیر یفیده فقال شامی ج ۱ صـ۴۷۱ اور اگر مثل عجلہ محمولہ علی الدابہ کے بھی مانی جاوے تب بھی بوجہ عذر کے اترنے کی کوئی ضرورت نہین اور عذر یہی ہے کہ چلتی ریل مین اتر نہین سکتا کھڑی ریل مین ریل کے چلدینے یا مال کے تلف ہونے کا اندیشہ ہی واما الصلوة علی العجلة ان کانت طرف العجلة علی الدابة وهی تسیر او لا تسیر فهی صلوة علی الدابة فتجوز فی حالة العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرها ومن العذر

اس عبارت سے ریل میں جواز تیمم بھی ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ

المطر وطين ليغيب فيه الوجه وذهاب الرفقاء ودابته لا تركب الا بعناء او بمعين در مختار رده
المذكور فى التيمم بان يخاف على ماله او نفسه او يخاف من فاسق شامی ج اصفحہ ۱۷۴ اگر
یہ بھی امید ہو کہ نماز کے وقت رہتے ریل ٹھہر جاوے اتر کر پڑہنا ممکن ہے تب بھی ریل میں بہرحال پڑہنا
جائز ہوگا کیونکہ عذر وقت شروع نماز کے معتبر ہے اگرچہ آخر وقت میں زوال اوسکا
متوقع ہو تنبیہ لا یبقی شیٔ ولم ارمن ذکره وہو ان المسافر اذا عجز عن النزول لعذر
من الاعذار وکان علی رجاء ال الغه قبل خروج الوقت کالمسافر مع رکب الحاج
الشریف بل له ان یصلی الثاء مثلا علی الدابة او المحمل فی اول الوقت اذا خاف من النزول
ام یوخر الی وقت نزول الحاج فی نصف اللیل لاجل الصلوٰة والذی یظهر لی الاول لان المصلی
انما یکلف بالارکان والشروط عند ارادة الصلوٰة والشروع فیها ولیس لذلک وقت
خاص ولذا جاز له الصلوٰة بالتیمم اول الوقت افضل ان کان یرجو وجود الماء قبل خروجه
وعللوا بانه قد ادٰها بحسب قدرة الوجود عند انعقاد سببها وہو ما اتصل بها الاداء
وسیاتی تمام ذلک شامی ج اصفحہ ۴۷۱ البتہ ایسی صورتوں میں انتظار آخر وقت تک مستحب ہوگا
ومندوب الراجیہ رجاء قویا آخر الوقت المستحب ولم یوخر وصلی جاز ان کان بینه وبین الماء
میل والا لا در مختار مع الشامی صفحہ ۱۶۹ پس ہرگاہ معلوم ہوا کہ اترنے کی کچھ حاجت نہیں
تو اگر قیام پر قدرت نہ ہو تو بیٹھکر پڑہنا درست ہے خواہ کسی کل سے بیٹھے او وصل لقیام المال
شلل بدنی قاعدا کیف شاء علی المذهب در مختار صفحہ ۵۱۰ صلی الفرض فی فلک جاد
قاعدا بلا عذر صح لغلبة العذر واساء وقالا لا یصح الا بعذر وہو الاظہر برہان در مختار
صفحہ ۵۱۲ اور اگر رکوع وسجود بوجہ شرقی وغربی ہونے تختوں کے متعذر ہوں تو اشارہ
سر سے ان دونوں کو ادا کرے اور سجدہ کو رکوع سے ذرا پست کرے وان تعذرا او ما
قاعدا ویجعل سجوده اخفض من رکوعه در مختار صفحہ ۵۰۹ واللہ اعلم ۲۳ شوال ۱۳۲۰ھ

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریل میں بھی انتظار پانی کا آخر وقت مستحب تک بہتر
ہے ضروری نہیں ۱۲ منہ

(سوال) دورہ کی صورت یہ ہی کہ پانسو چھ سو کوس کے علاقہ مین گشت کرنیکی نیت سے سفر کیا جاویگا لیکن منزل عموماً چھ سات کوس پوربی یعنی ۱۴ یا پندرہ میل پر ہوا کریگی اور بعض مقامات پر دو تین روز قیام بھی ہوگا تمام سفر مسلسل طے کیا جاویگا یعنی گوالیار بعد اتمام گشت واپسی ہوگی کوچ و مقام سب تجویز ہو گیا ہی ایسی صورت مین نماز قصر پڑہی جاویگی یا پوری فقط

(الجواب) نماز قصر ہوگی فقط ۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

(سوال) رمضان شریف مین کوچ کے دن کوچ شب کو ہوگا تراویح کیونکر پڑہین آیا نوافل کی طرح سواری پر پڑہ سکتے ہین سواری ہاتھی کی ہوگی۔

الجواب۔ پڑہ سکتے ہین فی رد المحتار بخلاف سنۃ التراویح لانہا دونہا فی التاکد فیصح قاعدا وان خالف المتوارث وعمل السلف کما فی البحر قلت ہو انما دلت المخالفۃ الکراہۃ وتجبر بالعذر فی الدر المختار فہی صلوٰۃ علی الدابۃ فیجوز فی حالۃ العذر الی قولہ وذہاب الرفقاء۔ ۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

(سوال) اور اگر کوچ آٹھ نو بجے رات کو شروع کرین تو تراویح تعداد مین کم پڑہ سکتے ہین یا نہین اور کہانتک کمی ہو سکتی ہی۔

(الجواب) جب سواری پر جائز ہے پھر کم کرنے کی ضرورت نہین جسقدر کوچ سے پہلے پڑہ سکین اوسکا بقیہ سواری پر پڑہ لین۔ فقط ۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

(سوال) اگر کسی جگہ مسلمان جماعت کثیر ہو جاوین یا آٹھ دس آدمی تک ہون جمعہ کی نماز حالت سفر مین پڑہ سکتے ہین یا نہین۔

(الجواب) جمعہ کے لئے کم از کم چار آدمی شرط ہین اس سے کم مین جمعہ صحیح نہین اور چار اور زائد سے جائز ہے بشرطیکہ وہ جگہ قابل اقامت جمعہ کے ہو جیسا کہ آگے آتا ہی عہ ایسی جگہ گو مسافر پر جمعہ فرض نہین لیکن پڑہ لے تو صحیح ہی فقط ۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

قصر در حالت دورہ ملک

جواز تراویح بر سواری در حالت عذر

عدم تخفیف عدد رکعات تراویح

اشتراط عدد مصلیان در صلوٰۃ جمعہ

عہ یعنی سوال آیندہ کے جواب مین ۱۲ منہ

(سوال) کوٹھی رزیڈنسی شہر سے علیحدہ ہے اور جامع مسجد ایک میل سے تین میل کے فاصلہ تک ہی اس فاصلہ کے طرز مین کوٹھی سے بغیر تعطیل باہر نکلنے کی اجازت بھی نہین ایسی حالت مین کوٹھی کے احاطہ مین یا کسی مکان مین جمعہ پڑھا جا سکتا ہے کیونکہ کمپ کی آبادی توابع شہر مین ہے گانون تو کہا نہین جا سکتا نماز جمعہ تو غالبًا فرض ہوگی بغیر مسجد کے بھی ہو سکتی ہے یا نہین۔

الجواب اگر یہ جگہ توابع شہر سے ہو جیسا ظاہر ہے تو جمعہ اسمین صحیح ہے اور یہان سے کسیکو باہر جانیکی اجازت نہونا تو مضر نہین لیکن یہ دیکھنا چاہئے کہ اس حد کے اندر باہر والے بھی آ سکتے ہین یا نہین اگر آ سکتے ہین تب بلا تردد جمعہ جائز ہے اور اگر نہین آ سکتے ہین تو جواز جمعہ مین تردد ہے اس لئے مسافر کو اس صورت مین اولی یہ ہے کہ ظہر پڑھے کیونکہ جمعہ مسافر پر فرض نہین تو غیر فرض کے لئے تردد مین کیون پڑے اور جامع مسجد جمعہ کے لئے شرط نہین۔ وجہ التردد مافی الدر المختار والاذن العام الی قولہ فلا یضر غلق باب القلعۃ لعدو او لعادۃ قدیمۃ وفی رد المحتار بعد نقل عدم جواز الجمعۃ ان منعوا عن الدخول ما نصہ قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا کانت لا تقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا لانہ لا یتحقق التفویت کما افادہ التعلیل تامل وفیہ عن المنح وکذا السلطان لا یصح لو جمع فی قصرہ بحشمہ ولم یغلق الباب ولم یمنع احدا الا انہ لم یسلم الناس بذالک اھ فقط ۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ

سوال شغدف پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہین۔

الجواب فی الدر المختار بحث صلوۃ علی الدابۃ فتجوز فی حالۃ العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرہا ومن العذر المطر وطین یغیب فیہ الوجہ وذہاب الرفقۃ ودابۃ لا ترکب الا بعناء الی قولہ حتی لو کان مع امہ مثلا فی شقی محمل واذا نزل لم تقدر ترکب وحدہا جازلہ ایضا کما افادہ فی البحر فلیحفظ اھ۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ شغدف مین بعذر فرض پڑھنا جائز ہے اور اگر اترنا اور قافلہ کی معیت سب سہل ہو تو شغدف مین پڑھنا جائز نہین واللہ اعلم۔ ۲۰ شعبان ۱۳۲۱ھ

سوال نماز ریل مین کس طرح پڑہنا چاہیے مین بعض مرتبہ کہڑا ہو کر پڑہتا ہون اس طرح کہ ایک تختہ کی طرف کہڑا ہوتا ہون اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرتا ہون۔ ایک صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ سجدہ مین گھٹنے پانو کے زمین مین نہین لگتے ہین۔ لہذا نماز نہیں ہوتی۔ حدیث شریف مین ہے کہ سات چیزین زمین مین بوقت سجدہ کے لگنا چاہیے۔ چنانچہ اون سات مین سے ایک گھٹنے بہی ہین اور اسیوجہ سے میت کے گھٹنون مین کافور لگایا جاتا ہی ان کی رائے مین اسطرح پڑہنا چاہیے کہ ایک تختہ پر بیٹھے مثل نماز پڑہنے والے کے اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرے مگر اس صورت مین قیام جو فرض ہے ترک ہوتا ہے لہذا جناب کی کیا رائے ہی کیا گھٹنے کا لگنا زمین مین بوقت سجدہ کے لازم ہے

مسئلہ

الجواب فی رد المحتار تظافرت الروایات عن ائمتنا بان وضع الیدین والرکبتین سنۃ ولم ترد روایۃ بانہ فرض ج ا ص ۵۲۱۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ زانو ٹکانا فرض نہین بلکہ واجب بھی نہین اور قیام فرض ہے پس آپ کا طریقہ صحیح ہے اوران صاحب کا قول بالکل غلط ہی واللہ اعلم ۱۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال توقیر اذان آواز آذان چہ قدر ست مصلیان چند بمقابلہ جرس سرکاری ہیچ توقیر اذان [illegible] حاکم حقیقی ست نمی کنند تا جرس سرکاری کہ مقرر شدہ است آواز ندہد بمسجد برائے صلوۃ نمی آیند چہ حکم ما این است بشرح مطلع فرمایند واجر توقیر کردن وتادیب غیر توقیر کردن چہ قدر ست بینوا توجروا۔

مسئلہ حاضر شدن نماز بر جرس

الجواب ہر جرس آمدن وبر اذان نیامدن اگر بنا بر توقیر جرس وعدم توقیر اذان بودے ہر آئینہ امرے بس قبیح وشنیع بودلیکن جائے چنین دیدہ وشنیدہ نشد بلکہ دراصل مدار نماز بر وقت است واز جملہ معرفات وقت جرس ہم ست چون معرفات وآلات دیگر مثل مقیاس کہ در دائرہ ہندیہ منتصب می باشد وفقہا نیز اعتبارش کردہ اند پس اینکہ ہر کہ بر جرس می آید نہ باین حیثیت کہ مقصودش خصوصیت جرس ست بلکہ باین حیثیت کہ آن از معرفات وقت ست وبر مسلمانان بدگمانی کردن خود بے توقیری اسلام ست کہ از بے توقیری اذان اشد است واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۹ شوال سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال کیا فرماتے ہین علمار دین اس مسئلہ مین کہ مساجد مین نماز کے واسطے وقت کا مقرر کرنا اور اس وقت مقررہ پر نماز کا پڑہنا پڑہانا شرعًا جائز ہے یا نہین ۔

الجواب عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ رواہ البخاری وعن رافع بن خدیج قال کنا نصلی العصر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم تنحر الجزور فتقسم عشر قسم ثم تطبخ فناکل لحما نضیجا قبل مغیب الشمس متفق علیہ وعن رافع بن خدیج قال کنا نصلی المغرب مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینصرف احدنا وانہ لیبصر مواقع نبلہ متفق علیہ وعن النعمان بن بشیر رض قال انا اعلم بوقت ہذہ الصلوۃ العشاء الآخرۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہا لسقوط القمر لثالثۃ رواہ ابو داؤد والدارمی وعن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر رواہ الترمذی وعن ابی سعید قال صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث وفیہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ولولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لاخرت ہذہ الصلوۃ رواہ ابو داؤد والنسائی وعن ام سلمۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد تعجیلا للظہر منکم وانتم اشد تعجیلا للعصر منہ رواہ احمد والترمذی وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الحر ابرد بالصلوۃ واذا کان البرد عجل رواہ النسائی وعن ابن مسعود قال کان قدر صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ اقدام رواہ ابو داؤد والنسائی ۔ ان روایات سے چند امور مستفاد ہوئے ۔ اول باوجود وسیع ہونے اوقات صلوۃ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اکثر اوقات معینہ پر نماز پڑہنے کا تہا اور اسکے خلاف کسی عارض سے ہوتا تہا ۔ دوم مدار تعین بفضل وقت اور مقتدیون کے حال کی رعایت تہا سوم صحابہ رض مین بہی اسیطرح تعین معمول یہ تہی ۔ پس اب جو مساجد مین تعین ہوتی ہے اسکا محصل یہی ہے جو روایات مذکورہ سے مستفاد ہوا ۔ رہا گہڑی یعنی انضباط اوقات سے کام لینا سو وہ خود مقصود نہیں بلکہ مقصود [illegible] مقصود [illegible] شناخت اوقات

کا ایک آلہ ہی جو سہولت کیلئے معتبر سمجھا جاتا ہے جیسا کہ بعض اوقات تحری قبلہ کو معیار قرار دیتے ہین اصل مین گھنٹہ گھڑی تحری قبلہ مین معین و معاون ہے پس یہ طریقہ متعارف بلا تکلف و بلا تردد جائز بلکہ مستحسن و موافق سنت ہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔ ۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ۔

زکوٰۃ — احکام نوٹ در زکوٰۃ وغیرہ

سوال۔ نوٹ پر زکوٰۃ ہے یا نہین۔ نوٹون پر جمیع احکام دراہم و دنانیر کے جاری ہون گے یا نہین۔

الجواب نوٹ حقیقت مین سند ہی روپیہ کی اور اس روپیہ پر ہر وقت اسکو تصرف ہے جب چاہے حاصل کرلے پس نوٹ خود گو مال نہین ہی مگر جس روپیہ کی وہ سند ہے وہ مال ہے اور بوجہ مقدور التحصیل ہونیکے ضمار مین داخل نہین لہذا اسپر زکوٰۃ واجب ہوگی اور احکام مختلف ہین بعض جاری ہونگے بعض نہین بالتعین سوال ہو تو جواب دیا جاوے مثلاً دس روپیہ کو کوئی چیز خریدی اور مشتری نوٹ دینے لگے تو بائع پر جبر نہوگا کہ ضرور اسکو لے اسمین مثل دراہم و دنانیر کے نہیں ہی اور وجوب زکوٰۃ میں ہی جیسا گزرا فقط ۱۵ رشعبان ۱۳۲۱ھ۔

زکوٰۃ — ادائے زکوٰۃ بذریعہ منی آرڈر

سوال منی آڈر کے ذریعہ سے کسی فقیر کو زکوٰۃ بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہین وجہ شک یہ ہے کہ فقہا نے تو یہ تصریح کی ہے کہ کافر کو وکیل بنانا ادار زکوٰۃ مین جائز ہے مگر یہان اہل ڈاکخانہ صرف وکیل ہی نہین بلکہ یہ عقد داخل قرض ہوکر یہ صورت قرار پاتی ہے کہ کافر مدیون سے یون کہا کہ ہمارا یہ قرض زید کو دیدینا اور دل مین یون نیت کی کہ ہم زکوٰۃ مین دلاتے ہین لہذا مسئلہ دو وجہ سے مشکوک ہوا ایک تو یہ کہ حوالہ سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہین دوم کافر کے اسطرح دینے سے زکوٰۃ جائز ہوگی یا نہین آجکل عوام مین اسکا بہت دستور ہے۔

الجواب فی الدر المختار مسائل متفرقۃ من کتاب الہبۃ تملیک الدین ممن لیس علیہ الدین باطل الا فی ثلث حوالۃ او وصیۃ واذا سلطہ ای سلط المملک غیر المدیون علی قبضہ ای الدین فیصح حینئذ ومنہ مالو وہبت من ابنہا ما علی ابیہ فالمعتمد الصحۃ

للتسلیط ـ اس جزئیہ و منہ مالو وہبت الخ سے معلوم ہوا کہ صورۃ تسلیط مین بالفعل تملیک ہوتی ہے ورنہ صحۃ کو تسلیط سے معلل نہ کیا جاتا کیونکہ قبض حسی کے وقت تو صحۃ ہبہ مین کوئی تردد ہی نہین پہر اسمین ترجیح صحۃ کے کوئی معنی نہین اس سے ثابت ہوا کہ خود تسلیط تملیک ہی گو قبل القبض اس تسلیط سے عزل جائز ہو لعدم تمام العقد کما لو قال وہبت ولم یقل الآخر قبلت یصح رجوعہ و مع ذلک ہو تملیک و یصح نیتہ الزکوۃ عندہ وان لم ینو وقت قبول الموہوب لہ پس جب تسلیط تملیک ہی اور تملیک کے وقت نیت ادا زکوۃ کافی ہے اور منی آرڈر بھیجنے مین یقیناً تسلیط ہی لہذا روانگی منی آرڈر کے وقت نیت کافی ہے اب دونون وجہ شک کی جاتی رہین کیونکہ یہان حوالہ سے زکوۃ ادا نہین ہوئی اور نہ کافر کے دینے سے بلکہ مزکی کی تسلیط سے کما ذکر مفصلا فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم ـ ۱۸ ـ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ھ ـ

عدم اعتبار خبر تار

سوال خبر تار واحد انطار شوال یعنی عید الفطر کرنیکے لئے موجب للعمل ہے یا نہین بسند صحیح ارشاد فرمایئے ـ

الجواب د امداد الفتاویٰ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۱۷۲ جلد اول مین موجود ہے طلبہ کے دیکھنے کے لایق ہے ـ

سوال ایک مسجد سرکار انگریزی نے بمشورہ و رضامندی عوام مسلمانان بازاریون کے نہ خاص شہر کے بغرض درستی تعمیر دکانات کے منہدم کرادی اور اوسکے ہرجہ کا روپیہ بلکہ کچھہ زیادہ اپنے پاس سے مسلمانون کو بعوض اس کے دوسری مسجد تعمیر کرالین دیا مسلمانون نے کہا کہ ہمارے یہان کے لوگ روپیہ تلف کر ڈالینگے سرکار ہی خود اپنے اہتمام سے تعمیر کرادے اور بعض مسلمانون نے بھی کچھہ روپیہ اپنے پاس سے بطور چندہ شامل کیا سرکار نے بعوض اُس مسجد منہدمہ کے دوسری مسجد دوسرے مقام پر اوس روپیہ سے باختیار عوام تعمیر کرادی اور اپنا تعلق بالکل اس مسجد سے قطع کر دیا اور مثل مسجد سابق منہدمہ کے مسلمانون کو اُس

مسجد مین قبض ودخل وتصرف حاصل ہوگیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ مسجد شرعًا حکم مسجد ہے یا نہین اور نماز اسمین جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہے تو بکراہت جائز ہی یا بلا کراہت اسمین نماز پڑھنے والے کو ثواب مسجد کامل کا ملیگا یا نہین اور مسجد منہدمہ کا اثاثہ اور سامان بالائی اور زمین کا عوض مسلمانون کو سرکار وقت غیر اہل اسلام یا اہل اسلام یا کسی اور شخص سے جو ظلمًا مرتکب اس فعل قبیح کا ہو بجبر یا یا بلا جبر لینا درست ہے۔

الجواب یہ جزئی نظر سے نہین گزری اس لیئے اس کی ایک نظیر یا کلی نقل کرتا ہون۔ فی الدر المختار متی ثبت بطریق شرعی و قیمتہ مکان وجب نقض البیع فی رد المحتار لو ہدم المشتری البناء ان شاء القاضی ضمن البائع قیمۃ البناء فلینفذ بیعہ او ضمن المشتری ولا ینفذ البیع ویملک المشتری البناء بالضمان ویکون الضمان للواقف لا للموقوف علیہم اھ والمراد بالبناء نقضہ وہذا اذا لم تمکن اعادتہ والا امر باعادتہ کما ستذکرہ فی الغصب جلد ثالث ص ۶۵۶ و ۶۵۷ فی الدر المختار فی احکام الاستبدال ویشتری بثمنہ ارضا اخری اذا شاء فاذا فضل عمارت الثانیۃ کالاولی فی شرائطہا وان لم یذکرہا اھ جلد مذکور ص ۵۹۹ و ۶۰۰۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہادم مسجد سے اولاً مطالبہ ہوگا کہ اسی کا اعادہ بعینہ کرے اور جہان یہ قدرت نہو تو اُس سے ضمان لیا جاوے گا خواہ قیمت ملے یا دوسری تعمیر وہ سب ضمان ہے اور ضمان بدل ہوتا ہے مضمون کا اور بدل کا حکم مثل مبدل منہ کے ہوتا ہے لہذا یہ دوسری مسجد من کل الوجوہ مسجد ہوگی اور نماز اسمین بلا کراہت جائز ہے اور ثواب بھی اُسمین کامل ملیگا اور مسجد اول منہدم کا تخمینہ ضمان جسقدر ہوتا ہے۔ اگر دوسری مسجد مین ہادم کا اسقدر صرف نہین ہوا تو بقدر تکمیل کمی کے ہادم سے ضمان کا مطالبہ باقی ہے خواہ اثاثہ وسامان سے پورا کرے یا نقد سی سے لیا جائے اور اگر بقدر تخمینہ ضمان صرف ہوگیا ہے تو اب سامان کا مطالبہ جبرًا نہین ہوسکتا ہے البتہ اگر بخوشی درخواست کرنے سی

ملجائے، تو مضائقہ نہین اور باقی جو کافر ابتدأ مسلمین کے لئے مسجد بنائے
وہ مسجد نہین ہے کما فی باب وصیۃ الذمی من الہدایۃ ومنہا اذا اوصی بمالایکون
قربۃ فی حقنا ولایکون قربۃ فی معتقدہم کما اذا اوصی بالحج اوبان یبنی مسجد
للمسلمین او بان یسرج فی مساجد المسلمین وہذہ الوصیۃ باطلۃ بالاجماع اعتبارًا
لاعتقادہم الخ اگر کہین اسکے خلاف تصریح مقدم ہے مستنبط پر۔ واللہ اعلم وعلمہ
اتم واحکم۔ ۲ ذالحجہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین
کہ ایک مسجد بازار مین تھی جب سرکار وقت کو ترتیب جدید اس بازار کی منظور
ہوئی بازاری مسلمانون کو ہمدرد کرکے وہ مسجد منہدم کرادی اور اسکا ہرجہ
یعنی قیمت اثاثہ وزمین مسلمانون کو دی کہ بعوض اسکے دوسری مسجد بنوالین۔ مسلمانون
نے کہا کہ اگر ہم اپنے اہتمام سے بنوائین گے تو روپیہ تلف ہوجائیگا سرکار اپنے انتظام
سے بنوادے۔ سرکار نے موافق اجازت اور مرضی مسلمانون کے باہتمام رئیس
مسلمانان وہ مسجد اوس روپیہ سے بنوادی اور رئیس مذکور نے بھی اپنے پاس سے
کچھ روپیہ اوسمین شامل کیا بعد تیار ہوجانیکے سرکار کو اوس سے کچھ تعلق نرہا بلکہ قبضہ
ودخل واہتمام مسلمانون مین آگئی۔ جیسے کہ اور مساجد مین اور نماز جماعت بھی اسمین
بکثرت تمام ہوتی ہے۔ اور مسجدون سے بہت زائد بلکہ مغرب کے وقت گنجایش
باقی نہین رہتی۔ اب یہ مسجد شرعًا مسجد صحیح ہے یا غیر صحیح اور نماز اسمین جائز ہے
یا ناجائز اور ثواب مثل اور مساجد صحیحہ کے ہوگا یا نہین اور باعث اس کے کہ روپیہ
ہرجہ کا سرکار انگریزی نے دیکر وہ مسجد باہتمام اپنے کو بکار کسی رئیس مسلم ہو
تیار کرائی ہے مسجدیت مین کچھ نقصان آئیگا یا نہین۔

الجواب۔ وہ مسجد شرعًا بالکل صحیح ہے اور سہل توجیہ اسکی یہ ہے کہ وقت
بناء وہ محض ایک مکان تھا لیکن بعد بناء جب مسلمانون کو دیدیا اور مسلمانون نے
اوس کو عملًا وقف کردیا وقف ہوکر مسجد تام ہوگئی اور دوسری توجیہ

عہ ایک توجیہ مفصل اس سے پہلے سوال میں جسکا عنوان ہے سرکار مسجد را بضرورت الخ ہے گذری

بھی ممکن ہین مگر یہ سب سے سہل اور واضح ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۳ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۳ھ۔

سوال۔ نیلام کانجی ہوس سے کوئی جانور خریدنا اور اسکی قربانی کرنا اور جانورون کا کانجی ہوس بھجنا جائز ہے یا نہین۔

الجواب فی الدر المختار۔ وان غلبوا (ای اہل الحرب) علی اموالنا واحرزوہا بدارہم ملکوہا۔ اور عملہ کانجی ہوس نائب ہین ستولین کے پس اس استیلاء تملکا سے وہ جانور ملک سرکار کی ہو جاوے گا لہذا بیع کے وقت اسکو خریدنا جائز ہے اور جب یہ بیع صحیح سے ملک مین داخل ہوگیا قربانی بھی اسکی درست ہے البتہ عرفاً بدنامی کا موجب ہی۔ اس لئے بلاضرورت بدنام ہونا بالخصوص مقتدا کیلئے زیبا نہین اور کانجی ہوس مین جانور کو داخل کرنا اسمین تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی جانور کھیت مین خود گھس گیا ہے اس کا داخل کرنا تو بالکل جائز نہین کیونکہ اس مین مالک پر ضمان نہین تو اس سے کچھ لینا یا لینے مین اعانت کرنا ظلم ہے اور اگر کسی نے قصداً جانور کو کھیت وغیرہ مین داخل کردیا ہے اسپر بقدر اتلاف ضمان ہے اس مقدار تک اگر کانجی ہوس مین یا ویسے ہی اس سے وصول کیا ہے تو جائز ہے اور اس سے زائد بطور جرمانہ کے ناجائز ہے کیونکہ یہ تعزیر بالمال ہے اور حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے۔ کما صرحوا بہ فی الدر المختار آخر باب جنایۃ البہیمۃ ادخل غنما او ثورا او فرسا او حمارا فی زرع او کرم ان سائقا ضمن ما اتلف والا لا یضمن وقال الشامی مرجحا للقول الثانی اقول ویظہر ارجحیۃ ہذا القول لموافقتہ لما مر اول الباب من انہ یضمن ما احدثتہ الدابۃ مطلقا اذا ادخلہا فی ملک غیرہ بلا اذنہ لتعدیہ واما لو لم یدخلہا ففی الہدایۃ ولو ارسل بہیمۃ فانسدت زرعا علی فورہا ضمن المرسل وان مالت یمینا او شمالا ولہ طریق آخر لا یضمن لما مر اھ۔

۵ر محرم سنہ ۱۳۲۳ھ

بماہ جنوری آیندہ دہلی مین ہونیوالا ہی کوئی دوکان مراد آبادی برتنونکی یا اور کسی مال کی کہولیجائے یا دربار کے کسی کام کا ٹھیکہ لیا جائے۔ احقر نے جواب مین کہا کہ دربار کے کام کا ٹھیکہ اعانت مجمع کفار ہے اور نمایش بہی ایسی ہی ہی کیونکہ نمائش بعد ختم دربار ہوگی اوس سے غرض دربار کی آرائش نہین ہی بلکہ ملک کی صنعت وحرفت کی جانچ منظور ہے جسطرح دیگر اوقات مین مختلف مقامات مین نمائشین ہوا کرتی ہین اوسمین حضور کا کیا ارشاد ہی اگر شرکت ایسے مجمعون کی ناجائز ہے تو اپنے دواخانہ کے اشتہارات تقسیم کرانا درست ہین یا نہین۔

الجواب کفار کا مجمع مطلقاً معصیت نہین ہی بلکہ صرف جو کسی معصیت یا کفر کی غرض سے منعقد کیا جائے ایسے مجمع کی شرکت و اعانت سب حرام ہے اور جو کسی غرض مباح سے ہو جیسے مجمع مسؤل عنہ کو محض تزاید مہر و استحکام امر حکومت کے لیئے ہوگا میرے نزدیک اس کا یہ حکم نہین ہان اگر کسی مقتدا کی شرکت سے یہ احتمال ہو کہ عوام الناس میری سند پکڑ کر دوسرے ناجائز مجامع کو اسپر قیاس کر کے بداحتیاطی کرنے لگین گے۔ وہان اس عارض کیوجہ سے سداً للذرائع خاص ایسے شخص کو بچنا واجب ہوگا۔ اور اشتہار تقسیم کرانا تو ہر حال مین جائز ہے اسکو تکثیر سواد سے کچھ مس نہین۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سوال۔ سرکار قدسیہ بیگم مرحومہ نے کچھ روپیہ گورنمنٹ انگریزی کو دیا تہا جسکے سود مین تمام پانی شہر مین آتا ہے مسجدونمین حوض مین بڑے بڑے قاضی مفتی پیتے ہین وضو کرتے ہین آیا ایسا پانی جائز ہے یا نہین ہم لوگ سب مبتلا ہین مگر اسمین شک نہین ہی کہ اوسیکے سود ہی سے یہ پانی کے نل جاری کیئے گئے ہین یا عموم بلوی کے لیئے جائز ہوگا غرضکہ اس مسئلہ کے جواز و عدم جواز سے فوراً مطلع فرمایئے۔

الجواب جس شے مین خبث ہو اوسکا استعمال حرام ہے نہ کہ اوس سے مس کی ہوئی چیزونکا بہی کیونکہ مس بالخبیث اسباب خبث سے شرع مین نہین ہے

ورنہ مس بالکافر سے تلوث لازم ہونا چاہیے۔ پس نل مین اگرچہ خبث ہو مگر وہ
رعایا کے استعمال مین نہین ہے کیونکہ وہ اہل حکم کے تصرف مین ہے پس وہی
اسکے مستعمل ہین اور جو پانی استعمال مین ہے وہ مباح ہے گو نل سے مس
کئے ہوئے ہو اور مس بالخبیث کا اسباب خبث مین سے نہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا
واللہ اعلم ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۲۱ھ

حکم فونوگراف

سوال۔ آجکل جو باجہ فونوگراف بکثرت ہر قصبہ و دیہات مین پھیل گیا ایا یہ
مزامیر و معارف مین داخل ہے یا نہیں اور اسمین قرآن شریف بھی بھرتے ہین یہ
فعل قرآن شریف کی بے ادبی ہے یا نہین۔

الجواب۔ یہ جس صورت کی حکایت ہے اسکے محکی عنہ کا سا اسکا حکم ہے
مثلاً اگر اسمین معارف و مزامیر یا غناء اجنبیہ کی صورت بند ہے سننا
حرام ہے اور اگر کوئی صورت مباح ہے تو سننا مباح لیکن قرآن کا بند کرنا
ایک عارضی خارجی کیوجہ سے کہ تلہی و تلعب بالقرآن ہے ناجائز ہے۔ ۲۰
رمضان ۱۳۲۴ھ۔

حکم فونوگراف

سوال۔ آلہ فونوگراف جو مثل انسان کے باتین کرتا ہے اسمین دو قسم کی
آوازین بھری ہوتی ہین ایک تو کلام اللہ دوسرے راگ باجے وغیرہ پھر ان دونو
کی دو صورتین ہوتی ہین ایک تو یہ کہ بعض لوگ اپنی آمدنی کے لئے بازار مین رکھتے
ہین اور مقدار معین سنانے پر ایک پیسہ اجرت لیتے ہین دوسرے یہ کہ کوئی
آسودہ شخص شوقیہ مختلف قسم کی آوازین بھروا کر اپنے یہان رکھ لیتا ہے اور کبھی
خود اور کبھی دوست احباب کو سناتا ہے۔ پہلی صورت مین راگ باجہ وغیرہ کا
کیا حکم ہوگا اور کلام اللہ سننے کا کیا حکم از روئے شرع ہوگا اور جو شخص اس
سے کماتا ہے وہ عاصی ہوگا یا نہین اور جو پیسہ دیکر سنتا ہے وہ عاصی ہے یا نہین
اور دوسری صورت راگ باجے مین کیا حکم رکھتی ہے اور کلام اللہ کیصورت مین کیا حکم ہے
اگر اس صورت مین کلام اللہ کو ناجائز قرار دیا جاے (جیسا کہ بعض لوگ یہانتک کہتے ہین) تو بندہ کا یہ

اعتراض ہی کہ اگر یہی آلہ امام غزالی وغیرہ بزرگان دین کے وقت مین ایجاد
ہوتا اور اونکے مواعظ اسمین ابتک محفوظ ہوتے تو بڑے بڑے علماء اسکو وقت
مین ضرور سنتے بلکہ اجرت دیکر بھی سنتے۔

الجواب۔ اس مسئلہ مین دو مقام پر کلام ہے اول یہ کہ جس صورت
مین اسکو بند کیا گیا ہے اسکا فی نفسہ سننا جائز ہے آیا کسی عارض کیوجہ سے
ناجائز ہو جاتا ہے یا نہین۔ سو امر اول کی تحقیق یہ ہے کہ اگر راگ باجہ اسمین
بند کیا گیا ہے تو اسکا سننا اور سنانا سب ناجائز ہے یا تو اسوجہ سے کہ وہ
حکایت بالکل محکی عنہ کے مماثل ہے تو جو مفاسد مدار نہی سماع محکی عنہ کے ہین
وہی مفاسد حکایت مین پائے جاتے ہین۔ مثلاً تحریک قوی شہویہ وغیرہ
اور یا اگر تامل کیا جائے تو حقیقت مین یہان حکایت ومحکی عنہ کا تفاوت
ہی نہین بلکہ وہ صوت بعینہ مسموع ہوتی ہے جس سے ہوا متکیف ہو جاتی
ہے جیسا اصل تکلم کے زمانہ بھی سننے کی یہی علت ہی اور اسکو ماہر طبیعیات
بہت آسانی سے مان سکتا ہے بہر حال ناجائز ٹھہرا۔ اور اگر قرآن یا کوئی
وعظ یا کوئی کلام مباح السماع اسمین بند کیا گیا ہے تو اسکا سننا فی نفسہ
جائز ہے اب یہان امر دوم کی تحقیق کی ضرورت ہوگی کہ کلام جائز السماع فی نفسہ
کا سننا کسی عارض سے ناجائز ہو سکتا ہے یا نہین سو اسمین تفصیل یہ ہے
کہ اس کا مدار نیت پر ہے اگر مقصود تلہی وتلعب ہے۔ سو جس کلام کو آلہ
تلہی وتلعب بنانا جائز نہین اسکا سننا اس عارض کیوجہ سے ناجائز ہوگا
جیسے قرآن ونحوہ۔ ورنہ جائز ہوگا جیسے کوئی قصہ مباحہ ومثلہا اور غالب
عادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین قرآن کا سننا اکثر کو مقصود نہین ہوتا
اور وعظ کے مضامین خود مقصود بالسماع ہوتے ہین لہذا قرآن سننے
کو منع کرینگے اور سماع وعظ وقصص مباحہ کو جائز کہینگے جب جائز وناجائز
کی تعیین ہو گئی پس جائز کا سننا سنانا جائز اور ناجائز کا سننا سنانا ناجائز اور جائز پر اجرت

لینا بھی جائز اور ناجائز پر ناجائز اور جسکا لینا ناجائز اُسکا بلا اضطرار دینا بھی ناجائز اور جسکا لینا جائز دینا بھی جائز اس سے تمام صور مسئول عنہا کا جواب ہوگیا فقط۔ واللہ اعلم۔ ۱۸۔ ذالحجہ سنہ ۱۳۲۴ھ

سوال۔ مسمریزم ایک علم ہے جسمین صرف نظر کی اور طبیعت کی یکسوئی کی مہارت چندروز حاصل کیجاتی ہے پھر اس سے مراحل تصوف مثلاً وحدۃ الوجود۔ کشف القبور۔ سلب الامراض وغیرہ بلا کسی ذکر کے طے کرتے ہین اور اس سے علاوہ انکے اور اور باتین بھی حاصل ہوتی ہین مثلاً کسیکو بزور نظر بیہوش کرنا اور اس سے پوشیدہ اسرار پوچھنا غیر مواضع کا جو نظر سے غائب ہین حال بتانا وغیرہ جیسا کہ حکماء اشراقیین کیا کرتے تھے۔ اس کا حاصل کرنا درست ہے کوئی خلاف شرع امر تو نہین ہے۔

الجواب۔ تصوف نہ یکسوئی کا نام ہے نہ مکاشفات کا نہ تصرفات کا نہ واردات کا بلکہ اسکی حقیقت ہی اصلاح ظاہر و باطن۔ پس مقاصد اُسکے اعمال قالبیہ اور قلبیہ ہین اور غایت اسکی قرب و رضاء حق ہے اور یکسوئی اُسکا مقدمہ ہے جبکہ مقصود مذکور اُسپر مرتب ہو اور واردات مثل وحدۃ الوجود وغیرہ اُسکے عوارض و آثار غیر لازمہ سے ہین اور مکاشفات کونیہ مثل کشف القبور وغیرہ اور تصرفات مثل سلب الامراض وغیرہ کو اُس سے کوئی مس نہین ریاضت پر اسکا ترتب ہوسکتا ہے چنانچہ کفار بھی اسمین شریک ہین اور مسمریزم مین کل تین چیزین ہین۔ بعض مخفیات کی خبر دینا کچھ تصرفات کرنا اور اُسکی مہارت کے لئے یکسوئی کی مشق کرنا۔ سو اول تو اسمین مخفیات کی خبر دینا اکثر تابع خیال عامل کے ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک واقعہ غائبہ کو دو عاملون کے سامنے جدا جدا مختلف طور پر بیان کرکے ہر ایک کو یقین دلایا جائے اور پھر کوئی شخص جدا جدا مجلسون مین اس واقعہ کی نسبت عاملون سے دریافت کرے تو وہ دونون اپنے قواعد و طرق کو استعمال کرنیکے بعد الگ الگ جواب دینگے جب چاہے اسکا امتحان کرلیا جائے اور اگر فرض کرلیا جاوے کہ احیاناً انکشاف واقعی بھی ہوجاتا ہے تو کشف کا تصوف سے تعلق نہونا اوپر معلوم ہوچکا ہے۔ اسیطرح تصرفات

کا اس سے تعلق ہونا اب رہی یکسوئی سو وہ مقدمہ تصوف جب ہی ہے جب تصوف اُسپر مرتب ہو اور جب سمریزم مین یہ نہین تو وہ مقدمہ تصوف بھی نہوا پس محقق ہو گیا کہ تصوف سے اسکو اصلاً تعلق نہین اب رہا اس سے قطع نظر کرکے اوسکا جواز یا ناجواز تو چونکہ مشاہدہ سے اسپر مفاسد کثیرہ کا ترتب معلوم ہوا ہے جیسے انبیاءؑ و اولیاء رضؓ کے کمالات کو اُسی قبیل سے سمجھنا چنانچہ ایسا ہی تو ہم اس سوال کا منشاء بھی ہوا ہے یا اُنکے ساتھ دعوے وزعم مساوات و مماثلت تک کا کرنا اور عامل مین عجب پیدا ہو جانا بعض امور جن کا تجسس حرام ہے ان پر مطلع ہونیکی کوشش کرنا اُن انکشافات پر جو کہ شرعی حجت نہین ہین بلا دلیل شرعی بینہ واقرار ومشاہدہ کے یقین کر لینا اس بناء پر کسی پر چوری وغیرہ کے سوء ظن کو پختہ کر لینا بعض اغراض مباحہ مین تصرف سے کام لینا یا خود اگر مفاسد سے بچ سکے مگر دوسرے عوام کے لئے اس عامل کا موجب افتتان و اضلال ہو جانا وغیر ذلک من المفاسد العدیدۃ الشدیدۃ اس لئے یہ فن گو بالذات و لعینہٖ مقتضی قبح کو نہو مگر بوجہ عوارض ومفاسد مذکورہ کے کہ عادۃً اسکے لوازم مین سے ہین قبیح لغیرہٖ کی قسم مین داخل ہو کر منہی عنہ اور حرام ہے چنانچہ ماہر اصول و فقہ پر یہ قاعدہ مخفی نہین۔ فقط ۷ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ۔

استعمال گھڑی جرمن سلور

سوال۔ جرمن سلور کا حکم چاندی ہی کا ہے یا نہین گھڑی جس کا کیس اسی چاندی کا ہو رکھنی جائز ہے یا نہین اگر کسیکے پاس ہو تو کیا کرے قیمتی شے کو ضایع کرنے سے کسی تدبیر یا حیلہ سے بچا سکتا ہے یا نہین اگر اوپر لوہے یا پیتل وغیرہ کا خول چڑھوا لے تو جائز ہو جائیگی۔ اس قسم کی گھڑی کی بیع کیون جائز ہے مسلمان کے ہاتھہ بیچنا جبکہ معلوم ہو کہ وہ اسکو استعمال کرے گا اعانۃ علی المعصیت نہین ہے زین اور قبضۂ سیف وغیرہ موضع جلوس وقبض سے بچنے پر کیون جائز ہو گیا فقہ مین ظرف کی قید نہین بلکہ استعمال مثل ذلک ہے جسمین کحلہ وغیرہ بھی داخل ہین جو آلہ ہے ظرف نہین غرض کوئی قاعدہ کلیہ

فرمائیں جس سے جزئیات مستخرج ہو جائیں اور گہڑی کے بارہ مین اگر کوئی حیلہ نکل سکے بشرطیکہ صحیح ہو تو مسلمان کا مال بچ جائے۔

الجواب جرمن سلور کی ماہیت اگر فضہ ہے تو حکم فضہ مین ہی ورنہ نہین مجکو اسکی ماہیت کی تحقیق نہین[ف] اور جس گہڑی کا کیس چاندی کا ہو اُسکا استعمال جائز نہین قیاسًا علی المرآۃ من الفضۃ اور لوہے وغیرہ کا خول چڑہانا اس طرح سے کہ چاندی کا ظرف نظر نہ آئے ظاہرًا جواز کے لئے کافی ہے۔ اخذ مما فی رد المحتار عن التاتر خانیۃ لاباس بان یتخذ خاتم حدید قد لوی علیہ فضۃ والبس بفضۃ حتی لا یری جلد ۵ صـ ۲۵۴ قلت والامر المشترک بینہما ستر مالا یجوز بما یجوز رہا بیع کا جواز وعدم جواز سو اسمین روایات فقہیہ بظاہر بہت متزاحم معلوم ہوتی ہین چنانچہ درمختار مین ایک مقام پر ہے فاذا ثبت کراہۃ لبسہا للتختم ثبت کراہۃ بیعہا وصیغہا لما فیہ من الاعانۃ علی مالا یجوز وکل ما ادی الی مالا یجوز لا یجوز اور شامی مین اسمین تامل کیا ہے بقول ائمتنا بجواز بیع العصیر من خمار۔ اور آگے ایک فرق کیا ہے جلد ۵ صـ ۲۵۴۔ احقر کے نزدیک کراہۃ تنزیہی تو اسمین ضرور ہے رہا تحریمی سو اُس کا قاعدہ روایات فقہیہ کے جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز بجز معصیت کے اور کسی مباح غرض مین کام نہ آسکے اسکی بیع تو محرم ہے اور جو دوسرے کام مین بھی آسکے اسکی بیع مین تحریم نہین کما قال الشیخ عن ابن الشحنۃ الا ان المنع فی البیع اخف منہ فی اللبس اذ یمکن الانتفاع بہا فی غیر ذلک ویمکن سبکہا وتغییر ہیئتہا جلد ۵ صـ ۲۵۴ اور منطقہ وحلیہ سیف علاوہ تبعیت کے بوجہ آثار کے بھی مستثنیٰ ہین کما فی الہدایہ اور شرح مفضض وغیرہ مین اشتراط بچنے موضع فضہ کے اس لئے اجازت دیگئی ہے کہ تفضیض کو تابع قرار دیا ہے کما فی الہدایۃ اور حلیہ وغیرہ خود استعمال مین مستقل ہین۔ اسی طرح کیس گہڑی کا گو قصد مین تابع ہے مگر وضع وترکیب مین متبوع ہے جیسے آئینہ کا خانہ اور اسی سے قاعدہ کلیہ سمجھہ مین آگیا ہوگا اور حیلہ خول چڑہانیکا

[ف] بعد مین ایک ماہر سے تحقیق ہوا کہ چاندی نہین ۱۲ منہ

کتاب الحظر والاباحۃ
فونوگراف و نقوش مس بلا وضو حامل قرآن را

اوپر گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال۔ فونوگراف جو ایک آلۂ نقل الصوت ہی اسمین تقاریر نغمات موسیقی اور قرارت سے رکوعات قرآن مجید کی آوازین ایک خاص ایجاد سے بند کیجاتی ہین اور پھر وہی اصوات تنہائی مین مجالس ہین تماشا گاہون مین الۂ مذکور کو کل کر سنتے ہین تو تو اسطرح قرآن مجید کی آواز کا اسمین بند کرنا اور پھر فونوگراف سے سننا درست ہی یا نہین اور فونوگراف باجا ہی یا کیا ہے اور کلام مقدس کی اس قسم کی آواز قرآن ہوگی یا کیا کہینگے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فقہ اکبر مین فرماتے ہین والقرآن فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسن مقروء یہ تعریف آواز مذکور پر نفی مین صادق آئیگی یا اثبات مین بھی یہ امر بھی گزارش ہے کہ جس آلہ سے اسکی پلیٹ پر صوت بھر یجاتی ہی اُس سے اُسکی پلیٹ پر کچھہ خطوط دوائر کے طور پر بن جاتے ہین اور جب اُسکی مشین چلائی جاتی ہے تو اسکا ایک پرزہ جس کے آخر مین ہیرے کی کنی لگی ہوتی ہے وہ کنی اُس دوائر پر گشت کرتی ہے اور اس سے صوت پیدا ہوتی ہے وہ خطوط آپسمین کچھہ ممتاز نہین معلوم ہوتے بلکہ ہر پلیٹ پر خطوط یکسان سے معلوم ہوتے ہین یہ ممکن ہے کہ فی الواقع کچھہ تمایز ہو لیکن محسوس نہین ہوتا چلانیوالے کو یاد رکھنا پڑتا ہی کہ اس پلیٹ پر فلان چیز منقش ہے اور اُسپر دوسری چیز پس ان نقوش کا کیا حکم ہی اور یہ تو ظاہر ہے کہ چونکہ یہ آلۂ لہو ہے نہ تذکر اس لیئے بھرنا اور سننا خلاف ادب قرآنی ہے لیکن اگر کوئی بھر دے تو اس پلیٹ کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے یا نہین اور تعریف قرآن کی اُسپر صادق ہے یا نہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آلہ خود باجا نہین ہی بلکہ محض نقل صوت کرتا ہے اگر باجا بھرا جائے تو بلجے کی آواز نکلتی ہی ورنہ جو بھرا جائے اس لیئے مطلقاً باجا نہین کہا جاسکتا بہر حال امید ہی کہ اسکی نسبت حضرت اقدس اپنی رائے تحریر فرمائینگے۔

الجواب۔ ان نقوش مین جبتک پڑہے جانیکی صلاحیت ثابت نہو حروف مکتوبہ کے حکم مین نہین اس لیئے انکا مس کرنا محدث وجنب کو جائز ہے جیسا دماغ

مین ارتسام الفاظ قرآنیہ کا ہوتا ہے اور اُس دماغ کا مس کرنا جائز ہے البتہ اگر وہ پڑھے جانے لگین تو اسوقت دلالت وضعیہ غیر لفظیہ کیوجہ سے انکو حکم حروف مکتوبہ کا دیا جائیگا۔ یہ حکم تو نقوش کا ہے اور جو آواز اُس سے نکلتی ہے وہ تلاوت نہین ہی بلکہ نقل اور عکس تلاوت کا ہے مشابہ صوت طیر اور صدا کے پس اُسکا حکم بھی تلاوت کا سا نہوگا مثلاً بنا بر روایت درمختار وغیرہ اُسکے استماع سے سجدۂ تلاوت واجب نہوگا اور آپکی یہ رائے صحیح ہے کہ اُسکا حکم باجہ کا سا نہین ہے بلکہ تابع ہوگا محکی عنہ کے جواز و عدم مین لیکن چونکہ مقصود اُس سے تلہی ہے اس عارض کیوجہ سے قرآن بہرنا اسمین جائز نہوگا اسیطرح سننا بھی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۲۷ شوال ۱۳۲۵ھ۔

تاش تعلیمی

سوال۔ تاش تعلیمی جو بازار سے کاغذ پر دو تختیان۔ الف ب کی لکھتے ہین اور چند اشخاص آپسمین تقسیم کر لیتے ہین پھر ایک شخص ایک حرف رکھتا ہے دوسرے نے اگر کوئی لفظ بنالی تو اوس سے وہ پتہ لیلیا تیسرے نے ایک حرف اور ملاکر اگر لفظ بنالی تو وہ پتے اُسکے ہو گئے یونہین بہانتک شرکا، بناتے جائین اور اگر کوئی نہ بنا سکا تو وہ سب پتے ادل کے ہونگے یہ کہیلنا جائز ہے یا نہین اور اگر ہارجیت نہ رکھی جائے اور سب پتے اکٹھے رکھے جائین تو اُسکا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اگر ہارجیت نہو تو جائز ہے بلکہ مبتدیون کے حق مین شاید مفید ہے۔ واللہ اعلم۔ ۶ رمضان ۱۳۱۹ھ

سوال۔ آجکل بعض انگریزی تجارتون کا یہ حال ہے کہ کاغذ فروخت کرتے ہین اور اسمین چار ٹکٹ لگے ہوتے ہین جسکو وہ شخص ابھی قیمت کو مثلاً ایک روپیہ پر چار اشخاص کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا ہے اور اُن اشخاص سے وہ روپیہ وصول کر کے اور اُنکا پتہ کمپنی کو لکھکر بھیجدیتا ہے صاحب کمپنی ایک گھڑی اُس شخص کو بھیجتا ہے اور اُن چار اشخاص کے نام ایک ایک کاغذ ویسا ہی بھیجتا ہے

جسمین ویسے ہی چار ٹکٹ بھی ہوتے ہین جسکو وہ چارون شخص لوگون کے ہاتھہ سی قیمت کو مثلاً ایک روپیہ کو پھر بیچ ڈالتے ہین جب روپیہ ان لوگون کے پاس آجاتا ہے تو وہ لوگ بھی صاحب کمپنی کے نام روپیہ اور جنکے ہاتھہ وہ ٹکٹ فروخت کئے ہین انکا پتہ وغیرہ لکھکر بھیجدیتے ہین صاحب کمپنی ایک ایک گھڑی انکے نام بھیجدیتا ہے اور ایک ایک کاغذ ویسا ہی جنکے نام انہون سے ٹکٹ فروخت کئے ہین صاحب کمپنی کو بھیجدیتا ہے پھر وہ لوگ بھی ویسا ہی عمل کرتے ہین اور اسیطرح اسکا اجرا رہتا ہے ہان البتہ جس شخص کے ٹکٹ فروخت نہونگے وہ البتہ نقصان اٹھائیگا تو شرعاً یہ بیع جائز ہے یا نہین اور شرعاً ایسا کرنا کیسا ہے ۔

الجواب ۔ حاصل حقیقت اس معاملہ کا یہ ہی کہ بائع مشتری اول سے بلا واسطہ اور دوسرے مشتریون سے بواسطہ مشتری اول یا ثانی یا ثالث وغیرہم کے یہ معاہدہ کرتا ہے کہ تم نے جو روپیہ بھیجا ہے اگر تم اتنے خریدار پیدا کرلو تو اس روپیہ مرسلہ کے عوض ہم نے تمہارے ہاتھہ گھڑی فروخت کردی ورنہ تمہارا روپیہ ہم ضبط کرلینگے ۔ سو اسمین دونون شرطین فاسد و باطل ہین دوسرے خریدار ونکے پیدا کرنیکی تقدیر پر فروخت کرنا بھی کہ وہ تنجیز بیع کے وقت (مقرون بشرط فاسد مخالف مقتضائے عقد ہونیکی وجہ سے) عقد فاسد بحکم ربوا ہی اور تعلیق کے وقت (تعلیق الملک علی الخطر ہونیکی وجہ سی) قمار ہی اور ربوا اور قمار دونون حرام ہین ۔ اسیطرح دوسری شرط یعنی خریدار پیدا نہ کرنیکی تقدیر پر روپیہ کا ضبط ہوجانا بھی کہ صریح اکل بالباطل ہی اور یہ تاویل ہرگز مقبول نہین ہوسکتی کہ روپیہ کے عوض ٹکٹ دیا ہی کیونکہ ٹکٹ یقیناً مبیع نہین ہی ورنہ بعد خرید ٹکٹ معاملہ ختم ہوجاتا ٹکٹ فروخت کرکے گھڑی کا استحقاق ہرگز نہوتا جیسا تمام عقود مین یہی ہوتا ہی بس صاف ظاہر ہے کہ ٹکٹ مبیع نہین بلکہ روپیہ کی رسید ہی جب دونون شرطون کا فاسد اور باطل ہونا ثابت ہوگیا تو ایسا معاملہ بھی بالیقین حرام اور متضمن ربوا اور قمار و اکل بالباطل ہی اور کسیطرح اسمین جواز کی گنجایش نہین ۔ قال اللہ تعالے احل اللہ البیع وحرم الربوا ۔ وقال اللہ تعالی انما الخمر والمیسر الی قولہ رجس

من عمل الشیطان الآیۃ ۔ وقال اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم کل شرط لیس فی کتاب اللہ فہو باطل ونہی علیہ السلام عن بیع وشرط وفی جمیع الکتب الفقہیۃ صرحوا بعدم جواز بیع مشروط بما لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ وفیہ نفع لاحدہما کما لا یخفی علے من طالعہا ۔ واللہ اعلم ۔

سوال حضور ہمارے ملک مین رواج ہی کہ سال آگے پہلے از جانب سرکار ایک جگہ مقرر کیجاتی ہے اس لیے کہ بیل وغیرہ جو رعایا کی زراعت کا نقصان کرتا ہے وہان لیکر بند کرتے ہین اور پیسہ روپیہ علی تفاوت النوع لیکر چھوڑ دیتے ہین وگرنہ اس بیل وغیرہ کو بعد پندرہ سولہ دن کے نیلام کرتے ہین اور یہ پیسہ لینا اور نیلام کرنا از جانب سرکار ہوتا ہے اسکو کٹھر کہتے ہین اسکو سرکار بہادر بیچتے ہین کہ اس کٹھر کو ایک برس کے لئے مین اتنے روپیہ مین بیچتا ہون جو کوئی لیگا بیل وغیرہ کی قیمت وہ لینگے پس یہ صورت کیسی ہے اور اُسکو خریدنا درست ہی یا نہین اور بیچنا کیسا ہے ۔ بیع مواشی ضالہ

الجواب ۔ اس صورت مین مبیع وہ روپیہ ہی جو سال بھر مین جرمانہ یا قیمت مواشی کا وصول ہوگا ۔ سو اول تو وہ روپیہ معین نہین دوسرے موجود نہین تیسرے ابھی حق سرکار بھی نہین ہوا اس لئے وہ روپیہ مبیع ہونیکی صلاحیت نہین اس لئے یہ بیع حرام اور باطل ہی اور قمار وسود مین داخل ہے فقط ۱۹ محرم ۱۳۲۲ھ

سوال ۔ زید اور عمرو مین منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے مین گفتگو ہی الخ ؏

سوال ۔ زید اور عمرو مین ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنیکی نسبت گفتگو ہی الخ ؏

سوال ۔ والد صاحب قبلہ نے ایک عرصہ سے منی آرڈر بھیجنا چھوڑ دیا ہے بجائے اُسکے نوٹ بھیجتے ہین نوٹ جہان جاتے ہین وہ اسکو فی سیکڑہ کچھ آنہ کمی بھی لیتے ہین یہ جائز ہے یا نہین ۔ در فیس منی آرڈر کمی

؏ یہ دونون سوال وجواب حوادث الفتاوی مطبوعہ رسالہ ضیاء الاسلام کے صفحہ ۱۴ و ۱۶ مین چھپ چکے ہین یہان بھی دونون کا شریح اسلئے بتلا دیا ہی تاکہ امداد الفتاوی کے مسائل متعلقہ [illegible] جدیدہ کا کوئی جزو حد اجتماع سے خارج نہ ہی جنکے اندراج کا ذکر بہت اوپر ایک حاشیہ مین گزرا ہی اور مفصل اس لئے نقل نہین کئے گئے کہ صفحہ ۱۴ و ۱۶ مین چھپ چکے تھے ۱۲ منہ

الجواب - نوٹ کمی سے لینا دینا دونون ناجائز ہین مگر میرے نزدیک اس کمی سے بدل مین حرمتہ وخباثت پیدا نہین ہوتی اسکی وجہ محتاج تطویل ہی ورنہ لکھدیتا

سوال - بندہ کے یہان نمک کی تجارت ہوتی ہی اور تین جگہ کارخانہ ہی ایک آڑتی بہت معتبر مل گیا ہی اُسنے روپیہ بھیجنے کی سبیل یہ رکھی ہی کہ جب مال فروخت ہو جاوے تو نوٹ بہیجدیتا ہے ایک بار میرے ذمہ اُسکے روپیہ چاہتے تھے بوجہ دیر مین پہنچنے روپیہ کے اُس نے سود لگایا تو بندہ نے اُسکو سود نہین دیا اور یہ لکھا کہ ہمارے مذہب مین سود لینا اور دینا دونون ناجائز ہین اس لیئے ہم معاملہ سود کا ہرگز نہین کر سکتے اسنے لکھا کہ ہم سود نہین لینگے اور یہ بھی معاملہ طے ہو گیا کہ سود کا لین دین کبھی نہوگا البتہ جب نوٹ بہیجتا ہے تو کمی کے ساتھ بہیجتا ہے مثلاً فی سیکڑہ دو آنہ تین آنہ کاٹتا ہے اور اُنکے یہان کٹ کی شرح مختلف اوقات مین مختلف طور سے معین ہوتی ہی اور کچھہ حصہ ہمارے روپیہ مین سے گو سالہ کے نام بھی کاٹتا ہے اور یہ ہماری ہی تخصیص نہین بلکہ اُنکے یہان کا قاعدہ ہر ایک سے یہی ہی سو بندہ یہ دریافت کرتا ہی کہ یہ امر دونون جائز نہین معلوم ہوتے اسکے بارے مین کیا کیا جاوے اگر اس سے یہ کہا جاوے کہ یہ معاملہ ہم نہین کرین گے تو وہ ہرگز نہ مانیگا کیونکہ نوٹ مین کمی اُنکے یہان سود مین شمار نہین اور گئوسالہ کی نسبت بھی نہین مان سکتا کیونکہ صرف ہمارے لیئے قانون جدید نہین معین کرے گا تو اب کیا حیلہ کیا جاوے جس سے معاملہ شریعت کے موافق رہے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ اگر وہ یہ معاملہ رکھی تو مجھپر مواخذہ اخروی رہیگا یا نہین اور نوٹ مین کمی زیادتی صرف مسلمانون کے درمیان ناجائز ہی یا جب ایک جانب مسلم ہو اور دوسری جانب کافر تو بھی جائز ہی یا نہین جملہ امور مفصلاً تحریر فرمادیجئے -

الجواب - نوٹ کی حقیقت حوالہ ہے اور حوالہ مین کمی بیشی جب معروف یا مشروط ہو ربوا ہے البتہ اگر بلا شرط وعرف ہو تو بعض صورتون مین تاویل صلح کی ہو سکتی ہے مگر اب ممکن نہین میری سمجھہ مین تو اسکی تدبیر بجز اسکے کہ نقد روپیہ

اُس سے لیا جاوے اور کچھ نہین آتی یا اُسپر یہ بات ثابت کر دیجاوے کہ یہ طریقہ ہمارے مذہب مین سود ہے یا اُسکی کچھ آڑھت نہ بڑھاکر حق ٹہیرادیا جاوے اور یہ کہدیا جاوے کہ نوٹ برابر سرابر لیا جاوے گا اور تمہاری کمی اس اضافہ سے پوری کر دیجاویگی اور یہ تدبیر غالباً سہل ہی رہا گوسالہ کا قصہ سو اگر وہ آڑھتی آپکا مشتری ہوتا اور آپ اس سے بائع ہوتے تب تو بتاویل حط ثمن کے جائز ہوسکتا تھا گویا اپنا روپیہ وہان دیتا ہی اور آپکو ثمن کم دیتا ہی لیکن آڑھتی وکیل ہوتا ہے وہان یہ تاویل ممکن نہین اس لیئے میرے نزدیک اُسے یون سمجہا دیا جاوی حق آڑھت اور حصہ گئو سالہ یہ سب مجموعہ حق آڑھت مین شمار کرنا چاہیئے پہر خواہ وہ بھی مین کسیطرح لکہے کچہہ حرج نہین ۔ فقط واللہ اعلم ۔

سوال ۔ چند لوگ گورنمنٹی نوکر ہین یعنی رسالہ مین اور نوکر ہوئے کسیکو سولہ برس ہوئے اور کوئی اٹھارہ برس کا نوکر ہے اور کوئی بیس برس کا نوکر ہے اور جب نوکر ہوئے تھے تو یہ قاعدہ نہ تھا جواب دو چار سال سے نیا جاری ہوا ہی یعنی ہر ایک سوار کا فی ماہ پانچ روپیہ سرکار کاٹ لیتی ہی تعداد اڑہائی سو روپیہ کی ہے جبکہ ڈہائی سو روپیہ پورا ہو جاتا ہے پھر نہین کاٹا جاتا ہی اور وہ روپیہ بنک مین جمع ہو جاتا ہی اور اس روپیہ کا سود ہر ماہ سرکار دیتی ہی اور جو لوگ سود لینے سے انکار کرتے ہین تو سرکار اُنسے دستخط کرا لیتی ہی اور سود کا روپیہ اپنے صرف مین آتا ہی یعنی اگر سوار کا گھوڑا مر جاتا ہی تو سوار کو سرکار اُسی روپیہ سے گھوڑا خرید کر دیتی ہی اور جس کا گھوڑا نہین مرتا ہی تو اسکو سرکار ہر ماہ سود دیتی ہی غرض کوئی بچنے کی صورت نہین کہ اُسکا روزگار بھی قائم رہے اور سود سے بھی بچے مگر گھوڑا نہ مرے تو جس وقت نوکری چھوڑکر آوے اُسوقت اس کا روپیہ جمع و سود کل سرکار دے دیتی ہے اور اگر وہ چاہے کہ مین جمع لے لون اور سود نہ لون تو اسکی جمع کا روپیہ بھی مارا جاتا ہے اور تنخواہ مبلغ سے۵ رہا ہوار کی ہی ۔

الجواب خاص اس صورت مین سرکار جو سود کے نام سے دیتی ہے وہ

حرجے نیست گرفتن زر بنام سود و مال از مال از سرکار بدست می آید ربوا

سود نہین ہے اُسکا لینا درست ہی لیکن خدارا دوسری صورتون کو اسپر قیاس نہ کیا جاوے لان مالہم مباح برضاہم وانما یحق فی بعض الصور اثم العقد ولاعقد بالجبر لیکن اگر یہ مقدار سود مذکور مساکین مین تقسیم کردیجاوے تو خوب ہے درع ما یریبک الی مالا یریبک فقط ۲۷ صفر سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال انگریزی پرامیسری نوٹ کے منافع کا لینا گورمنٹ سے جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ فی الہدایۃ ولاربوا بین المسلم والحربی ولت ہذہ الروایۃ بعد تفصیلہا بتعلیلہا علی کون المال الذی حصل من حربی برضاہ بلا غدر ولو بالعقود الفاسدۃ الباطلۃ مباحا عند ابی حنیفۃ وا باحۃ المال لایستلزم اباحۃ العقد کما اذا باع الحر من المستقرض الجاحد لاستیفار حقہ والوعید الوارد فی النصوص لم یخصر فی اکل المال بل یعم الاکل والعقد والاعانۃ کما روی لعن اللہ آکل الربوا وموکلہ وشاہدیہ وکاتبہ الحدیث فا قتضٰی ہذا المجموع ان المال فی الصورۃ المسئول عنہا مباح وہذا العقد حرام اثم فالاخذ من المسلم والذمی یاثم باثمین ومن الحربی باثم واحد ہذا اذا ثبت کون الدار دار حرب ولم یثبت قوۃ دلیل الجمہور والا فلا مساغ لاباحۃ المال ایضا۔ واللہ اعلم۔ ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ ہندوستان مین یہود ونصاریٰ سے سود لینا حسب رائے مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ درست معلوم ہوتا ہے اور حسب تحریر مولانا عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ نادرست۔ ازروئے تحقیق کس کا قول معتبر ہے

الجواب۔ احقر نے دونون بزرگون کی تحریر نہین دیکھی ورنہ شاید انکے متعلق کچھ لکھ سکتا بہرحال نفس مسئلہ مین جو کچھ میری سمجھ مین آیا ہی وہ یہ ہے لایباح العقد لکونہ ربوا نہی عنہ نصا قطعیا ویباح المال الماخوذ لان مال الحربی مباح برضاہ بلا غدر بہ ولم ارا حدا من اصحاب الفتاوی حکم بحل العقد مقصودا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال متعلق سوال ہٰا لا

(توضیح سوال مذکور) اقول یختلج فی قلبی بہ اما اولا فان العلامۃ الدہلوی قد صرح بجواز اخذ الربوا من الحربی کما یدل علیہ کلامہ المنقول ولم یقل صراحۃ والاشارۃ ان المال مباح دون العقد واما ثانیا فلان العقد الربوی من الحربی لا یخلو عن ان یکون اما صحیحا او فاسدا او باطلا فعلی الاول لا یصح الحکم بعدم اباحۃ العقد کما ہو ظاہر وعلی الثانی الحکم بعدم اباحۃ العقد صحیح اما الحکم باباحۃ المال فغیر صحیح لان فساد العقد یورث خباثۃ فی المال کما ہو مصرح فی الفقہ وعلی الثالث فحکم العقد والمال ظاہر ولم نجد فی الکتب نوعا من العقد بحیث یکون العقد فاسدا او باطلا والمال حلالا واما ثالثا فان النص المحرم قولہ تعالیٰ احل اللہ البیع وحرم الربوا قطعی والخبر لا ربوا الحدیث لیس متواترا ولا مشہورا فبای حجۃ خصص اصحابنا نصا قطعیا فعلیکم الجواب بالدلیل لیشفی العلیل۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کی عبارت محررہ ذیل مین مذکور ہی۔ مجموعۂ فتاوائی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ ج اول صـــ۳۳

سوال۔ تمامی اقلیم نصاری باتفاق دار الحرب ہست یا نہ اگر ہست اہل اسلام را ازان نصاری سود گرفتن جائز است یا نہ۔

جواب۔ بشروطیکہ در دار الحرب در روایات فقہیہ مذکور است ملاحظہ باید نمود چنانچہ برخے ازان درین قرطاس ثبت خواہد شد درین اقلیم آن شروط را باید جست اگر متحقق شدند پس دار الحرب قرار یافت وبحکم اذا ثبت الشئی ثبت بلوازمہ ہرگاہ دار الحرب شد ربوا گرفتن ودادن بجزوٗ آنجا جائز شد زیرا کہ در ہدایہ مذکور است ولا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب وقاعدہ مقرر است کہ الاطلاق فی الروایات ینفی عن تعمیم پس ہر دو صورت اخذ واعطا در نفی داخل لیکن مسلمان را باید کہ در دادن سود بحربی احتیاط کند بے ضرورت

ندہد۔ ایضاً فیہ صفحہ ۲۸

سوال سود دادن بحربیان درست یا نہ۔

جواب۔ عبارات کتب فقہیہ عام واقع شدہ اند دادن وگرفتن را شامل اند مثل لاربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب و قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی در رسالہ جیہ دادن سود نیز نوشتہ اند این وقت فقیر را یاد نیست لیکن این قدر ظاہر ہست کہ گرفتن سود از حربیان باین وجہ حلال است کہ مال حربی مباح است اگر در ضمن آن نقض عہد نباشد و حربی چون خود بخود بدہد بلاشبہہ حلال خواہد بود و دادن سود بحربیان باینوجہ حلال است کہ خورانیدن حرام بمسلمان درست نیست و آنہا حرام خور اند اگر چیزے بطریق سود دادہ خواہد شد بیش ازین نیست کہ حرام خواہد خورد اھ

الجواب قد رایت کلامہ رحمہ اللہ تعالیٰ الدال علی ما فہمتم فی قولکم اولا ولکن حجیتہ الدال تتوقف علی صحتہ فی نفسہ وثبوتہ بالدلیل ولم یثبت ثم اطلاقہ فی الاخذ والاعطار مخالف لما صرح بہ فی الشامیۃ عن الفتح مؤیدا لہ بالسیر الکبیر من ان مرادہم ما اذا حصلت الزیادۃ للمسلم لاطلاقہ ما قلتم ثانیا فاقول ان العقد عندہم فاسد او باطل والمسلم استلزام فساد العقد او بطلانہ لخبث المال الا تری ان عقد بیع الحر حرام وباطل لکن لو باع من مدیونہ الجاحد للدین مثل دین وقبض المال ناویا استیفاء حقہ یحل المال مع بطلان العقد ویتایدہ بما فی رد المحتار من قول الدر المختار سفلتا بقولہ ای ولو بعقد فاسد تحت قولہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا آہ فحکم بکون العقد فاسدا وکون المال حلالا وما قلتم ثالثا ان النص محرم للعقد وہو فیما ذہبت الیہ فی فہم مراد اصحابنا حرام ولم ار احدا من اصحاب الفتاوی فی المذہب حکم بحلہ مقصودا اما حل المال فالآیۃ غیر متعرضۃ لہ اثباتا او نفیا فلا دلالۃ ولا تخصیص واللہ اعلم۔ ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال۔ اگر بنک گہر مین روپیہ جمع کیا جاوے تو اسکے سود سے منتفع ہونا

جائز ہے یا نہین مگر صاحب بنک قوم نصرانی ہین۔

الجواب سود نصوص قطعیہ سے حرام ہے اور اطلاق نصوص سے اسمین نصرانی و غیر نصرانی سب برابر ہین و اباحۃ الشئی لا یستلزم جواز العقد بہ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔ ۱۳ ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ھ

نمبر ۱۶۷ — حکم سود لینے کا بحالت افلاس مسلمانان

سوال بنظر حالت افلاس مسلمانان کیا سود کا لین دین خواہ آپسمین ہو خواہ غیر اقوام سے شرعًا جائز ہے یا نہین۔

الجواب جب آیت تحریم ربوا کی نازل ہوئی ہے افلاس اسوقت سے زیادہ تھا اور نیز بہت سا سود ان معاملات کے متعلق باقی تھا جو کہ زمانہ جاہلیت اور حالت کفر مین ہوئے تھے اسپر بھی حکم ہوا کہ سود چھوڑ دو ورنہ خدا اور رسول کیطرف سے اشتہار جنگ ہے جب متعاقدین کی حالت کفر کا سود وصول کرنا جائز نہین رکھا گیا تو ابتداءً ایسا معاملہ کیونکر جائز سمجھا گیا ہے دوسرے زمانہ نزول وحی مین جو کفار بنی اسرائیل تھے انکی شکایت قرآن مین موجود ہے واخذہم الربوا وقد نہوا عنہ جب کفار کے لئے اجازت نہین جو بعض علماء کے نزدیک مخاطب بالفروع بھی نہین اور اسی بناء پر یہ علماء ربوا کو عقود ذمیین سے مستثنےٰ کہتے ہین کما فی کتاب الغصب من الہدایہ تو مسلمانون کو جو کہ اجماعًا مخاطب بالفروع ہین کیونکر اجازت ہوگی اور رحمت نہداۃ باب الصلح مین بیہقی سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار نجران سے جن شروط پر صلح کی تھی انمین یہ بھی قید تھی مالم یحدثوا احدثا او یاکلوا الربوا جب کفار کو اکل ربوا سے روکا گیا تو مسلمانون کو کیسے حلال ہوگا وما فی کتب الفقہیۃ من آنہ لا ربوا بین المسلم والحربی فلا یستلزم اباحۃ المال اباحۃ العقد واللہ اعلم ۲۳ ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ

نمبر ۱۶۸ — حکم بیمہ

سوال یہ مسئلہ استفسار طلب ہے کہ حضور والا کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان مین اکثر کمپنیان (جماعت تجارت) ایسی ہین جو جان اور مال کا بیمہ کیا کرتی ہین اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ وہ جماعت تجارت کو جو مشترک قائم ہین وہ مال منقولہ

وغیر منقولہ پر ایک کمیشن سالانہ لیا کرتی ہین اور اگر اندر سال کے وہ مال صرف بذریعۂ آتش زدگی کے تلف ہو جاوے تو جسقدر بتعیین مال پر انہون نے کمیشن لیا ہے اسقدر بتعیین یک مشت مالک مال تلف شدہ کو دیدیا کرتے ہین اکثر لوگ اپنی جائداد کا بیمہ کرایا کرتے ہین یہ طریقہ اسقدر رائج ہے کہ غالباً اس سے آنجناب بھی واقف ہونگے۔ پس آپ سے دریافت کرتا ہون کہ آیا یہ طریقہ بیمہ کا شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہین۔ تمثیلاً یہ بھی عرض کرتا ہون کہ اکثر لوگ نوٹ وغیرہ بذریعہ رجسٹری شدہ لفافہ کی ڈاک کی معرفت روانہ کیا کرتے ہین جس سے مقصود صرف حفاظت نوٹ ہوتی ہے پس اگر بیمہ کرانا ناجائز ہوگا تو غالباً رجسٹری کرکے نوٹ روانہ کرنا بھی خلاف شرع شریف ہوگا امید کہ یہ سمع خمراشی معاف فرمائی جاوے۔

الجواب۔ ان اشتہاری وتجارتی بیمون مین کمپنیان جو مالک کو خاص صورتون مین معاوضہ دیتی ہین صورۃً تو وہ عوض ہی اس مال تلف شدہ کا مگر واقع مین عوض ہے اُس رقم کا جو ماہانہ یا سالانہ داخل کیجاتی ہے کیونکہ انکو مقصود وہی ہے ورنہ مال ضائع سے اُنکو کیا نفع ہو سکتا ہے پس باعتبار صورت کے تو یہ قمار ہے لانہ تعلیق الملک علی الخطر والمال فی الجانبین اور باعتبار حقیقت کے سود ہے لعدم اشتراط المساواۃ فی الجانبین فیما یجب فیہ المساواۃ اور قمار اور سود دونو حرام ہین پس یہ معاملہ یقیناً حرام ہے اسیطرح جان بیمہ وہ صورۃً رشوت ہی لان المال یدفع بما ہو غیر متقوم و ہو النفس اور حقیقۃً سود ہے لعین مامر فی المال رہا یہ زیور وغیرہ کا جو ڈاکخانہ مین کرایا جاتا ہے اسکی حقیقت اور ہے کیونکہ ڈاک والے اس چیز کو پہونچاتے ہین اور اجرت لیتے ہین پس یہ معاملہ عقد اجارہ ہے اور عملہ ڈاک اجیر ہین اور بیمہ زیادت اجر ہے اور انکی یہ ذمہ داری تاوان کی اشتراط ضمان علی الاجیر ہے جسکو بعض فقہا نے جائز کہا ہے بخلاف مذکورہ بیمون کے کہ

کمپنی اُس مال یا جان مین کوئی عمل نہین کرتی اسمین یہ تاویل محتمل نہین - فی الدر المختار باب الودیعة واشتراط الضمان علی الامین اتم و فی رد المحتار رد النظر حاشیة الفتال و قد یفرق بانه ہہنا مستاجر علی الحفظ قصدا بخلاف الاجیر المشترک فانه مستاجر علی العمل تامل و فی الدر المختار باب ضمان الاجیر ولا یضمن ما هلک فی یده الی قوله خلافا للاشباه فی رد المحتار ای من انه ان شرط ضمانه ضمن اجماعا ح وہو منقول عن الخلاصة و عزاه ابن الملک للجامع اه قلت وفی ہذه البیمة یستاجر بالزیادة علی الحفظ قصدا فکان اولی بالجواز من الاجیر المشترک یضمن علی العمل - واللہ اعلم ۱۵ - رمضان سنہ ۱۳۲۳ھ

اجارہ — تحقیق استحقاق اجرت ایام رعایتی مدرسین

سوال اکثر مدارس اسلامیہ مین مدرسین کے لئے ایک ماہ کی رعایتی رخصت کا قانون ہی جس ماہ مین تعلیم نہین ہوئی کس طرح وہ تنخواہ کے مستحق ہو سکتے ہین مہتمم یا اہل شوری ایسے قواعد مقرر کر سکتے ہین یا نہین -

الجواب - مہتمم واہل شوری وکیل ہین اہل چندہ کے پس اگر بتصریح یا بقرائن اس قانون پر اہل چندہ کو اطلاع اور اونکی رضا ثابت ہو تو چندہ سے تنخواہ دینا جائز ہے ورنہ ناجائز اگر رضا نہوا ور شرط ہو تو جسنے مدرس کو نوکر رکھا ہی وہ اپنے پاس سے دے ۱۵ - شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

اجارہ — حکم کام کردن در وقت ملازمت

سوال - مدرسہ کے وقت مین مدرس کو کوئی اپنا کام پیش آیا اور اسنے اپنا کام کیا اور خارج از وقت مدرسہ اُس نے اُس کے عوض تعلیم دی تو اس صورت مین وہ مستحق کل تنخواہ کا ہو سکتا ہے یا نہین -

الجواب مدرسی عقد اجارہ ہے اگر باہم معاہدہ اجارہ کے وقت وقت کی تخصیص بہی ہوئی ہے کہ فلان وقت مین کام کرنا ہوگا تو دوسرے وقت کام کرنے سے مستحق اجر کا نہین ہی اور اگر صرف مقدار معین ہوئی ہے اور تخصیص نہیں ہوئی تو مستحق اجر ہے - فقط ۱۵ - شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال - مدرس مدرسہ مین آیا طلبہ بیمار ہین یا بوجہ قلت اسباق تمام

فی تحقیق استحقاق اجرت وقت غیر حاضری معلم

وقت مقررہ مدرسہ تعلیم مین مشغول نہین تو اس صورت مین کل تنخواہ کا مستحق ہوگا یا نہین۔

الجواب۔ یہ اجیر خاص ہی تسلیم نفس سے استحقاق اجر کا ہوجاویگا پس اگر یہ اس وقت مین حاضر رہا تو مستحق ہے ورنہ نہین۔ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ۔

فی تحقیق استحقاق تنخواہ ایام مرض

سوال۔ مدرس بیمار ہوگیا ایام مرض کی تنخواہ کا مستحق ہوگا یا نہین اگر ہے اور اسنے نہین لی تو لے سکتا ہے یا نہین۔

الجواب۔ اگر قالاً یا حالاً اہل چندہ کی رضا ہی سمجھی جاوے تو یہ شرط ٹھیرانا درست ہے کہ ایام مرض کی تنخواہ دیجاویگی ورنہ درست نہین پھر اگر شرط نہ ٹھیری تھی تب تو استحقاق نہین ہی اور اگر شرط ٹھیر گئی تھی تو وہ مستحق ہے پھر اگر اہل چندہ کی رضا معلوم ہو تو چندہ سے دینا درست ہے ورنہ جسنے مدرس کو رکھا ہے وہ اپنے گھر سے دے جیسا سوال ۱ کے جواب مین مذکور ہوا۔ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

فی تحقیق استحقاق تنخواہ سعی چندہ در حالت عدم سعی

سوال۔ مہتمم نے ایک ساعی چندہ کے لئے مقرر کیا اور اسکی تنخواہ مقرر کی اسکی سعی سے چندہ مقرر ہوا اب وہ سعی جیسا کہ پہلے کیا کرتا تھا کہ سفر یا شہر مین جدید چندے مقرر کرائے۔ نہین کرتا بلکہ محرر وغیرہ کی نگرانی وغیرہ کرتے ہین اور جو وقت نگرانی کرتے ہین اس وقت کی تنخواہ تعلیم وغیرہ کی سے وہ لیتے ہین پس اس صورۃ مین وہ سعی چندہ کے تنخواہ کے مستحق ہو سکتے ہین یا نہین۔

الجواب۔ جب عمل نہین استحقاق اجرت نہین جیسا ظاہر ہے ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

ملہ مراد وہ سوال ہی جو اس سی دو تین سوال اوپر ہی اور اس عبارت سے شروع ہے کہ اکثر مدارس اسلامیہ مین ۱۲ منہ

سوال اواخر شعبان و اوائل شوال و تمام ماہ رمضان و دیگر ایام عید الضحیٰ وغیرہ مین تعطیل ہوتی ہی ان ایام کی تنخواہ کا مدرس مستحق ہی یا نہین۔

الجواب برضاء اہل چندہ چندہ سے دے سکتے ہین ورنہ عدم اشتراط مین بدعہ ہو جر واجب ہی جیسا کہ عسہ دمبر ۲ مین مذکور ہوا فقط ۱۵ر شعبان ۱۳۲۱ھ

سوال طلبہ کو بوجہ سرزنش کسی روز سبق نہین پڑہایا اس روز کی تنخواہ کا مستحق ہوگا یا نہین۔

الجواب۔ اس کا حکم بھی عسہ و عسہ سے مفہوم ہوگیا واللہ اعلم ۱۵۔ شعبان ۱۳۲۱ھ۔

سوال اگر کسی محصل چندہ کو اہل مدرسہ تحصیل چندہ کے لئے اس شرط پر مقرر کرین کہ جو آمدنی ہوئے تو اُس کا چہارم یا سوم یا پنجم یا نصف یا دو تہائی حصّہ ہو اس زمانہ کی موجودہ حالت اور ضرورتون کے لحاظ سے شرعاً مباح ہے یا نہین۔

الجواب۔ حنفیہ کے اصول پر یہ اجارہ فاسدہ ہے اور دوسرے مذاہب کی تحقیق نہین۔ فقط ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ

سوال۔ قاضی درین ملک انصاری در کسے جا موجود ست یا نہ و قاضی چگونہ می شود اگر مردم قصبۂ کلان اعلےٰ ادنےٰ جمع شدہ امام جمعہ و جماعت و عیدین یکے عالم را سازند آن عالم کار قاضی کردن می تواند یا نہ مولانا رشید احمد صاحب در جواب نوشتہ بودند کہ نابالغہ نکاح کردۂ برادر چون بالغہ

عسہ جسکا سوال اس عبارۃ سے شروع ہوا ہے اکثر مدارس اسلامیہ مین الخ ۱۲ منہ

عسہ جسکا سوال اس عبارۃ سے شروع ہوا ہی مدرس بیمار ہوگیا الخ ۱۲ منہ

عسہ جسکا سوال اس عبارۃ سے شروع ہوا ہے اواخر شعبان الخ ۱۲ منہ

افادہ — استحقاق تنخواہ ایام تعطیل

افادہ — استحقاق تنخواہ ناغہ بسبب یا تعزیر دادن بر طلبہ

افادہ — استیجار محصل چندہ بر نصف حاصل

تحقیق — بودن حکام مسلمین از رعایا نائب سلطان در حکم قضاۃ

شد و بظہور علامت حیض انکار کردہ نکاح فسخ می شود پس یکے نابالغہ خاندان ما کہ از بیوقوفی و تعصب قوم بنکاح صغیر درآمدہ بود بالغ شدہ انکار کردہ بدر نابالغ را راضی کردہ حکم ما کہ از حکم فسخ کنانیدیم بدیگر خویش نکاح کردیم بعض اقوام ما معترض ہستند درین حکم چیست۔ فقط

الجواب - قاضی آن کہ برائے فصل خصومات حاکم ساختہ شود برائے عموم نفاذ احکامش دو طریق است تولیت از سلطان گو کافر باشد و تولیت از عامہ مسلمین و اگر در واقعہ خاصہ طرف متخاصمین بر نفس خود ہا او را والی سازند آن حکم است و در حق نفس آنہا مثل قاضی ست نہ در حق غیر آنان پس بناءً علیہ درین ملک آن حکام کہ برائے این غرض از سرکار ماموری شوند اگر مسلمان باشند در حکم قضاۃ ہستند مثل ڈپٹی وغیرہ فی الدر المختار ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکرہ مسکین وغیرہ وفیہ ولو فقد وال بغلبۃ الکفار وجب علی المسلمین تعیین وال وامام للجمعۃ فتح پس آنکس کہ مسلمانان او را محض برائے اقامت اعیاد و جمعہا قائم کردہ اند حکم قاضی نیست البتہ او را متخاصمین حکم می توانند ساخت پس در صورۃ مسئولہ اگر شوہر نابالغہ بشرطیکہ خود بالغ باشد و منکوحہ مذکورہ کسے را حکم ساختند قضائیش بر ایشان نافذ گردیدے و پدر شوہر اگر کسے را حکم سازد نامعتبر ست چرا کہ حکم حکم بر غیر محکم نافذ نمی شود فی الدر المختار ہو۔ (ای التحکیم) تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینہما وفیہ لا یتعدی حکمہ الی غیرہما پس چون از شوہر تحکیم صادر نشد لہذا قضائے حکم نافذ نہ گردیدہ واللہ اعلم۔ ۲۱ رجب ۱۳۲۱ھ

(سوال متعلق جواب بالا) قاضی درین ملک چنانچہ فرمودند مفقود ست لاکن حاکم وقت علاقہ ما بعض وقت اسسٹنٹ و تحصیلدار درجہ کسے نہ کسے مسلمان می باشند اما او شان چنین فیصلہ قضا یعنی فسخ نکاح ہرگز ہرگز نمی کنند و اگر تقدیرا کنند و نخواہند کرد مگر علمایان این طرف نیم علم خطرہ

ایمان بالکل بے علم و کم فہم و متعصب اند این حاکمان را حکم کفر در پردہ و عاملان را کفر ظاہر خواہند داد و علی ہذا القیاس قاضی حنفی مقرر سرکار و عوام مردم کہ در ضلع دیگر باشد از خوف خلاف مذہب قطعاً حکم فسخ نکاح مفقودۃ الزوج نخواہد کرد آرے در ینجا در شہرے قاضی حنفی بود اہلحدیث شدہ است لاکن بر فیصلہ ہا اجرت بے اندازہ می گیرد اگر جائز باشد از وے فتوی گرفتن مفقود الزوج از وے حکم گیرد و دیگر عالم اہلحدیث ہم است چیزے نخواہد گرفت و قریب ست اگر جائز باشد از وے حکم گیریم اگر جائے اینچنین قاضی لائق فتوی ہم معلوم باشد اطلاع فرمایند تا از و رجوع کردہ شود ؟

الجواب ۔ اگر قاضی عرفیست شرعاً قاضی نیست و اگر قاضی شرعیست کہ برائے فصل خصومات مقرر کردہ شد قضایش نافذ می شود اگرچہ اجرت گرفتن او را جائز نباشد فی رد المحتار واما اذا ارتشی الی قولہ فعلی ما فی المحادیۃ فیہ ثلثۃ اقوال قیل ان قضاءہ نافذ فیما ارتشی فیہ و فی غیرہ والاول اختار البزدوی واستحسنہ فی الفتح الی ان قال وینبغی اعتمادہ للضرورۃ فی ہذا الزمان اھ مختصراً لاکن محض فتوی گرفتن از کسے کافی نیست کما نقلہ المفتی سعد اللہ المرحوم الرامفوری فی فتاواہ وعبارتہ ہکذا قال البزازی فی فتاواہ قال السرخسی ہذا شرط آخر وہو ان یصیر حادثۃ فیجری بین یدی القاضی من خصم علی خصم حتی لو فات ہذا الشرط لاینفذ القضاء لانہ فتوی اھ ۷ شعبان ۱۳۲۱ھ

سوال اگر حنفیہ مفقودۃ الزوج را از شافعی عالم فتوی گرفتہ عمل کردن جائز باشد مطلع فرمایند از نام و مقامش تا رجوع باو کنند ۔

الجواب ۔ فتوی محض کافی نیست لما مر فی الجواب عن السوال الاول وایضاً فی فتاوی المفتی المرحوم ما نصہ وایضاً فیہا کان بمنزلۃ الفتوی منہ فلا یرتفع الخلاف فصار وجودہ کعدمہ فاذا رفعت الحادثۃ الی حنفی فانہ یحکم بمقتضی مذہبہ ولا یمنعہ حکم المالکی من ذلک فانہ فتوی ولیس بحکم

فتنہ ۱ عدم کفایت فتوی محض برای فسخ نکاح مفقود الزوج

بس ازین عبارت نیز معلوم شد کہ فتوی صرف در تخفیف کافی نیست ۔
واللہ اعلم ۔ ۷ رشعبان ۱۳۲۱ھ

سوال ۔ اگر سرکار برضامندی فریقین عالمی را برائے فیصلہ شرعی منصف سازد و اجرت از فریقین دہاند یا مسلمان را کہ عالم باشد منصف فریقین برائے تصفیہ شان سازد و اجرت از فریقین این منصف را دہاند یا فریقین خود یکے را حاکم سازد و چیزے اجرت فیصلہ دہند گرفتن جائز ست و ہمچنین شاہدان را از مدعی خرچہ وخرجہ می دہانند شاہدان را گرفتن جائز ۔

الجواب فقہا رزق القاضی را جائز نوشتہ اند اگر این اجرت بقدر کفایت حوائج باشد داخل رزق القاضی ست در جوازش شبہ نیست وہمچنین شاہدان را بقدر خرچہ راہ وخوراک سفر گرفتن جائز ست وزیادہ ازین اجرت است بر شہادت چون شہادت عبادت ست مثل قضا وبران اجرت گرفتن جائز نباشد ۔ ۷ شعبان ۱۳۲۱ھ ۔

سوال ۔ ہندہ نابالغہ کا نکاح ایسے ولی کی ولایت سے ہوا کہ جسکے فسخ کا اختیار بعد بلوغ ہندہ کو حاصل ہے مگر نفاذ فسخ کے واسطے چونکہ ترافع الی القاضی شرط ہے اور آجکل ہندوستان مین سلطنت نصاریٰ کی ہے کوئی قاضی اسلام ایسا مقرر نہین جو تمام قصاص وحدود وغیرہ شرعیہ کا نفاذ کرے ۔ کہین پر تو کفار خود نزاعات بین المسلمین کا فیصلہ کرتے ہین اور کہین کفار کیجانب سے ایک مسلمان حاکم ہے کہ نزاع باہمی کا فیصلہ کرے اور کسی جگہ انکی طرف سے عالم مقرر ہے کہ بعض نزاع بین المسلمین کا موافق شرع کچھ فیصلہ کردیا کرے ۔ اور کہیں کوئی کوئی مقرر نہین بلکہ وہان پر مسلمان کسی عالم کو اپنے امور کا حکم بنا لیتے ہین ۔ آیا صورۃ اولی مین اگر فسخ نکاح ہوا تو وہ فسخ شرعًا معتبر ہے یا نہین اور صورۃ ثانیہ وثالثہ ورابعہ کا کیا حکم ہے آیا ان لوگون کا فیصلہ فسخ نکاح مین جو کہ موافق حکم شرعی ہوا ہو معتبر ہوگا یا نہین اور ان سب صورتون مین حکم واحد ہے یا کچھ

تفصیل ہے اور ۲ کو جہ معدوم ہونے قاضی اسلام کے ہندہ کو خود فسخ کا اختیار ہے یا نہیں نیز ۳ اس وقت میں جملہ امور میں جو کہ مفوض بقضاء قاضی ہیں پیش آتے ہیں انمیں کیا تدبیر کیجائے۔

الجواب فی الدر المختار فی خیار الفسخ بشرط القضاء للفسخ فی رد المحتار ای ہذا الشرط انما ہو للفسخ لا لثبوت الاختیار الخ جلد ۲ صہ ۵۰۲ وفی الدر المختار کتاب القضاء یجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا اھ وفی الهدایة لا تصح ولایة القاضی حتی یجتمع فی المولی شرائط الشهادة اھ ای من العقل والبلوغ والاسلام فی الهدایة فاذا حکم رجلان رجلا فحکم بینهما ورضیا بحکمه جاز لان لهما ولایة علی انفسهما فصح تحکیمهما وینفذ حکمه علیهما قال العینی لا علی غیرهما حتی ظفر المشتری بعیب فحکم هو والبائع رجلا فرد علی البائع بحکمه لم یکن للبائع ان یرده علی بائعه اھ ان روایات سے یہ امور مستفاد ہوئے اول صورت اولی میں فسخ معتبر نہوگا صورۃ ۲ ثانیہ میں معتبر ہوگا اور صورۃ ۳ ثالثہ میں اگر اس عالم کو حاکمانہ اختیارات دیئے گئے ہیں تو مثل صورۃ ثانیہ کے فسخ معتبر ہوگا اور اگر صرف درجہ مفتی میں ہے تو معتبر نہوگا اور صورۃ رابعہ میں جن لوگون نے حکم بنایا ہے انکے حق میں معتبر ہوگا دوسرون کے حق میں معتبر نہوگا پس مقضی لہ و مقضی علیہ دونون کا حکم بنانا شرط ہے ع ۲ خود ہندہ کو کو اختیار نہیں ع ۳ سب ملکر حاکم وقت سے درخواست کرین کہ ایسے امور کے لئے ایک مسلمان حاکم مقرر کردے۔ واللہ اعلم ۴ر صفر ۱۳۲۵ھ

حلف ہنود

سوال ہندو را مبالغ دادم منکر شد تنہا بودم منکر شد در شرع باو حلف اگر آید چہ حلف دادہ آید۔

الجواب فی الدر المختار والوثنی باللہ تعالی لانہ یقر بہ وان عبد غیرہ اھ ازین روایت مفہوم شد کہ ہندو را کہ بت پرست بود حلف باللہ کافی ست واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ ۷ر شعبان ۱۳۲۱ھ

غصب — ما نفع زمین مغصوبہ و ذریعہ نفع آن

سوال ۔ جس زمین کو کوئی کاشتکار بارہ سال تک کاشت کرے تو قانون سرکاری سے اسکو ایک حق حاصل ہو جاتا ہے کہ اُس آراضی سے بیدخل وغیرہ قابض نہین ہوسکتا پس کاشتکار کا اس زمین کو اپنے قبضہ مین رکہنا اور اوس سے منتفع ہونا جائز ہے یا نہین اور بنیت خیرات کرنا اور امید ثواب کی رکہنا یا کسیکو ہدیہ دینا اس آمدنی سے جائز ہے یا نہین ۔

الجواب فی کتاب الغصب من الہدایۃ ومن غصب عبدا فاستغلہ فنقصت الغلۃ فعلیہ النقصان ویتصدق بالغلۃ اھ اس سے معلوم ہوا کہ شئے مغصوب سے جتنا نفع ہوتا ہے اُس سے انتفاع اس غاصب کو درست نہین اور جب یہ غاصب ہے تو اس شئے پر جسقدر اسکا خرچ ہوا ہے اُسقدر تو پیداوار مین سے رکھ سکتا ہے اور جو زائد نفع ہوا ہے اُس کا نہ تو خود استعمال درست ہے نہ کسی کو ہدیہ وغیرہ دینا اُمین سے جائز ہے بلکہ مالک زمین کیطرف سے غریب محتاجون کو دیدے اور خود امید ثواب کی نہ رکھے یہ تو پیداوار کا حکم ہوا اور زمین کے لئے یہ حکم ہے کہ آیندہ کے لئے اُسکو چھوڑ دے ورنہ ظلم و غصب کے گناہ مین مبتلا رہیگا ۔ واللہ اعلم ۔ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۵ھ

مأخذ وظیفہ سرکاری در تقسیم جائداد

سوال زید و بکر و عمر و خالد و ہندہ و زینب حقیقی بہائی بہن ہین زید و بکر کی موجودگی مین عمر و خالد کا انتقال ہوگیا اُنکی اولاد ذکور و اناث سے باقی رہی اُسکے بعد بکر بہی ایک زوجہ چھوڑ کر مر گیا اُسکے نام جو وظیفہ سرکار سے مقرر ہے اُسکی تقسیم مین جہگڑا ہوا زید کا یہ دعوے ہے کہ چونکہ مین حقیقی بہائی ہون اسواسطے زوجہ کا حق چھوڑ کر باقی کل میرے نام مقرر فرمایا جاے زوجہ کا یہ ادعا ہے کہ شوہر کا کل ترکہ میرے نام مقرر ہونا چاہیے اولاد عمر و خالد اسبات کے دعویدار ہین کہ وظیفہ مذکور سرکار سے بطور پرورش کل اولاد مقرر ہوا ہے اور ہنگام تقسیم وظیفہ مذکورہ سرکار نے جائداد مکسوبہ قرار نہین دیا ہے بلکہ ایسا وظیفہ جائداد غیر مکسوبہ قرار دیا جاتا ہے ایسی

حالت مین تنخواہ مذکورہ ہم کل اولاد کو بھی ملنا چاہیے کیونکہ جو بعد ہمارے والد اور والدہ کی زندگی کی وجہ سے بکر کے درمیان تہا وہ ہماری والدہ کے فوت ہونے کی وجہ سے جاتا رہا اور مثل زید ہم بھی قرب رکھتے ہین کیا یہ وظیفہ زید کی خواہش کے موافق تقسیم ہو سکتا ہی یا اُسکی زوجہ کی خواہش کے مطابق اور اولاد عمرو خالد ولیل مذکور کی وجہ سے حصہ پا سکتے ہین یا نہین

الجواب چونکہ میراث اموال مملوکہ مین جاری ہوتی ہے اور یہ وظیفہ محض تبرع اور احسان سرکار کا ہے بدون قبضہ کے مملوک نہین ہوتا لہذا آئندہ جو وظیفہ ملے گا اسمین میراث جاری نہین ہوگی سرکار کو اختیار ہے جسطرح چاہے تقسیم کردے۔ البتہ اگر یہ وظیفہ کسی جائداد مملوکہ کا نفع جائز ہی تو اسمین میراث جاری ہوگی اور اس صورت مین بکر کے ترکہ مین اُسکی زوجہ کو ربع بوجہ اولاد نہونے کے ملے گا باقی زید اور اُسکی دونون بہنون کا حق للذکر مثل حظ الانثیین اور بہائی بہنون کے ہوتے عمرو اور خالد کی اولاد کا کچھ حق نہین ہے۔ ۹ محرم ۱۳۲۲ھ

سوال جس مسجد مین تاوان و ڈنڈ کے پیسے صرف کئے گئے ہون یعنی اُسکی تعمیر مین وہ تاوان یہ ہے کہ کسی شخص کو عوض مجرمیت ڈنڈ کیا اور چرم قربانی کا پیسا اور دم کا و عقیقہ کے چرم کا اور نکاح کا مسجد مین لگانا جائز ہے یا نہین اور اُس مسجد مین نماز ہوتی ہی یا نہین۔

الجواب جرمانہ ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک جائز نہین تو اُسکی آمدنی جائز نہوگی فی الدر المختار لا باخذ مال فی المذہب الی قولہ فی المجتبیٰ انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اھ اس لئے ایسا روپیہ مسجد مین لگانا جائز نہین اور چرم قربانی کی قیمت کا تصدق واجب ہے فی الدر المختار والصدقۃ کالہبۃ بجامع التبرع و فیہ ہو (ای الہبۃ) تملیک العین مجانا اور مسجد مین لگانے سے تملیک نہین ہوتی لہذا وہ بھی مسجد مین صرف

نہیں ہوسکتا اور لفظ دم عام ہے اگر سوال میں تعیین کیجاوے تو جواب
ہوسکتا ہے۔ اور عقیقہ میں احکام قربانی کی رعایت مستحب ہے تو اس اعتبار
سے اسکے چرم کی قیمت مسجد میں صرف کرنا خلاف اولیٰ ہوگا اور نکاح پر [عہ]
اجرت لینا جائز ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو طاعت مخصوص باہل اسلام
نہو اسپر مثل مباحات اخذ اجرت جائز ہے اور نکاح ایسا ہی ہے اس لئے
مالک اگر اپنی خواہش سے مسجد میں لگانا چاہے جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہوا
کہ جرمانہ اور قیمت چرم [illegible] کا مسجد میں لگانا جائز نہیں اور چرم عقیقہ کی
نیت لگانا خلاف اولیٰ ہے اور اجرت نکاح کا لگانا جائز ہے۔ واللہ اعلم
۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ

سوال۔ پھانسی والے کی نماز جنازہ پڑہی جاویگی یا نہیں۔

الجواب پڑہی جاوے گی اس لئے کہ اگر وہ مظلوم ہو تو ظاہر ہے
اور اگر ظالم تھا اور سزائے جرم میں مارا گیا تب بھی مثل بغاوت و قطاع طریق
کے ہوگا اور وہ جب غیر حرب میں قتل کئے جاویں اون کے جنازہ پر
نماز پڑہی جاتی ہے کذا فی الدر المختار۔ یکم جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال میں نے ایک دوا فروش سے کچھ ادویات مرکب منگائیں تھیں
اس پارسل کی ادویات مجھکو ٹوٹ کر وصول ہوئیں جو نسخہ بذریعہ ویلو پارسل
بھیجی گئیں تھیں یہ نقصان کس کا ہوا۔

الجواب آپکا ہوا اگر مرسل نے پارسل بنانے میں متعارف احتیاط
کی تھی۔ ۲۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۱ھ

عہ یعنی فی نفسہ گو عوارض سے منع کیا جاوے تفصیل اسکی رسالہ الحق الصراح
میں ہے ۱۲ منہ عہ اس مقام پر امداد الفتاوی کے مسائل ختم ہوچکے
ہیں کی اطلاع ختم کا وعدہ ایک حاشیہ میں لکھا گیا ہے ۱۲ منہ

سوال جہان مین ملازم ہون اوس ریاست مین لین دین سود کا ہوتا ہے اور مجھکو بھی حسابات سود کے مرتب کرنے ہوتے ہین اور سب اوقات وصول بھی کرنا ہوتا ہے اسوجہ سے غالبًا یہ ملازمت میرے واسطے جائز نہین ہو سکتی سوال یہ ہے کہ اگر محض کاشتکاران دخیلکاران ہی سے زاید رقم بقدر گنجایش وصول کیجاوے تو جائز کی صورت نکل سکتی ہے یا نہین۔

الجواب۔ ایک طرح درست ہے وہ یہ کہ اون دخیل کارون سے قبل تخم ریزی زبانی ہی یہ کہدیا جاوے کہ آج سے ہم اپنی زمین کا کرایہ اتنا لینگے اگر منظور نہ ہو چھوڑ دو مثلاً وہ زمین اسوقت پچاس روپیہ لگان پر ہے ہم اوس سے یون کہین کہ اب سے سو روپیہ لگان لینگے۔ بس اس کے بعد اگر اوس نے کاشت کیا تو شرعًا اوسپر سو روپیہ واجب ہونگے اب یہ سو روپیہ جس نام سے بھی ہم وصول لیکن حلال ہے۔

سوال ۲ بوقت تبادلہ اراضیات یا وصول تحصیل کارندہ کی جو نذرانہ منجانب کاشتکاران بعلم آقا یعنی زمیندار مثل حقوق کے ملتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جائز ہے۔

سوال ۳ اپنی اراضی مین اگر کسی شخص کو سکونت کا حق دیا جاوے تو اوسکا معاوضہ لینا جائز ہے یا نہین۔

الجواب جائز ہے جو چیز کہ شرعًا کرایہ قرار پاسکے۔

سوال ۴ آقا کے ساتھ کارندہ کو بھی ملتا ہے یہ جائز ہی یا نہین۔

الجواب برضامندی مالک جائز ہے۔

سوال ۵ اپنی رعایا یا کاشتکاران سے بعلت کسی قصور کے تاوان لینا جائز ہے یا نہین مثلاً کسی کاشتکار نے بلا استحقاق بغیر علم و رضامندی مالک زمیندار کے کوئی درخت کاٹ لیا یا مکان بنا لیا تو اگر زمیندار از قصور

پر کوئی جرمانہ یا تاوان برضامندی ملزم کے اوسپر عاید کرکے وصول کرے تو یہ جائز ہے یا نہین۔

الجواب نہین صرف درخت کی قیمت اور مکان کا کرایہ حسب عرف لے سکتے ہین۔

انعام کارندہ از گرفتاری ملزم

سوال ع۱۰ اگر ایسی آمدنی سے کوئی رقم کارندہ کو بطور انعام گرفتاری ملزم یا صلہ کارگزاری ملے تو کارندہ کو لینا جائز ہے یا نہین۔ ۱۳۱۱ھ

الجواب نہین وہ مالک اپنے پاس سے دے۔ ۲۶ رج ۲

سلم در افیون

سوال افیون کا کہیتی کرنا اس طریقہ سے کہ اوس کا خریدنے والا انگریز ہے جو اوسکی تخم ریزی کے زمانہ مین پیشگی کچھہ خرچ دیتا ہے اور جب پہول طیار ہوتا ہے تو پہلو نکو توڑ کر مٹی کے تاوہ پر جو مثل تندور کے گرم کرکے اوسپر پہلونکو بچھا کر کپڑا کی گدی سے اوسکو دبلتے ہین۔ تو بہاپ سے وہ باہم سمٹ جاتا ہی مثل روٹی کے تو اوسکو دہوپ مین سکہلاتے ہین اور جب افیون طیار ہوتا ہے تو افیون اور روٹی دونون اوس کے طلب پر طول کے حساب سے فروخت کراتے ہین اور وہ اپنا دیا ہوا پیشگی لے لیتا ہے یہ جائز ہے یا نہین بینوا توجروا عند الجلیل۔

الجواب یہ سلم ہے اگر سب شرائط جواز پائی جاوین تو جائز ہے ۲۸۔ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ

اجارہ مشین بالنصف اجارہ

سوال زید نے عمرو کو بیس۲۰ روپیہ اس قرار پر دیئے کہ عمرو بیس۲۰ روپیہ اپنے پاس سے لگا کر مبلغ چالیس روپیہ کو کپڑا سینے کی مشین خرید کرکے اس مشین کے ذریعہ سے سلائی کا کام کرے اور جو کچھہ کمائے اسکا نصف زید کو دیا کرے تو کیا یہ صورت شرکت جائز ہے یا نہین۔ اگر جائز ہے تو شرکت کے چار اقسام مین سے کس قسم مین داخل ہی۔

الجواب مشین جب مشترک روپیہ سے خریدی گئی وہ مشترک ہو گئی اب

جیسا ایک شریک نے دوسرے شریک کو اجازت اُسکے استعمال کی اس شرط پر دی کہ نصف آمدنی مجکو دے تو اسکی حقیقت یہ ہوئی کہ یہ شریک دوسرے شریک کو اپنا نصف حصہ مشین کا کرایہ پر دیتا ہے اور کرایہ نصف آمدنی ٹہیراتا ہے سو یہ صورت اجارہ کی شرعًا جائز نہین بلکہ کرایہ معین کرنا چاہیے پھر خواہ آمدنی کم ہو یا زیادہ ہو اور جتنی مدت اس شرط مذکور پر کام کیا گیا ہے اُسکا کرایہ بقاعدۂ اجرہ مثل دیا جاوے گا مگر یہ اجر مثل آمدنی واقعی کے نصف سے زائد نہو فقط ۲۵ صفر ۱۳۳۱ھ۔

سوال سوار لوگ جو اپنی ذات سے گہوڑا خرید کر سرکار مین نوکر ہوتے ہین وہ سلحدار کہلاتے ہین بعد نوکر ہو جانے کے بعض تو خود نوکری کرتے ہین اور بعض اپنی طرف سے کسیکو رکہتے ہین جسکو بارگیر کہتے ہین اکثر سلحدار وقت تقرر بارگیرون سے نذرانہ کے نام سے سو روپیہ یا اس سے کم زیادہ لیتے ہین اور بارگیر کو سرکار مین پیش کر کے نوکر رکہواتے ہین یہ نذرانہ سلحدارون کو لینا حلال ہے یا حرام۔

الجواب نذرانہ اگر بعوض نوکر کرانے کے ہے تو حرام ہے اور اگر اپنے گہوڑے کا کرایہ ہے تو درست ہے مگر کرایہ مین بیان مدت شرط ہے اگر یہ شرط پائی جاوے تو جائز ہے ورنہ ناجائز فقط ۳ ۲ رجب ۱۳۳۱ھ۔

سوال میرا ایک ہمشیر زادہ میرے گہوڑے کا بارگیر ہے اور مین اُسکا سلحدار ہون۔ یعنی گہوڑا میرا ذاتی ہے اور وہ نوکری کرنیوالا سلحداری کی ماہوار ۳۲ مقرر ہے اسمین ۱۰ بعوض خدمت سرکار سے بارگیر کو دیئے جاتے ہین اور باقی مجہہ سلحدار کو۔ اب عرض یہ ہے کہ میرا بارگیر تارک الصوم والصلوٰۃ و کار۔ نشہ باز ریش تراش رنگر نشاہ افعال ممنوعہ و رسوم قبیحہ ہین سے برسیان اسکو زجر و توبیخ و تنبیہہ و سزاء معطل سازی و ترک ملاقات وغیرہ کی سزا دی اور اقرارنامے لئے کہ آئندہ نماز روزہ احکام شرع بجا برابر ادا کرونگا۔ اور

گہوڑے کو اچھی حالت مین رکہونگا اور قسم سلحداری ماہ بماہ بہیجونگا وغیرہ الخ۔ لیکن اُنہون نے جملہ اقرارون کے خلاف عُل آوری کی اور کر رہا ہے کوئی تغیر وتبدل اُسکے افعال مین نہین ہوا بلکہ روز افزون حالت شنیعہ مین گرفتار ہے گہوڑے کو لاغر کر دیا ہے اور میری معتد بہ رقم کہا گیا ہے مین اسکو برطرف کر دینے کے ارادے مین ہون۔ لیکن میری والدہ صاحبہ جو میرے بارگیر کی نانی ہین اس سے سخت رنجیدہ و بددعا کنان رہتی ہین۔ حضرت چونکہ میرے راہ نمائے دین ودنیا ہین ان حالات پر نظر فرماکر جو ارشاد فرمادینگے حسب عمل کرونگا اور مزید شکریہ ادا اور غرق بحر ذخار احسان عظیم رہونگا۔

الجواب - اس کے اوپر کے سوال کا جو جواب لکہا گیا ہے اُسکی بناء پر اس تقسیم تنخواہ کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ تنخواہ تو کل کی کل بارگیر کا حق ہی باقی رہا یعنی وہ آپ کے گہوڑے کا کرایہ ہے اگر یہ تاویل کسیوجہ سے نہ چل سکے تو خود یہ معاملہ ہی جائز نہین اور اگر کوئی امر مانع تاویل نہو تو اُس صورت مین ان افعال شنیعہ کا وبال خود اس بارگیر پر ہوگا آپ کیون پریشان ہون البتہ گہوڑے کی لاغری کے سبب اگر آپ اُسکو موقوف کرانا چاہین تو دوسری بات ہی اور اس صورت مین ماں کی اطاعت فرض نہین کیونکہ دابہ کا حق تلف کرنا معصیت اور لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ۔

عرض مؤلف

الحمد للہ کہ حوادث الفتاوی حصۂ اول اختتام کو پہونچا انشاء اللہ تعالی اس کے بعد حصۂ دویم کی اشاعت کا اہتمام ہوگا۔

اشرف علی ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ

حقوق العلم

اس نادرالوجود رسالہ کے ذریعہ حضرت حکیم الامۃ مولانا حاجی شاہ محمد اشرف علی صاحب تہانوی دامت برکاتہم نے علم کے اون حقوق کو بتلایا ہے جنکے عدم احساس وفقدان کے باعث نہ صرف عوام بلکہ خود واجب الاحترام اہل علم بزرگوارون سے بہی بہت سی فروگذاشتین عمل مین آجاتی ہیں اس رسالہ کو دو بابون اور مختلف فصلون میں مولانا ممدوح نے تقسیم فرمایا ہے پہلے باب کی متعدد فصلون مین اون حقوق کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو علم کے عامۃ الناس پر ہین

اور دوسرے باب مین مخصوص اون حقوق علم کا تذکرہ ہے جو مخصوص طبقہ طلبا و علمار سے متعلق ہین۔ حقیقت مین یہ رسالہ اس لائق ہے کہ علاوہ عوام الناس کے طبقہ اہل علم کا ہر فرد عام اس سے کہ وہ مبتدی ہو یا منتہی بغور تمام اس رسالہ کو مطالعہ کرے اور اپنی آیندہ زندگی کے واسطے اسکو اپنا خضر راہ قرار دے

قیمت فیجلد ۵ر

مواعظ حسنہ

جسمین حضرت حکیم الامتہ دامت برکاتہم کے تین تو وہ معرکۃ الآرا وعظ ہین جو موتمر الانصار میرٹھ کے جلسہ منعقدہ سنہ ۱۹۱۲ء مین آپنے فرمائے تھے پہلے وعظ کا عنوان دعاۃ الامتہ و ہداۃ الملتہ ہے دوسرے وعظ کا نام تذکیر الآخرۃ اور تیسرا وعظ دعا پر ہے چوتھے وعظ کا عنوان جو بمقام شاہی مسجد مراد آباد ہوا تہا شوق اللقا ہے عنوانون سے ناظرین معلوم فرما سکتے ہین کہ یہ چارون کیسے زبردست عنوان ہین اور پھر حضرت حکیم الامتہ جیسے یگانہ عصر متبحر عالم جب ان عنوانون پر کچھ ارشاد فرماتے کہڑے ہون تو بہلا کیسے کیسے رموز و نکات بیان نہ ہو جائین۔ غرضکہ اہل دل حضرات کیواسطے خصوصًا اور عام مسلمانون کیواسطے عمومًا یہ چارون وعظ نسخہ ہائے کیمیا ہین جو زنگ قلوب دور کرنے مین اکسیر کا کام کرتے ہین چارون کے مجموعہ کا حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت صرف ۶ر

ملنے کا پتہ۔ منیجر اخبار المشیر مراد آباد

تصانیف حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علیصاحب تھانوی

حقوق العلم - اس نادر الوجود رسالہ کے ذریعہ حضرت مولانا ممدوح نے علم کے اُن حقوق کو بتلایا
ہے جنکے عدم واحساس وفقدان کے باعث نہ صرف عوام بلکہ خود اہل علم بزرگون سے بھی
بہت سی فروگذاشتین عمل مین آجاتی ہین - اس رسالہ کو دو بابون اور مختلف فصلون پر تقسیم فرماکر پہلے
باب کی متعدد فصلون مین اُن حقوق کا تفصیل کے ساتھہ ذکر کیا گیا ہے جو علم کے عامۃ الناس کے ہین
ور دوسرے باب مین مخصوص اُن حقوق علم کا تذکرہ ہے جو مخصوص طبقہ طلبا و علماء سے متعلق ہین -
حقیقت مین یہ رسالہ اس قابل ہے کہ علاوہ عوام الناس کے طبقہ اہل علم ہر فرد عالم امر سے کہ
وہ مبتدی ہو یا منتہی بغور تمام اس رسالہ کو مطالعہ کرے اور اپنی آیندہ زندگی کے واسطے اسکو
پنا خضر راہ قرار دے قیمت فی مجلد ۴ر

مواعظ حسنہ وہ معرکۃ الآرا وعظ مین جو موتمر الانصار میرٹھ کے جلسہ منعقدہ ۱۲ ۱۹ء مین آپ نے
رمائے تھے پہلے وعظ کا عنوان دعاۃ الامۃ وہداۃ الملۃ ہے۔ دوسرے وعظ کا نام تذکیرۃ الآخرۃ - اور
یسرا وعظ "دعا برہی" چوتھی کا عنوان جو بمقام شاہی مسجد مراد آباد ہوا تھا "شوق اللقاء" ہے۔ عنوانون سے
اظرین اندازہ کر سکتے ہین کہ یہ چارون کیسے زبردست عنوان ہین۔ اور کیہ حکیم الامۃ جیسی یگانہ عصر متبحر
عالم جب ان عنوانون پر کچھ ارشاد فرمانے کھڑے ہون تو بھلا کیسے کیسے رموز و نکات بالی نہ ہوجاتے ہین
غرضکہ مسلمانون کیواسطے یہ چارون وعظ نسخہ ہائے کیمیا ہین جو زنگ قلوب دور کرنے مین اکسیر کا کام
کرتے ہین چارون کی مجموعی قیمت ۶ر

اغلاط العوام - اس رسالہ مین ان غلط مسائل کا بیان ہے جو عامۂ مخلوق مین آجکل صحیح
سمجھے جاتے ہین اور جنکی اصل قرآن واحادیث سے کچھ بھی نہین بلکہ محض توہمات سے خود جاہل مرد-
عورتون نے گڑھ لئے ہین - اور ضرب المثل ہوگئے ہین - قیمت ۱ر

دعوات عبدیت حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب کے مواعظ حسنہ وملفوظات
طیبہ کا ایک ضخیم مجموعہ - اول حصہ دس اور ایک حصہ ملفوظات ۱۰ر - حصہ دوم ۱۰ر
حصہ سوم ۸ر - حصہ چہارم ۸ر - حصہ پنجم ۱۲ر

ملنے کا پتہ مینیجر ضیاء الاسلام مراد آباد